بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاسْأَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۞

تو اے لوگوں علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں (القرآن)

البرکات النبویہ فی الفتاوی الحنفیہ
المعروف
فتاوی فیضان امام محمد

کتاب العقائد

جلد 1

تصنیف وتالیف

محقق اہلسنت

علامہ محمد دانش حنفی

"من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين،

جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین کی سمجھ عنایت فرما دیتا ہے

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " طلب العلم فريضة على كل مسلم،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "علم دین حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے،

البرکات النبویہ فی الفتاوی الحنفیہ
المعروف
فتاوی فیضان امام محمد

(کتاب العقائد)

جلد 1

مصنف - محقق اہلسنت علامہ دانش حنفی صاحب قبلہ ہلدوانی

شرف انتساب

(1) فقیر اپنی اس کوشش کو سب سے پہلے اپنے آقا و مولا صلی للہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتا ہے کے آپ کے صدقے میں ہمیں ایمان ملا ہماری ہر ہر سانس میرے آقا کی مقروض ہے۔

(2) صحابہ ان حضرات نے مذہب اسلام کو اپنے خون سے سینچا ہے جس کی بدولت اج مذہب اسلام ہرا بھرا نظر آتا ہے۔

(3) امام اعظم اور آپ کے تمام شاگرد رحمھم اللہ کہ ان حضرات نے جو اصول و ضوابط بنائے ہیں آج تک ہم ان سے فیضیاب ہو رہے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔

(4) تمام ائمہ مجتہدین احناف کہ انہوں فقہ و فتاویٰ وغیرہ کو جمع فرما کر ہم پر بڑا ہی کرم فرمایا۔

(5) امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت کہ آپ نے اس امت کو فتاوی رضویہ عطا فرمایا اپنے ہی نہیں غیر بھی اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں اور ہر مفتی کو اس کی حاجت پڑھتی ہے اس نے تمام کتب سے بے نیاز کردیا۔

(6) اپنے پیر و مرشد مرشد برحق آب روئے اہلسنت سیخ طریقت حضرت علامہ مولانا الیاس قادری مدظلہ العالی جن کے فیض کرم نظر عنایت نےاس ذرہ ناچیز کو تابندگی بخشی۔

جن کے فیض و نظر عنایت سے لاکھوں لوگ نمازی و داڑھی والے بن گئے۔ جن کے قول و فعل کو سن دیکھکر کفار مسلمان ہو گئے۔ جس مرد مجاہد نے تنہا انقلاب پیدا کردیا اس امت کو بشکل دعوت اسلامی ایک نایاب تحفہ دیا۔

جن کی ایک نگاہ فیض سے نہ جانے کتنے گم شدہ راہ ہدایت پا گئے۔

جن کے روئے انور کو دیکھکر نہ جانے کتنے روتے چہر کھل اٹھتے ہیں۔

جن کی تبسم ریزی بیچین دلوں کو چین و قرار دیتی ہے۔

جن کا انداز تکلم نہ جانے کتنے لوگوں کو بولنے کا سلیقہ سکھاتا ہے۔

فقیر محمد دانش حنفی

گدائے صحابہ و اہلبیت

نام کتاب- البرکات النبویہ فی الفتاوی الحنفیہ

المعروف

فتاوی فیضان امام محمد

(جلد 1 کتاب العقائد)

مصنف - محقق اہلسنت علامہ دانش حنفی صاحب قبلہ ہلدوانی

واٹس ایپ نمبر- 09917420179

کمپوزنگ پی ڈی ایف - ارشاد احمد انصاری بنارس

سن اشاعت- 2023

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمات تشکر

یہ بندہ ضعیف عاجز حقیر فقیر اپنی اس حقیر خدمت کو لے کر اپنے رب عزوجل کی پاک بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے۔ اور اپنے پروردگار کے سامنے دست بستہ جبین نیاز خمید و جذبات تشکر کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے۔
اۓ اللہ عزوجل تیرا مجھ پر یہ بڑا ہی کرم و احسان ہے کہ تونے مجھ سے یہ خدمت لی ورنہ بندہ ضعیف اس قابل کہاں تھا کہ یہ کام انجام دے پاتا۔
بیشک تونے ہی اپنے اس بندہ عاجز کو حوصلہ دیا تونے ہی اس خدمت کو انجام دینے کی صلاحیتیں و طاقت عطا فرمائ ورنہ ہم میں تو یہ طاقت بھی نہیں ہے کہ تیری عطا کے بغیر ہم سانس لے سکیں تیری عطا و رحمت کے بغیر بندہ ضعیف کسی قابل نہیں اور نہ ہی یہ خدمت انجام دے پاتا بندہ ضعیف تیری پاک بارگاہ میں عرض گزار ہوتا ہے جب تک حیات رہے تب تک تیرے دین کی خدمت کرتا رہے یارب عزوجل زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرما۔

اس حقیر سی خدمت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول فرماکر مقبولیت عطا فرما اور کل قیامت میں میرے لیئے نجات کا ذریعہ بنا

آمین

تقریظ-کلمات تحسین

1:- تقریظ -حضرت علامہ مفتی حسن مصباحی صاحب قبلہ
2:- تقریظ -حضرت علامہ مفتی جاوید اکبری صاحب قبلہ
3:- تقریظ -حصرت علامہ صبغت اللہ مد ظلہ عالی
4:-کلمات تحسین-حضرت علامہ توقیر عالم ثقافی صاحب قبلہ

(فہرست مضامین)

فتاوی نمبر | صفحہ نمبر

فتاوی نمبر | صفحہ نمبر

فتاوی نمبر | صفحہ نمبر

فتاوی نمبر | صفحہ نمبر

تقریظ 1

حضرت علامہ مفتی حسن مصباحی صاحب قبلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علیٰ سید المرسلین و

علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین

اما بعد! اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے اور زندگی کے تمام شعبہ جات کی رہنمائی اسلام میں موجود ہے۔لہذا ہر مسلمان کو اسلام کی معلومات ہونی چاہیے۔اور علم دین کی طلب و جستجو میں لگے رہنا چاہیے ۔ سرکار ﷺ کا فرمان عالیشان ہے : علم حاصل کرنا ہر مسلمان مردوعورت پر فرض ہے ۔

آج عزیزم مولانا دانش رضا حنفی زید شرفہ کی تازہ ترین تصنیف " البرکات النبویہ فی الفتاوی الحنفیہ" المعروف فتاویٰ فیضان امام محمد جلد اول کی پی ڈی ایف مجھ تک پہنچی جس کو مصروفیت کی وجہ سے پڑھنے کا موقع تو نہ مل سکا لیکن فہرست پر سرسری نظر ڈالی جس کو دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔

دعا ہے کہ پاک پروردگار موصوف کی یہ خدمت قبول فرمائے اور ان کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

طالب دعا

محمد حسن رضا مصباحی

نوری دار الافتاء مرکز اہلسنت جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف درگاہ اعلی حضرت

تقریظ 2

حضرت علامہ مفتی جاوید اکبری صاحب قبلہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوتہ والسلام علی سید المرسلین

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زندگی کو بہتر اور خوشگوار بنانے کے لیے کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے آج کی تیز رفتار زندگی میں جہاں دنیاوی ضروریات دینی تعلیمات پر حاوی ہوتی جارہی ہیں یہ قابل غور ہے حالات حاضرہ میں میڈیا اور بالخصوص سوشل میڈیا کی اہمیت اور طاقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا اس کی اہمیت میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے لیکن انفارمیشن ٹیکنالوجی کے اس دور میں جہاں سوشل میڈیا کے نقصانات ہیں وہی لاتعداد فائدہ بھی ہیں موجودہ حالات میں سوشل میڈیا پر کام کرنے والے محب گرامی حضرت علامہ دانش حنفی صاحب دامت برکاتہم العالیہ بہترین دن کا کام کر رہے ہیں اور آپ سے سیکڑوں افراد استفادہ حاصل فرما رہے ہیں آپ ماشاءاللہ بہت ذہین عالم دین ہیں مسئلہ حدیث کی تحقیق کا ہو یا کوئی تاریخی واقعات کے متعلق آپ کی تحقیق قابل تحسین ہے اس وقت میرے سامنے آپ کی تصنیف البرکات النبویہ فی الفتاوی الحنفیہ المعروف فتاوی فیضان امام محمد! ہے فقیر اس کتاب کا مکمل مطالعہ تو نہیں کر سکا بعض مقامات سے چیدہ چیدہ مطالعہ کیا سبحان اللہ دل باغ باغ ہو گیا اللہ تعالٰی موصوف کو بہترین اجر عطا فرمائے آمین ثم آمین

فقیر ابو احمد محمد جاوید اکبری قادری حنفی

خادم دارالافتاء فیضان مدینہ آنلائن دھن باد گجرات

تقریظ 3

حضرت علامہ صبغت اللہ مدظلہ عالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی الہ و اصحابہ اجمعین۔

برادرم علامہ محمد دانش حنفی مد ظلہ العالی کتاب مستطاب
البرکات النبویہ فی الفتاوی الحنفیہ پہلی جلد جو کہ کتاب العقائد پر مشتمل ہے
ارسال فرمائ، اس کے چند صفحات کے مطالعہ کا موقع ملا ماشاء اللہ سہل
انداز اختصار، اور موجودہ دور کے سوالات کے جوابات پر مشتمل پایا، علامہ
صاحب حفظہ اللہ نے کافی محنت فرمائ اللہ تعالی اپنی بلند بارگہ میں علامہ
صاحب کی اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اخلاص میں مزید
برکتیں عطا فرمائے،
اور ہم سب کو عقائد اہلسنت و جماعت پر کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین

محمد صبغت اللہ غفر اللہ لہ
مدرس جامعہ منظر الاسلام حنفیہ غوثیہ
بستی خیر آباد تحصیل پروا ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں صوبہ خیبر پختون خواہ
پاکستان

کلمات تحسین

حضرت علامہ توقیر عالم ثقافی صاحب قبلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلي علي رسوله الکریم و آله وصحبه أجمعین الي یوم الدین.

حضرت مولانا مفتی محمد دانش حنفی حفظہ اللہ ورعاہ جو اپنے اسلاف کے روش پر چلتے ہوئے اپنے فتوؤں کے مجموعہ کی ترتیب کا اہتمام کیا ہے جس کا نام،،

البرکات النبویۃ فی الفتاوی الحنفیۃ

المعروف بہ فتاوی فیضان امام محمد،، رکھا ہے۔موصوف ایک عظیم عالم باعمل اخلاق وعادات کردار سے پر اور علماء اہل سنت کے ساتھ ساتھ عوام الناس سے بھی حسن سلوک کا معاملہ انتہائی عمدہ رکھتے ہیں مجھے یہ جان کر انتہائی خوشی ہوئی، مفتی صاحب قبلہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔

میں نے جب فہرست کا اجمالا معائنہ کیا تو یہ کہنے پر مجبور ہوا کہ موصوف ایک متبحر عالم دین صاحب فکر و نظر محقق اور فقاہت کا اعلی ذوق رکھتے ہیں اور وہ اپنا قیمتی وقت قریب وبعید نیز شوشل میڈیا پر ملک بیرون ملک سے آئے ہوئے سوالات کے شرعی جوابات دینے میں صرف کرنے کے عادی ہیں موصوف کے دل میں خدمت دین کا جذبہ اس طرح گھر کرچکا ہے ایسا لگتا ہے کہ یہ صلہ انہیں بزرگوں سے ورثے میں ملا ہے

قبلہ موصوف نے اپنے چند سالہ فتاوی مجموعہ بنام فتاوی فیضان امام محمد قوم و ملت کی خدمت میں پیش کیا ہے خالق کائنات مفتی صاحب کی اس کاوش کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے طفیل اور جمیع اولیاء اللہ کے توسل و تصدق قبولیت تامہ و عامہ عطا فرمائے اور موصوف کو صحت و سلامتی کے ساتھ خدمت دین کی مزید توفیق عطا فرما کر آخرت میں سرخروئی کا باعث بنائے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

(دعا گو) محمد توقیر عالم ثقافی

جامعہ دارالہدی اسلامک یونیورسٹی، بیر بھوم (بنگال)

1

(اللہ کو بھگوان کہنا کیسا)

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں ۔
اللہ کو بھگوان یا ایشور کہنا کیسا ہے
اس قسم کے الفاظ جو ہندو اپ نے معبود باطل کے لیۓ بولتے ہیں
اگر کوئی مسلمان اللہ کے لئے ایسے الفاظ بولے تو اس پر کیا حکم
ہے ، بینوا و توجروا

الجواب ھو الھادی الی الصواب

اللہ کریم کو اللہ کے ذات و صفات والے نام سے پکارا جائے۔ اللہ کو
بھگوان کہنا کفر ہے۔ ایشور کہنا ناجائز ۔
۔ایک ایسے ہی سوال کے جواب میں مفتی شریف الحق رحمۃ اللہ علیہ
نے فتاوی شارح بخاری جلد 1 صفحہ نمبر 246 پر فرماتے ہیں ۔

اللہ عزوجل کو بھگوان کہنا کفر ہے۔کہنے والے پر توبہ تجدید ایمان
نکاح لازم ہے۔ایشور کہنا بھی جائز نہیں یہ ہندوں کا شعار ہے۔
ہندوں نے بہت سے الفاظ خاص کئے ہیں ان میں کچھ کفر ہیں اور
حرام سبھی ہیں
واللہ تعالی اعلم
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

(تقدیر کے انکار کرنے والے پر کیا حکم کفر نہیں ہوگا)

کیا فرماتے ہیں۔ علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں ایک مفتی صاحب نے علمی گفتگو کے دوران مجھ سے یہ کہا۔ اگر کوئ شخص تقدیر کا انکار کردے ۔تو اس کے اوپر حکم کفر نہیں ہوگا ۔چونکہ تقدیر ضروریات دین میں سے نہیں ہے۔

برائے مہربانی تفصیل سے مدلل جواب عطا فرمائے

بینوا و توجروا

الجواب ھو الھادی الی الصواب

تقدیر پر ایمان لانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ تقدیر اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ تقدیر کا انکار کرنا کفر ہے۔ انکار کرنے والے پر توبہ تجدید ایمان نکاح لازم ہے۔

تقدیر کا ثبوت کتاب سنت صحابہ مجتہدین سلف و خلف اجماع سے اس کا اثبات ہے۔ تقدیر کا منکر کافر ہے ۔

قران کریم میں اللہ عزوجل فرماتا ہے۔(انا کل شیء خلقنہ بقدر ۔بیشک ہر چیز کو ہم نے تقدیر کے ساتھ پیدا فرمایا۔ القمر۔ایت 49)

اس ایت سے ائمہ اہلسنت تقدیر کو ثابت کرتے ہیں۔جو کی مخلوق کی تخلیق سے پہلے ہی لکھی جا چکی ہے۔

صحیح مسلم شریف میں یہ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت کی ، کہا : میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا : اللہ تعالی نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوقات کی تقدیریں تحریر فرما دی تھی ۔ فرمایا : اور اس کا عرش پانی پر تھا ۔

تقدیر پر ایمان ان چھ ارکان میں سے ہے جن کے بغیر انسان مومن نہیں ہو سکتا۔جیسا کی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کے جبریل نے نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے بارے میں پوچھا۔ تو اپ صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان تو مؤمن باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ و الیوم الآخر و تؤمن بالقدر خیرہ و شرہ۔ اللہ فرشتوں کتب سماوی رسولوں اور یوم آخرت ہر ایمان لائے اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لایا جائے۔

صحیح مسلم حدیث نمبر93۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی بندہ مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لے آئے، اور یہ یقین کر لے کہ جو کچھ اسے لاحق ہوا ہے چوکنے والا نہ تھا اور جو کچھ چوک گیا ہے اسے لاحق ہونے والا نہ تھا“۔

سنن ترمذی حدیث نمبر 2144،

تقدیر کا انکار کرنا تو دور رہا۔ ہمیں نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے ایسے الفاظ بولنے سے بھی منع فرمایا ہے جن الفاظ میں تقدیر کے انکار کا شک ظاہر ہوتا ہو۔

امام مسلم کتاب القدر مسلم شریف میں روایت کرتے ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ، کہا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : طاقت ور مومن اللہ کے نزدیک کمزور مومن کی نسبت بہتر اور زیادہ محبوب ہے ، جبکہ خیر دونوں میں (موجود) ہے ۔ جس چیز سے تمہیں (حقیقی) نفع پہنچے اس میں حرص کرو اور اللہ سے مدد مانگو اور کمزور نہ پڑو (مایوس ہو کر نہ بیٹھ) جاؤ ، اگر تمہیں کوئی (نقصان) پہنچے تو یہ نہ کہو : کاش! میں (اس طرح) کرتا تو ایسا ایسا ہوتا ، بلکہ یہ کہو : (یہ) اللہ کی تقدیر ہے ، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ، اس لیے کہ (حسرت کرتے ہوئے) کاش (کہنا) شیطان کے عمل (کے دروازے) کو کھول دیتا ہے ۔ اس حدیث کا منشا یہ ہے جب کوئ امر واقع ہو جائے تو پھر یہ نہ کہا جائے ۔کہ اگر میں فلاں کام کرلیتا تو مصیبت نہ اتی ۔اگر وہ یہ بات جزم یقین کے ساتھ کہتا ہے یعنی اگر میں یہ کام نہ کرتا تو یقینا مصیبت نہ آتی تو ایسا کہنا حرام ہے ۔ کیوں کہ اس سے تقدیر کا انکار ظاہر ہوتا ہے۔ اور اگر اظہار افسوس کے لئے کہتا ہے تو مکروہ تنزیہی ہے۔

تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے ۔

تقدیر کے منکر کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر امت کے مجوس ہوتے ہیں، اس امت کے مجوس وہ لوگ ہیں جو تقدیر کے منکر ہیں، ان میں کوئی مر جائے تو تم اس کے جنازے میں شرکت نہ کرو، اور اگر کوئی بیمار پڑے، تو اس کی عیادت نہ کرو، یہ دجال کی جماعت کے لوگ ہیں، اللہ ان کو دجال کے زمانے تک باقی رکھے گا ۔

سنن ابو داؤد حدیث نمبر 4692

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قدریہ (منکرین تقدیر) اس امت (محمدیہ) کے مجوس ہیں، اگر وہ بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو، اور اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازے میں شریک مت ہو

سنن ابوداؤد حدیث نمبر 4691

امام ترمذی روایت کرتے ہے حضرت عائشہ بیان کرتی ہے نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں چھ شخصوں پر لعنت کرتا ہوں اور ہر نبی نے ان پر لعنت کی ہیں۔ 1 جو اللہ کی کتاب میں زیادتی کرے 2 جو تقدیر کا انکار کرے 3 جو جبر سے لوگوں پر مسلط ہو جائے 4 جس کو اللہ نے حرام کیا اس کو حلال کرے 5 اور میری اولاد پر ان کاموں کو حلال کرے جن کاموں کو اللہ نے حرام کیا 6اور میری سنت کو بطور اہانت ترک کرے۔

تقدیر پر ایمان نہ لایا جائے تو اعمال قبول نہیں ہوتے ۔

امام مسلم روایت کرتے ہے

کہمس سے ابن بریدہ سے ، انہوں نے یحیی بن یعمر سے روایت کی ، انہوں نے کہا کہ سب سے پہلا شخص جس نے بصرہ میں تقدیر (سے انکار) کی بات کی ، معبد جہنی تھا میں (یحیی) اور حمید بن عبد الرحمن خمیری حج یا عمرے کے ارادے سے نکلے ، ہم نے (آپس میں) کہا : کاش! رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کسی کے ساتھ ہماری ملاقات ہو جائے تو ہم ان سے تقدیر کے بارے میں ان (آج کل کے) لوگوں کی کہی ہوئی باتوں کے متعلق دریافت کر لیں ۔ توفیق الٰہی سے ہمیں حضرت عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما مسجد میں داخل ہوتے ہوئے مل گئے ۔ میں اور میرے ساتھ نے ان کو درمیان میں لے لیا ، ایک ان کی دائیں طرف تھا اور دوسرا ان کی بائیں طرف ۔ مجھے اندازہ تھا کہ میرا ساتھی گفتگو (کامعاملہ) میرے سپرد کرے گا ، چنانچہ میں نے عرض کی : اے ابو عبدالرحمن ! (یہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) واقعہ یہ ہے کہ ہماری طرف کچھ ایسے لوگ ظاہر ہوئے جو قرآن مجید پڑھتے ہیں اور علم حاصل کرتے ہیں (اور ان کے حالات بیان کیے) ان لوگوں کا خیال ہے کہ تقدیر کچھ نہیں ، (ہر) کام نئے سرے سے ہو رہا ہے (پہلے اس بارے میں نہ کچھ طے ہے ، نہ اللہ کو اس کا علم ہے ۔)

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا : جب تمہاری ان لوگوں سے ملاقات ہو تو انہیں بتا دینا کہ میں ان سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں ۔ اس (ذات) کی قسم جس (کے نام) کے ساتھ عبد اللہ بن عمر حلف اٹھاتا ہے ! اگر ان میں سے کسی کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور وہ اسے خرچ (بھی) کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے اس کو قبول نہیں فرمائے گا یہاں تک کہ وہ تقدیر پر ایمان لے آئے ،

صحیح مسلم حدیث نمبر 93

خلاصہ کلام یہ ہے

کتاب سنت بزرگوں کی ان تصریحات سے معلوم ہوا تقدیر کا انکار کرنا کفر ہے۔جو کوئ انکار کرے اس پر توبہ تجدید ایمان نکاح لازم ہے۔

مفتی صاحب نے غلط کہا تقدیر کے منکر پر حکم کفر نہ ہوگا

واللہ تعالی اعلم

دانش حنفی
ہلدوانی نینیتال

انسان افضل ہے یا فرشتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ یہ وقت تو عید سے متعلق احکام سے آگاہی کا ہے البتہ علماء کرام سے سوال کے ذریعے راہنمائی درکار ہے کہ یہ تو علما کا اجماع ہے کہ انبیاء افضل ہیں کسی بھی غیر نبی اور فرشتوں سے سوال یہ ہے کہ غیر نبی (صحابی ،ولی ،صالح انسان وغیرہ) اور فرشتوں میں فضیلت سے متعلق کیا حکم یا درجہ بندی ہے مختصرا یہ کہ کیا فرشتوں پر کوئی صحابی یا ولی اللہ فضیلت رکھتے ہیں یا کوئی دیگر حکم وغیرہ ہے

سائل ابو معاویہ افضال مدنی

راہنمائی فرمائیں

الجواب ھو الھادی الی الصواب

انسان اور فرشتوں کی افضلیت کے بارے میں اہلسنت کا موقف یہ ہے فرشتوں سے افضل انسان ہیں۔ البتہ اس میں تفصیل یہ ہے خاص انسان یعنی نبی رسل۔ فرستوں میں جو رسل ہے ان سے افضل ہے اور نیک صالحین انسان اولیاء سے خاص فرشتے ۔فرشتوں میں جو رسل ہے وہ افضل ہے ۔عام فرشتوں سے افضل نیک صالحین انسان ہیں،اور عام فرشتے ،عام مسلمان سے افضل ہیں،

اہلسنت کی انسان کی افضلیت کے بارے میں دلیل یہ ہے،

اللہ عزوجل قران کریم میں فرماتا ہے۔

ان الذین امنو وعملوا الصلحت اولئک ھم خیر البریہ

(البینہ)

ترجمہ ،جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے وہی ساری مخلوق سے افضل ہیں۔

اور ابن ماجہ میں روایت ہے

عن ابی ہریرتہ قال رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم، سورتہ المؤمن اکرم علی اللہ من بعض ملائکتہ سورتہ ۔رواہ ابن ماجہ

ترجمہ۔بعض مؤمن نبی رسل۔نیک صالحین مسلمان۔ اللہ کے یہاں فرشتوں سے افضل ہے،

ترمذی میں روایت ہے کہ "فرشتے طالب علم کے کام (و مقصد) سے خوش ہو کر طالب علم کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔

ترمذی حدیث نمر 3536

امام عبد الرحمان بن حمد بن ادریس ابن ابی حاتم رازی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

حضرت بو ہریرہ بیان کرتے ہیں، نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، فرشتوں کا اللہ کے نزدیک جو مرتبہ ہے، کیا تم اس ہر تعجب کرتے ہو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے، قیامت کے دن بندہ مؤمن کا جو مرتبہ اللہ کے نزدیک ہو گا ،ضرور فرشتوں کے مرتبہ سے زیادہ ہو گا، اور تم چاہو تو اس آیت کو پڑھو،

جو لوگ ایمان لائے نیک عمل کیئے وہ تمام مخلوق سے بہتر ہیں

(البینہ)

اللہ کریم قران پاک میں فرماتا ہے

ولقد کرمنا بنی ادم ،

بیشک ہم نے اولاد ادم کو ضرور مکرم بنایا (بنی اسرائیل)۔

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ،

بیشک ہم نے انسان کو حسین ترین ساخت میں بنایا ہے (التین)۔

مؤمنین صالحین کے فرشتوں سے افضل ہونے کی خصوصی دلیل یہ ہے، کہ تمام فرشتوں نے حضرت آدم کو سجدہ کیا۔
نیز اللہ نے بعض فرشتوں کو بشر اور انسان کی خدمت پر مامور کیا، حضرت جبرئیل انبیاء کرام پر وحی لاتے ہیں۔ حضرت میکائیل انسانوں کے لئے رزق فراہم کرتے ہیں، حضرت عزرائیل ان کی روح قبض کرتے ہیں۔
ملائکہ سیاچین ان کے ذکر کو اللہ کے پاس پیش کرتے ہیں، کچھ فرشتے نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم پر
بڑھے ہوئے صلاتہ و سلام روضہ انور میں پہنچاتے ہیں
کچھ فرشتے بناتے ہیں تقدیر کے امور لکھتے ہیں اور لیلتہ القدر کے عبادوں پر وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آکر شب قدر کے عابدوں کی عظمتوں پر طلوع فجر تک سلام پڑھتے رہتے ہیں ان کے علاوہ وہ مؤمنین صالحین کے لیئے اور بھی بہت خدمت انجام دیتے ہیں، اور ان شواہد سے آفتاب نیم روز سے زیادہ واضح ہوجاتا ہے مؤمنین صالحین فرشتوں بدرجہا افضل ہیں۔

نیز امام اہلسنت سیدی اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

حدیث میں ہے رب العزۃ جل و علا فرماتا ہے
عبدی المؤمن احب الیّ من بعض ملئکتی

۔میرا مسلمان بندہ مجھے میرے بعض فرشتوں سے زیادہ پیارا ہے۔

ہمارے رسول ملائکہ کے رسولوں سے افضل ہیں،اور ملائکہ کے رسول ہمارے اولیاء سے افضل ہیں،اور ہمارے اولیاء عوام ملائکہ یعنی غیر رسل سے افضل ہیں اور یہاں عوام مومنین سے یہی مراد ہے۔نہ فسّاق و فجار کہ ملائکہ سے کسی طرح افضل نہیں ہوسکتے۔انسان صفت ملکوتی و بہیمی وسبعی وشیطانی سب کا جامع ہے جو صفت اس پر غلبہ کرے گی اس کے منسوب الیہ سے زائد ہوجائے گا کہ اگر ملکوتی صفت غالب ہوئی کروڑوں ملائکہ سے افضل ہوگا۔اور بہیمی غالب ہوئی تو بہائم سے بدتر

فتاوی رضویہ 29 جلد صفحہ 390

دانش حنفی
ہلدوانی نینیتال

اللہ آسمان میں ہے اس روایت کا کیا مطلب ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں ۔ نبی کریم نے ایک لونڈی سے فرمایا ، اللہ کہاں ہے۔ تو اس لونڈی نے جواب دیا آسمان میں۔ سوال یہ ہے
اس حدیث کو دلیل بناکر ۔ اللہ آسمان میں ہے کہنا جائز ہو گا یا نہیں، اور اس حدیث کا مطلب کیا ہے کہ اللہ آسمان میں ہے ،بینوا و توجروا

سائل سگ عطار

الجواب ھو الھادی الی الصواب

اللہ عزوجل کو آسمان میں ماننا
یا اللہ کے لئے کوئ جگہ مقرر کرنا یہ کفر ہے۔ اللہ کریم کو اگر آسمان میں مانا جائے تو اللہ کو جسم والا تسلیم کرنا پڑیگا۔ کیوں کہ اللہ کے لیئے مکان جہت ثابت کرتے ہی جسمانیت کے تمام پہلو غیر شعوری طور پر پیدا ہو جاتے ہے۔،

1، اللہ خالق ہے اور آسمان مخلوق ، خالق ازل سے ہے، اگر اللہ کو آسمان میں مانا جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے، جب آسمان نہیں تھا تو اللہ کہاں تھا۔

2، آسمان میں اللہ کے ہونے کی تین صورتیں ہیں،
الف، اللہ عرش کے محاذات میں ہو گا
ب، اسمان سے متجاوز ہو گا،
ج، عرش سے کم ہو گا

اگر آسمان کے محاذات میں مانیں، تو آسمان چونکہ محدود ہے، اللہ عزوجل کا محدود ہونا لازم ائے گا، متجاوز مانیں تو اللہ کی تجزی لازم ائے گی، آسمان سے کم مانیں تو آسمان مخلوق ہے ، اللہ خالق ہے، تو خالق سے مخلوق کو بڑا ہونا لازم آئے گا، جبکہ یہ تینوں صورتیں ناممکن محال ہیں۔،

3، اللہ خالق ہے غیر محدود آسمان مخلوق ہے جو کہ محودود ہے، اگر اللہ کو آسمان میں مانا جائے تو سوال پیدا ہوگا، کیا غیر محدود، محدود میں سما سکتا ہے،

4، اگر اللہ کو حقیقتا اسمان پر مانیں، تو آسمان اللہ کے لیۓ مکان ہوگا، اللہ مکین ہوگا، اور ضابطہ یہ ہے مکان مکین سے بڑا ہوتا ہے اس عقیدہ سے اللہ اکبر والا عقید ٹوٹ جائے گا

5، اگر اللہ کا آسمان پر ہونا مانیں تو جہت فوق لازم آئے گی اور جہت کو حد بندی لازم ہے , اور حد بندی کو جسم لازم ہے، جبکہ اللہ جسم سے پاک ہے ،

6، اگر اللہ کو فوق اسمان مانیں تو اسمان اس کے لئے مکان ہوگا اور مکان مکین کو محیط ہوتا ہے جبکہ قران کریم میں ہے وکان اللہ بکل شیء محیطا ترجمہ اللہ ہر چیز کو محیط ہے۔،

عبد القہر بن طاہر البغدادی
رحمہ اللہ المتقی 439ھ) ،

فرماتے ہیں، و اجمعوا علی انہ لا یجریہ مکان ولا یجری علیہ زمان ،

ترجمہ-اس پر اجماع ہے کہ اللہ کو کسی مکان نے گھیرا نہیں ہے
نہ اس پر زمان یعنی وقت کا گزر ہوتا ہے۔
امام اعظم ابو حنیفتہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں،

این اللہ تعالی فقال یقال لہ کان اللہ تعالی ولا مکان قبل
ان یخلق الخلق و کان اللہ تعالی و لم یکن این ولا ولا
خلق کل شیء،

(فقہ اکبر)

ترجمہ ۔، جب تم میں سے کوئ معلوم کرے اللہ کی ذات کہاں
ہے، تو اس سے کہو اللہ وہیں ہے جہاں مخلوق کی تخلیق سے پہلے
کوئ مکان نہیں تھا، صرف اللہ موجود تھا اور وہی اس وقت موجود
تھا جب مکان نام کی مخلوق کی کوئ شیء نہیں تھی۔،
جس روایت کے متعلق اپ نے سوال کیا وہ روایت یہ ہے،

عن معاوية بن الحكم السلمي. قال: قلت: " يا رسول
الله. جارية لي صككتها صكة. فعظم ذلك علي رسول الله
صلى الله عليه وسلم. فقلت: افلا اعتقها؟. قال: ائتني
بها. قال: فجئت بها. قال: اين الله؟. قالت: في السماء.
قال: من انا؟. قالت: انت رسول الله. قال: اعتقها. فإنها
مؤمنة".

معاویہ بن حکم سلمی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میری ایک لونڈی ہے میں نے اسے ایک تھپڑ مارا ہے، تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تھپڑ کو عظیم جانا، تو میں نے عرض کیا: میں کیوں نہ اسے آزاد کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اسے میرے پاس لے آؤ“ میں اسے لے کر گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ”اللہ کہاں ہے؟“ اس نے کہا: آسمان کے اوپر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پھر) پوچھا: ”میں کون ہوں؟“ اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اسے آزاد کر دو، یہ مومنہ ہے“۔

صحیح مسلم حدیث نمبر 1199۔

اس روایت کو بنیاد بنا کر اس سے یہ عقیدہ نہیں بنایا جا سکتا ہے کہ اللہ آسمان پر ہے اس روایت کو محدثین نے معلول اور شاذ قرار دیا ہے

1۔ اس روایت کے بارے میں امام بیہقی فرماتے ہیں، یہ روایت مضطرب ہے (کتاب الاسماء و الصفات)

2۔، حافظ ابن حجر اس کے اضطراب کی نشان دہی کرتے ہوئے فرماتے ہے و فی اللفظ مخالفتہ کثیرتہ
کہ متن حدیث کے لفظ میں بکثرت اختلاف پایا جاتا ہے
(التلخیص)

3۔، امام بزار نے بھی اس کے اضطراب کی نشان دہی کرتے ہوئے یہی فرمایا حدیث کو مختلف الفاظ کے ساتھ روایت کیا گیا ہے،۔

4۔، علامہ زاہر الکوثر نے بھی اس پر اضطراب کا حکم لگایا ہے۔

5۔، نیز نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کتنے لوگ حاضر ہوکر ایمان لائے ہیں، لیکن کسی سے بھی یہ سوال نبی کریم نے نہیں کیا جو اس حدیث میں ذکر ہے، یہ اس بات کی واضح دلیل ہے اس سوال کا ایمان کی حقیقت سے کوئ تعلق نہیں بلکہ فقط باندی کا امتحان لینا مقصود تھا، کہ مشرک ہے یا موحدہ۔

خلاصہ یہ ہے کہ ایک شاذ اور معلول روایت سے، عقیدہ کا استنباط نہیں کیا جا سکتا اور ایسی شاذ روایت کو بنیاد بناکر اللہ کو آسمان میں مان لینا گمراہیت ہے۔، بالفرض اس روایت کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو یہ سوال اللہ کہاں ہے، اللہ کے مکان کے لئے نہیں بلکہ منزلت اور مرتبہ کے لئے ہوگا ،یعنی ہمارے اللہ کا مرتبہ کیا ہے یا یہ کے اللہ کے احکام و اوامر کا مکان کونسا ہے وغیرہ۔،

خلاصہ کلام یہ ہے اللہ جہت مکان سے پاک ہے، کوئ پوچھے اللہ کہاں ہے تو جواب میں یہ کہنا چاہیے ھو موجد بلا مکان کہ اللہ تعالی بغیر مکان کے موجود ہے

واللہ اعلم

دانش حنفی

ہلدوانی نینیتال

مرنے کے بعد روحیں کہاں رہتی ہیں

اسلام علیکم و رحمتہ اللھکیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کے بارے میں مرنے کے بعد روحیں کہاں رہتی ہیں تفصیلی مدلل جواب عطا فرمائے

المستفتی جنید احمد آسام

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

روحوں کے بارے میں عمومی خیالات عام طور پر اس طرح کی باتیں سننے کو ملتی ہیں کہ فلاں مکان میں رُوح کا ڈیرا ہے ،وہ مار دیتی ہے،فلاں جگہ ایک آدمی قتل ہوا تھا وہاں اس کی روح بھٹک رہی ہے، قتل ہونے والوں کی روحیں دنیا میں بھٹکتی رہتی ہیں،اس حویلی میں کافر روحوں کا بسیرا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب بے سَروپا تَوَہُّمات ہیں حقیقت سے ان کا کوئی تعلّق نہیں، شرح الصدور میں ہے: وفات کے بعد مؤمنین کی روحیں ”رِمیائیل“ نامی فرشتے کے حوالے کی جاتی ہیں، وہ مؤمنین کی روحوں کے خازِن ہیں۔ جبکہ کفّار کی روحوں پر مقرر فرشتے کا نام”دُومہ“ ہے۔ (شرح الصدور، ص237) روحوں کے مقامات کافروں کی روحیں مخصوص جگہوں پر قید ہوتی ہیں جبکہ مسلمانوں کی روحوں کے مختلف مقامات بھی مُقَرّر ہیں اور انہیں اورمقامات پر جانے کی اجازت بھی ہوتی ہے جیسا کہ حضرت سیِّدُنا امام مالک علیہ رحمۃ اللہ الخالِق فرماتے ہیں:مؤمنوں کی اَرواح آزاد ہوتی ہیں

جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔ نبیّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مؤمنین کی اَرواح سبز پرندوں میں ہوتی ہیں، جنّت میں جہاں چاہیں سیر کرتی ہیں۔ عرض کی گئ: اور کافروں کی روحیں؟ ارشاد فرمایا: سِجّین میں قید ہوتی ہیں۔ بہارِ شریعت میں ہے: مرنے کے بعد مسلمان کی روح حسبِ مرتبہ مختلف مقاموں میں رہتی ہے، بعض کی قبر پر، بعض کی چاہِ زمزم شریف(یعنی زم زم شریف کے کنویں) میں، بعض کی آسمان و زمین کے درمیان، بعض کی پہلے، دوسرے، ساتویں آسمان تک اور بعض کی آسمانوں سے بھی بلند اور بعض کی روحیں زیرِ عرش قِندیلوں میں اور بعض کی اعلیٰ عِلیّین میں مگر کہیں ہوں اپنے جسم سے اُن کو تعلّق بدستور رہتا ہے۔ جو کوئی قبر پر آئے اُسے دیکھتے، پہچانتے، اُس کی بات سنتے ہیں بلکہ روح کا دیکھنا قُربِ قبر ہی سے مخصوص نہیں، اِس کی مِثال حدیث میں یہ فرمائی ہے کہ ایک طائر (پرندہ) پہلے قفَس (پنجرے) میں بند تھا اور اب آزاد کر دیا گیا۔

(بہارِ شریعت، ج1، ص101)

خبیث روحیں کافروں کی خبیث روحوں کے بھی مقام مقرّر ہیں وہ آزاد نہیں گھومتیں بلکہ بعض کی اُن کے مَرگھٹ (مردے جلانے کی جگہ) یا قبر پر رہتی ہیں، بعض کی چاہِ برہُوت میں کہ یمن میں ایک نالہ(یعنی وادی) ہے ، بعض کی پہلی، دوسری، ساتویں زمین تک، بعض کی اُس کے بھی نیچے سجّین میں اور وہ کہیں بھی ہو، جو اُس کی قبر یا مرگھٹ پر گزرے اُسے دیکھتے، پہچانتے،

بات سُنتے ہیں، مگر کہیں جانے آنے کا اختیار نہیں، کہ قید ہیں۔ یہ خیال کہ وہ روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے، خواہ وہ آدمی کا بدن ہو یا کسی اور جانور کا جس کو تناسُخ اور آواگون کہتے ہیں، محض باطل اور اس کا ماننا کفر ہے۔

(بہارِ شریعت، ج1، ص103)

فتاوی رضویہ میں ہے

امام اجل عبداللہ بن مبارک وابو بکر بن ابی شیبہ استاذ بخاری و مسلم حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہم سے موقوفاً اور امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک اور ابونعیم حلیہ میں بسند صحیح حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مرفوعاً راوی۔

وھذا لفظ ابن المبارک قال ان الدنیا جنة الکافر و سجن المؤمن، وانما مثل المؤمن حین تخرج نفسہ کمثل رجل کان فی السجن فاخرج منہ فجعل یتقلب فی الارض یتفسح فیھا

(اور یہ ابن مبارک کے الفاظ ہیں، ت) بیشک دنیا کافر کی بہشت اور مسلمان کا قید خانہ ہے، جب مسلمان کی جان نکلتی ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص زندان میں تھا اب آزاد کر دیا گیا تو زمین میں گشت کرنے اور بافراغت چلنے پھرنے لگا

فاذ امات المؤمنین یخلی بہ بسرح حیث شاء

جب مسلمان مرتا ہے اس کی راہ کھول دی جاتی ہے کہ جہاں چاہے جائے۔

امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت فرماتے ہیں،

انسان کبھی خاک نہیں ہوتا بدن خاک ہو جاتا ہے، اور وہ بھی کُل نہیں ، کچھ اجزائے اصلیہ دقیقہ جن کو عجب الذنب کہتے ہیں وہ نہ جلتے ہیں نہ گلتے ہیں ہمیشہ باقی رہتے ہیں ، انھیں پر روز قیامت ترکیب جسم ہوگی، عذاب وثواب روح و جسم دونوں کے لیے ہے۔ جو فقط روح کے لیے مانتے ہیں گمراہ ہیں، روح بھی باقی اور جسم کے اجزائے اصلی بھی باقی، اور جو خاک ہوگئے وہ بھی فنائے مطلق نہ ہوئے، بلکہ تفرق اتصال ہوا اور تغیر ہیأت۔ پھر استحالہ کیا ہے۔ حدیث میں روح و جسم دونوں کے معذب ہونے کی یہ مثال ارشاد فرمائی کہ ایک باغ ہے اس کے پھل کھانے کی ممانعت ہے۔ ایک لنجھا ہے کہ پاؤں نہیں رکھتا اور آنکھیں ہیں وہ اس باغ کے باہر پڑا ہوا ہے، پھلوں کو دیکھتا ہے مگر ان تک جا نہیں سکتا، اتنے میں ایک اندھا آیا اس لنجھے نے اس سے کہا: تو مجھے اپنی گردن پر بٹھا کر لے چل، میں تجھے رستہ بتاؤں گا، اس باغ کا میوہ ہم تم دونوں کھائیں گے، یوں وہ اندھا اس لنجھے کو لے گیا اور میوے کھائے دونوں میں کون سزا کا مستحق ہے؟ دونوں ہی مستحق ہیں، اندھا اسے نہ لے جاتا تو وہ نہ جاسکتا، اور لنجھا اسے نہ بتاتا تو وہ نہ دیکھ سکتا، وہ لنجھا روح ہے کہ ادراک رکھتی ہے اور افعال جو ارح نہیں کرسکتی ۔اور وہ اندھا بدن ہے کہ افعال کرسکتا ہے اورادراک نہیں رکھتا۔ دونوں کے اجتماع سے معصیت ہوئی دونوں ہی مستحقِ سزا ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

روح کا مقام بعد موت حسب مراتب مختلف ہے۔ مسلمانوں میں بعض کی روحیں قبر پر رہتی ہیں اور بعض کی چاہِ زمزم میں اور بعض کی آسمان وزمین کے درمیان، اور بعض آسمانِ اول دوم ہفتم تک، اور بعض اعلٰی علیین میں، اور بعض سبز پرندوں کی شکلیں میں زیر عرش نور کی قندیلوں میں، کفار میں بعض کی روحیں چاہ وادی برہوت میں، بعض کی زمین دوم سوم ہفتم تک، بعض سجین میں۔

واللہ تعالٰی اعلم

کبھی پڑتا ہے کبھی نہیں، دونوں قسم کے خواب شرح الصدور میں مذکور ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

روح میرے رب کے حکم سے ایک شے ہے اور تمھیں علم نہ دیا گیا مگر تھوڑا، روح کے ادراکات علم و سمع و بصر باقی رہتے، بلکہ پہلے سے بھی زائد ہوجاتے ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

قبر پر آنے والے کو میّت دیکھتا ہے۔ اس کی بات سنتا ہے۔ اگر زندگی میں پہچانتا تھا اب بھی پہچانتا ہے اگر اس کا عزیز یا دوست ہے تو اس کے آنے سے انس حاصل کرتا ہے:

فتاوی رضویہ جلد 9 صفحہ 658،

ابن ابی الدنیا و بیہقی سعید بن مسیب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی حضرت سلمان فارسی و عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالٰی عنہما باہم ملے، ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر مجھ سے پہلے انتقال کرو تو مجھے خبر دینا کہ وہاں کیا پیش آیا، کہا کیا زندے اور مردے بھی ملتے ہیں؟ کہا:

نعم اما المومنون فان اروا حهم فی الجنۃ وھی تذھب حیث شاءت۔،

ہاں مسلمان کی روحیں تو جنت میں ہوتی ہیں انھیں اختیار ہوتا ہے جہاں چاہیں جائیں۔

ابن المبارک کتاب الزہد وابوبکر ابن ابی الدنیا وابن مندہ سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

قال ان ارواح المؤمنین فی برزخ من الارض تذھب حیث شاءت ونفس الکافر فی سجین

بیشک مسلمانوں کی روحیں زمین کے برزخ میں ہیں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں، اور کافر کی روح سجین میں مقید ہے۔

ابن ابی الدنیا مالک بن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

قال بلغنی ان ارواح المومنین مرسلۃ تذھب حیث شاءت۔،

فرمایا: مجھے حدیث پہنچی ہے کہ مسلمانوں کی روحیں آزاد ہیں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں فرماتے ہیں:

رجح ابن البران ارواح الشھداء فی الجنۃ وارواح غیرھم علی افنیۃ القبور فتسرح حیث شاءت

امام ابو عمر ابن عبدالبر نے فرمایا: راجح یہ ہے کہ شہیدوں کی روحیں جنت میں ہیں اور مسلمانوں کی فنائے قبور پر، جہاں چاہیں آتی جاتی ہیں،

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

ان الروح اذا انخلعت من هذا الھیکل وانفکت من القیود بالموت تحول الی حیث شاءت

بیشک جب روح اس قالب سے جدا اور موت کے باعث قیدوں سے رہاہوتی ہے جہاں چاہتی ہے جولاں کرتی ہے

فتاوی رضویہ 9 جلد صفحہ 652

فرعونیوں کی روح کے بارے میں امام اہلسنت فرماتے ہیں

ان ارواح اٰل فرعون فی اجوان طیر سود یعرضون علی النار کل یوم مرتین تغدو و تروح الی النار فیقال یا اٰل فرعون ھذہ ماؤکم حتی تقوم الساعۃ

فرعونیوں کی روحیں سیاہ پرندوں کے پیٹ میں ڈال کر انھیں روزانہ دوبار نار پر پیش کیا جاتا ہے، صبح وشام کو نار کی طرف جاتی ہیں تو کہا جاتا ہے اے فرعون والو! یہ تمھارا ٹھکانا ہے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو

فرعون اور فرعونیوں کو ڈوبے ہوئے کتی ہزار برس ہوئے ہر روز صبح وشام دو وقت اگ پر پیش کیے جاتے ہیں جہنم جھنکا کر ان سے کہا جاتا ہے یہ تمھارا ٹھکانا ہے یہاں تک کہ قیامت آئے۔ اور ایک انھیں پرکیا موقوف ہر مومن وکافر کو یونہی صبح وشام جنت ونار دکھاتے اور یہی کلام سناتے ہیں صحیح بخاری صحیح مسلم وموطائے امام مالک و جامع ترمذی وسنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذامات احدکم عرض علیه مقعده. بالغداة والعشی. ان کان من اهل الجنة فمن اهل الجنة وان کان من اهل النار فمن اهل النار یقال له هذا مقعدك حتی یبعثك الله الی یوم القیامة

جب تم میں سے کوئی مرتا ہے اس پر اس کا ٹھکانا صبح وشام پیش کیا جاتا ہے، اگر اہل جنت سے تھا تو اہل جنت کا مقام اور اہل نار سے تھا تو اہل نار کا مقام دکھایا جاتا ہے اس سے کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانا ہے یہاں تک کہ خدا تجھ کو روز قیامت اس کی طرف بھیجے۔

یونہی اموات کی باہم ملاقات، آپس کی گفتگو، قبر کا ان سے باتیں کرنا، ان کی حد نگاہ تک کشادہ ہونا احیاء کے اعمال انھیں سنائے جانا، اپنے حسنات وسیئات اور گاؤماہی کا تماشا دیکھنا وغیرہ وغیرہ امور کثیر جن کی نظر صدر مقصد دوم میں اشارہ گزرا، جن کے بیان میں دس بیس نہیں صدہا حدیثیں وارد ہوئیں ان مطالب پر شاہد ہیں جس طریقے سے ہو ان چیزوں اور آوازوں کو دیکھتے سنتے ہیں اور قیامت تک جس کے گلنے خاک میں ملنے کے بعد بھی دیکھیں سنیں گے، یونہی زائروں قبروں کے سامنے گزرنے والوں اور ان کے کلام کو۔ طرفہ یہ کہ مولوی اسحاق صاحب نے بھی جواب وسوال ۱۹ میں تسلیم کیا مردے زندوں کا سلام سن تے ہیں۔ حضرت! جن کانوں سے سلام سنتے ہیں انہی سے کلام۔

یہ تو ہماری طرف سے کلام تھا، اب جانب منکرین نظر کیجئے ان کا انکار بھی قطعا عام ہے، صرف آلاتِ جسمانیہ سے خاص نہیں، کاش وہ ایمان لے آئیں کہ اموات اصوات کا ادراک تام کرتے ہیں مگر نہ گوشِ بدن

فتاوی رضویہ 9 جلد صفحہ 874

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی

ہلدوانی نینیتال

کیا پرشاد کھانا جائز ہے

اسلام علیکم و رحمتہ اللہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں -ہنود جو اپ نے معبودان باطلہ کو طعام شیرنی و غیرہ چڑھاتے ہیں ۔، اور اس کو پرشاد نام رکھتے ہیں۔، اس کا کھانا حلال ہے یا نہیں ۔، بینوا توجروا

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ الجواب ھو الھادی الی الصواب۔،

اس پرشاد کو ہنود اگر تصدق بانٹ رہے ہوں۔، تو ہر گز نہ لے مگر یہ کی بضرورت شدیدہ -کے صدقہ کے طور پر لینے میں مسلمان کی ذلت اور گویا کافر کا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بالا کرنا ہے ۔، نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔،

اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے۔اور دینے والا ہاتھ اونچا ہے مانگنے والا ہاتھ نیچا ہے ۔، اسی وجہ سے بلا ضرورت شدیدہ پرشاد نہ لیا جائے ۔ایک ایسے ہی سوال کے جواب میں۔، امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت فرماتے ہیں

پرشاد بھوگ کا لینا حلال ہے لعدم المحرم(حرمت کی دلیل نہ ہونے کی وجہ سے۔ت)مگر مسلمان کو احتراز چاہئے لخبث النسبۃ(نسبت خباثت کی وجہ سے)عالمگیریہ میں ہے:

مسلم ذبح شاۃ المجوسی لبیت نارھم اوالکافر لالھتھم توکل لانہ سمی اللہ تعالی ویکرہ للمسلم کذا فی التاتارخانیۃ ناقلا عن جامع الفتاوی۔، اقول: فاذا حلت ھذہ وھی ذبیحۃ فالمسئول عنہ اولی بالحل۔

اگر کسی مسلمان نے آتش پرست کی بکری اس کے آتشکدہ کے لئے یا کافر کے جھوٹے خداؤں کے لئے ذبح کر ڈالی تو اسے کھایا جائے گا(یعنی کھانا چاہے تو کھاسکتاہے)اس لئے کہ مسلمان نے اس پر خدا کا نام لیاہے لیکن ایسا کرنا مسلمان کے لئے مکروہ ہے
تاتارخانیہ میں جامع الفتاوٰی کے حوالہ سے اسی طرح منقول ہے،۔
اقول:(میں کہتاہوں)جب یہ ذبیحہ ہونے کے بعد حلال ہے تو پھر جس مسئلہ کے متعلق سوال کیا گیا وہ بطریق اولٰی حلال ہے۔
اور شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالٰی نے مجمع البرکات میں فرماتے ہیں:
مایاتی المجوس فی نیروزھم من الاطعمۃ یحل اخذ ذلک ولا حتراز عنہ اسلم کذافی مطالب المومنین ناقلا عن الذخیرۃ
اقول فاذاکان الاحتراز عن ھذا اسلم مع انہ لیس الاطعاما صنعہ لیوم زینتھم فالمستفسر عنہ اجدر بالاحتراز واحری کما لایخفی۔

آتش پرست اپنی عید میں جو کھانے وغیرہ لاتے ہیں ان کالینا حلال ہے ہاں البتہ ان سے بچنا زیادہ سلامتی کی راہ ہے۔اسی طرح مطالب المومنین میں ذخیرہ کے حوالے سے منقول ہے ،اقول(میں کہتاہوں)جب اس سے بچنا زیادہ سلامتی ہے باجود کہ یہ صرف وہ کھانا ہے جو انھوں نے اپنی زیب وزینت کے دن کے لئے تیار کیا ہے لہذا جس کے متعلق سوال کیاگیا وہ بچنے کے زیادہ قابل اور لائق ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں

اگر کفار اس پرشاد کو بطور تصدق بانٹ رہے ہوں جب تو ہر گز پاس نہ جائے مگر بضرورت شدیدہ کہ صدقہ کے طور پر لینے میں معاذ للہ مسلمان کی ذلت اور گویا کافر کے ہاتھ اس کے ہاتھ پر بالا کرنا ہے۔ حضور صلی للہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الید العلیا خیر من الید السفلی والید العلیا ھی المنفقة والید السفلی ھی السائلة اخرجة الشیخان وغیرھما عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما۔

وللہ تعالٰی اعلم۔

اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے اور دینے والا ہاتھ اونچا ہے اور مانگنے والا نیچا،(بخاری، مسلم اور ان دو کے علاوہ باقی لوگوں نے عبدللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اس کی تخرتج کی۔

وللہ تعالٰی اعلم۔ فتاوی رصویہ 21 جلد صفح 697

مزید فرماتے ہیں مشرکین اپنے بتوں کے لئے سانڈ چھوڑتے اسے سائبہ کہتے جسے کان چیر کر چھوڑتے اسے بجیرہ کہتے اور ان جانوروں کو حرام جانتے، اللہ تعالٰی نے ان کو رد فرمایا کہ:

" مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِیْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِیْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ

اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے کان چرا ہوا اور نہ بحار اور نہ وصیلہ اور نہ حامی،ہاں کافر لوگ اللہ پر جھوٹا افتراء باندھتے ہیں اور ان میں اکثر نرے بے عقل ہیں،

یعنی یہ باتیں اللہ نے تو ٹھہرائیں نہیں لیکن کافر ان پر جھوٹ باندھتے ہیں،تو ان جانوروں کو حرام بنانا کافروں کا قول،اور قرآن مجید کے خلاف ہے۔اور آیہ مااہل بہ لغیر للہ اس جانور کے لئے ہے جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا جائے، چھوڑے ہوئے جانور سے اسے کوئی تعلق نہیں نہ کہ مٹھائی تک پہنچے،یہ تعصب وہابیوں کے جاہلانہ خیال ہیں کہ "جاندار یا بے جان ذبیحہ ہو یا غیر، جس چیز کو غیر خدا کی طرف منسوب کرکے پکاریں گے حرام ہو جائیں گی" ایسا ہو تو ان کی عورتیں بھی ان پر حرام ہوں کہ وہ بھی انھیں کی عورتیں کہہ کر پکاری جاتی ہیں اللہ تعالٰی کا نام ان پر نہیں لیا جاتا،ایسے بیہودہ خیالوں سے بچنا لازم ہے۔ہاں بت کے چڑھاوے کی مٹھائی پر شاد مسلمانوں کو نہ لینا چاہئے کہ کافر اسے صدقہ کے طور پر بانٹتے ہیں،وہ لینا ذلت بھی ہے اور معاذاللہ جو چیز انھوں نے تعظیم بت کے لئے بانٹی اس کا ان کے موافق مراد استعمال بھی ہے بخلاف چھوڑے ہوئے جانور کے کہ اس کا کھانا کافروں کے خلاف مراد اور ان کی ذلت ہے،اس میں حرج نہیں مگر شرط یہ ہے کہ فتنہ نہ ہو،ورنہ فتنہ سے بچنا لازم ہے۔

قال اللہ تعالیٰ " اَلْفِتْنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ " . واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:فتنہ قتل سے شدید تر ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مزید فرماتے ہیں ذبح میں ذابح کی نیت شرط معتبر ہے،اگر کافر اپنے معبودوں کے لئے ذبح کرائے اور مسلمان اللہ عزوجل کے لئے اس کانام لے کر ذبح کرے جانور حلال ہو جائے گا مگر یہ فعل مسلمان کے لئے مکروہ ہے،اور اس گوشت کا اس سے لینا بھی نہ چاہئے کہ اس میں کافر کے زعم میں اس کے مقصد باطل کو پورا کرنا ہے اور یہ گوشت گویا اس کی طرف سے تصدق لینا ہے۔

والید العلیا خیر من الید السفلیٰ.
اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔تو یہ
فتاوی رضویہ 20 جلد صفحہ 62

دانش حنفی
ہلدوانی نینیتال۔

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں۔،
کے بندر بنو اسرائیل کی نسل میں سے ہے یا نہیں کہا جاتا ہے بندر
ان ہی کی نسل سے ۔بینوا و توجروا

الجواب ھو الھادی الی الصواب

موجودہ بندر ۔،
مسخ شدہ بنو اسرائیل میں سے نہیں ہے۔،
تمام مسخ شدہ بنو اسرائیل تین دن بعد مر گئے تھے۔،
امام ابن جریر نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس کی ایک طویل روایت ذکر کی ہے۔،
جن لوگوں نے ہفتہ کا دن مچھلی کا شکار کیا تھا۔، ان کی معصیت کی وجہ سے اللہ نے انکو بندر بنادیا وہ زمین میں صرف تین دن زندہ رہے ۔، انہوں نے نہ کچھ کھایا نہ پیا نہ ان کی نسل چلی۔، اور اللہ نے بندروں خنزیروں اور باقی تمام مخلوق کو چھ دنوں میں پیدا کیا تھا۔، جس کا ذکر اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔، اور اللہ نے اس قوم کو بندروں کی صورت میں مسخ کردیا اور وہ جس کے ساتھ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔،
اس پر تمام مفسرین محدثین متکلمین کا اتفاق ہیں بنو اسرائیل کی مسخ شدہ نسل نہیں چلی۔، البتہ علامہ ابن العربی نے اس میں اختلاف کیا ہے بعض روایات کو لیکر مثلاً بندریہ کو رجم کیا گیا جو کی بخاری کے بعض نسخوں میں یہ روایت ہے ۔،

ذبح شدہ گوہ کو پتیلوں میں سے پھینک دیا گیا اس کو کھایا نہیں گیا حب کہ تمام صحابہ بھوکے تھے۔، یا جو روایت چوہوں کے بارے میں آئی ہے ان سب روایات کو لیکر علامہ ابن عربی نے اختلاف کیا ہے۔، اب ہم ان سب کو ذکر کرے تو گفتگو بہت طویل ہو جائے گی۔، بہر حال

خلاصہ کلام یہ ہے ۔، بنو اسرائیل کی نسل آگے نہیں چلی اس کی دلیل میں ہم اوپر حدیث ذکر کر آئے ہے۔، جس سے پتہ چلا وہ سب تین دن بعد ہلاک ہوگئے تھے ان کی نسل نہیں چلی۔ نیز صحیح مسلم میں ۔،

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ الْقِرَدَةُ وَالْخَنَازِيرُ هِيَ مِمَّا مُسِخَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يُهْلِكْ قَوْمًا أَوْ يُعَذِّبْ قَوْمًا فَيَجْعَلَ لَهُمْ نَسْلًا وَإِنَّ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ كَانُوا قَبْلَ ذَلِكَ

۔، ایک آدمی نے پوچھا: اللہ کے رسول! یہ بندر اور خنزیر کیا انہی میں سے ہیں جو مسخ ہو کر بنے تھے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو ہلاک کیا یا کسی قوم کو عذاب دیا تو پھر ان (لوگوں) کی نسل نہیں چلائی بندر اور خنزیر تو ان سے پہلے بھی موجود تھے

صحیح مسلم حدیث نمبر 6772

یہ حدیث زیر بحث مسئلہ میں صاف تصریح ہے کہ موجودہ بندر اور خنزیر مسخ شدہ بنو اسرائیل میں سے نہیں ہے۔،

دانش حنفی
ہلدوانی نینیتال

قران افضل ہے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام، اس مسئلہ ذیل کے بارے میں، *کہ قران افضل ہے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم،، میں نے ایک شخص سے سنا ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو قران الکریم سے افضل بتایا ہے، کیا یہ صحیح ہے، میں نے سنا یے کہ قران مخلوق نہیں ہے،اور نبی کریم مخلوق ہے*

سائل، مصباح الدین چینیؔ

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

ایسی کوئی روایت نہیں ہے جس میں نبی کریم نے فرمایا ہو کہ میں قران سے افضل ہوں

ایک ایسے ہی سوال کے جواب میں مفتی شریف الحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اصل مسئلہ سمجھنے کے لیے پہلے قران کے دو اطلاق کو ذہن نشین کر لیجیے۔ قران حقیقت میں اللہ عزوجل کا کلام اور اس کی صفت ہے، جو واجب قدیم غیر مخلوق ہے، یہ قران کا حقیقی معنیٰ ہے، لیکن ہمارے عرف میں قران اس مصحف یعنی کتاب کو کہا جاتا ہے جس میں قرآن لکھا ہو، مثلاً بولتے ہیں، یہ قرآن مجید بہت خوب صورت لکھا ہوا ہے, اس قرآن مجید کا ہدیہ کیا ہے، فلاں نے قرآن مجید مسجد میں وقف کیا، قرآن مجید کی سنہری جلد بندھوادو وغیرہ وغیرہ، ان تمام محاورات میں قرآن سے مراد

مصحف اور کتاب ہے، اور یہ بلا شبہ حادث اور مخلوق ہے،
قرآن مجید بہ معنی اول یعنی اللہ عزوجل کی صفت قدیم تمام مخلوقات سے حتی کے خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل ہے، اس معنی کر کسی کو قرآن سے افضل بتانا کفر ہے،۔
لیکن بہ معنی مصحف مخلوق اور حادث ہے، اس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل ہونا بلکل واضح ہے کیوں کہ امت کا اس پر اتفاق ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات سے افضل ہیں، مجدد اعظم اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، قرآن سے مراد اگر مصحف ہو یعنی کاغز روشنائی کتاب، تو کوئی شک نہیں کہ وہ حادث ہے، اور ہر حادث مخلوق ہے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے افضل ہے،، اور قرآن سے مراد اللہ کا کلام اور اس کی صفت ہو تو کوئی شک نہیں کے اللہ تعالی کی صفات تمام مخلوقات سے افضل ہے اور جو غیر باری تعالی ہے وہ اس کے کیسے برابر ہو سکتا ہے جو اس کا غیر نہیں،
اسلیے یہ کہنا کہ قرآن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہے ایک اعتبار سے کفر ہے جب کہ قائل کی نیت قرآن سے قرآن کا حقیقی معنی ہو۔ یعنی اللہ کا کلام جو اس کی صفت ہے۔، اور قرآن سے اس کا عرفی معنی مراد ہو مصحف اور کتاب تو درست ہے، بہر حال ایسے کلام سے بچنا ضروری ہے جس کا ایک معنی کفر ہو اور جس سے عوام میں انتشار پیدا ہو۔ فتاوی شارح بخاری جلد 1 صفحہ 275

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

سنی حنفی کی تعریف کیا ہے

* السلام علیکم و رحمتہ اللہ وبرکاتہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ سنی، حنفی، بریلوی، کی تعریف کیا ہے برائے کرم جواب عنایت فرمایں بہت مہربانی ہوگی سائل محمد انور خان رضوی *

و علیکم السلام ورحمتہ اللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

عقائد اہلسنت پر جو عمل پیرا ہو انکو اہلسنت کہا جاتا ہے

امام اعظم ابو حنیفہ کی تقلید کرنے والوں کو حنفی کہا جاتا ہے

ضروریات مذہب اہلسنت وہ مسائل ہے، جو دلیل قطعی سے ثابت ہوں لیکن ان میں تاویل کا احتمال ہو، مذکورہ تعریف کی روشنی میں، علمائے عظام و فقہائے کرام، نے ضروریات اہلسنت و عقائد اہلسنت کی، جو تفصیل بتائ ہے، ان میں سے چند یہ ہیں۔،

شیخین کو تمام صحابہ سے افضل سمجھنا، موزو پر مسح کو جائز سمجھنا، تمام صحابہ و اہلبیت کا ادب کرنا، شیخین کی خلافت تسلیم کرنا،، معراج کا جسمانی ہونا، حضرت علی حضرت عثمان سے محبت کرنا، خلفائے اربع رضی اللہ عنھم کی خلافت تسلیم کرنا،،

مجتہد کی تقلید کو واجب جاننا

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

میرا دل قران کی طرح پاک ہے کہنے والے پر کیا حکم ہو گا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں،
زید نے کہا میرا دل قران کی طرح پاک ہے۔، تو زید پر کیا حکم
کفر ہو گا، کیوں کہ زید نے اپ نے دل کو قران کی طرح پاک
کہا ہے

الجواب ھوالھادی الی الصواب
زید پر کوئی حکم کفر نہیں ہو گا زید کا قول قران کی طرح میرا
دل پاک ہے۔، اس کا مطلب یہ ہے جیسے قران پاک جھوٹ
اور عیب سے پاک اس میں کوئی عیب نہیں ہے ایسا ہی میرا دل
پاک ہے۔، جھوٹ اور عیب سے پاک ہے میرے دل میں کوئی
برائی نہیں۔، اس لئے زید پر حکم کفر تو نہ ہو گا ہاں زید اگر
اپنے قول میں جھوٹا ہو۔ کے میرا دل پاک ہے تو گناہگار ہو گا
جھوٹ بولنے کے سبب

واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

کفریہ گانے پر ہوٹ ہلانا کیسا

اسلام علیکم و رحمتہ اللہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے مارے میں۔،
ہمنیں تو اپنا مانکر انکو گلے لگایا تھا، پتھر کو ہمنیں پوج اپنا خدا بنایا تھا،اگر کوئ بندا ان جملوں پر اپ نے ہونٹ ہلاکر ویڈیو بناکر ، فیسبک ڈالتا ہے اور لوگ کمینٹ میں تعریف کریں تو ان سب کا کیا حکم ہے، اس بارے میں رہنمائ فرمائے،

وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ

الجواب ھوالھادی الی الصواب

پتھر کو ہمنیں پوج خدا بنایا تھا، یہ جملہ کفر ہے اس پر ہونٹ ہلانے والا توبہ تجدید ایمان نکاح کرے، اور جن لوگوں نے اس پر کمینٹ کیا ہے وہ سب بھی توبہ کرے کمینت کرنے والوں نے گانے کو صیحح سمجھکر اس پر کمینٹ کیا تو وہ بھی توبہ تجدید ایمان نکاح کرے اور اگر صرف اس کی ایکٹنگ دیکھکر کمینٹ کیا ہے تو بھی توبہ کرے
کے گناہ کے کام پر اس کی تعریف ہے،
واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینتال

اللہ بھی عبادت کرتا ہے کہنا کیسا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان کرام اس جملہ کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ بھی عبادت کرتا ہے؟

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب
اللہ بھی عبادت کرتا ہے یہ جملہ کفریہ ہے کہنا والا توبہ تجدید ایمان نکاح کرے

واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

ابلیس جن تھا یا فرشتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں ابلیس فرشہ تھا تفصیلی اور مدلل جواب عنایت فرمائے سائل مزمل دنیاپور

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ الجواب ھو الھادی الی الصواب

ابلیس جن تھا یا فرشتہ اس میں اختلاف ہے، علامہ قرطبی لکھتے ہیں، جمہور کے قول کے مطابق ابلیس فرشتوں میں سے تھا حضرت ابن عباس حضرت ابن مسعود حضرت ابن المسیب اور حضرت قتادہ و غیرہ ہم کا یہی مختار ہے, امام ابو الحسن اشعری کا بھی یہی نظریہ ہے، امام جریر طبری اس کو ترجیح دی ہے، حضرت ابن عباس نے کہا کہ ابلیس کا نام عزازیل تھا اور یہ معزز فرشتوں میں تھا اور چار پروں والا تھا اس کے بعد یہ اللہ کی رحمت سے مایوس کردیا گیا، جمہور مفسرین یہ کہتے ہیں کہ ابلیس ملائکہ میں سے تھا، ان کی دلیل سورہ بقر کی یہ آیت ہے، اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا آدم کو سجدہ کروں تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا، ابلیس کو سجدہ کا حکم اسی وقت ہوگا جب وہ فرشتہ ہو کیوں کہ اس آیت میں سجدہ کا حکم فرشتوں کو ہیں، اور جو علماء یہ کہتے ہے ابلیس جن تھا فرشتہ نہیں تھا وہ یہ کہے سکتے ہیں کہ ابلیس جن تھا فرشتوں کے درمیان چھپارہتا تھا اس لیے بہ طور تغلیب فرشتوں میں داخل تھا دوسرا جواب یہ ہے جنوں کو بھی سجدہ کرنے کا حکم تھا لیکن

فرشتوں کے ذکر کے بعد ان کے ذکر کی ضرورت نہ تھی کیوں کہ جب اکابر کو کسی کی تعظیم کرنے کا حکم دیا جائے تو اس سے معلوم ہو جاتا ہے جب اکابر کو تعظیم کا حکم ہے تو اصاغر کو اس کی تعظیم کا حکم بہ طریق اولی حکم ہے

امام ابن جریر طبری علامہ، قرطبی امام رازی قاضی بیضاوی اور علامہ آلوسی کی تحقیق یہ ہے کہ ابلیس فرشتہ تھا اس کے بر خلاف علامہ سیوطی علامہ نسفی علامہ زمخشری بعض دیگر مفسرین اور متکلمین کی تحقیق یہ ہے کہ ابلیس جن تھا اور قران پاک کی ظاہری آیات اسی کے موافق ہے،

علامہ تفتازانی لکھتے ہے ابلیس جن تھا اس نے اپ نے رب کی نافرمانی کی لیکن چونکہ وہ فرشتوں کے طرف عبادت گزار تھا اور ان میں چھپا رہتا تھا، اس لیے اسے تغلیبا فرشتوں میں شمار کرلیا گیا

(شرح عقائد)

ابلیس کے جن ہونے پر حسب ذیل دلائل قائم کئے گئے ہیں،

اللہ کا ارشاد ہے

کان من الجن (الکہف)

اس ایت میں ابلیس کے جن ہونے کی تصریح ہے،۔

2 فرشتوں کی نسل نہیں چلتی اور ابلیس کی نسل ہے،

کیونکہ قرآن مجید میں ہے

۔ افتتخذونہ و ذریتہ اولیاء،۔

کیا تم شیطان اور اس کی اولاد کو دوست بناتے ہو (الکہف)

3 اللہ کا ارشاد ہے،

لا یعصون اللہ ما امر ھم و یفعلون ما یؤمرون،

وہ اللہ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے (التحریم)

جب کہ ابلیس نے اللہ کی نافرمانی کی

اور اس ایت میں صاف تصریح ہے کے ابلیس جن تھا

فسجدوا الا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربہ (الکہف)

ترجمہ، ابلیس کے سوا سب فرشتوں نے سجدہ کیا وہ جنوں میں سے تھا سو اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی،،

4 امام مسلم صحیح مسلم میں روایت کرتے ہے

رسو اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہیں،۔،

اور قران مجید میں تصریح ہے کی ابلیس کو نار سے پیدا کیا گیا ہے

خلاصہ کلام یہ ہے ابلیس کے فرشتہ ہونے نہ ہونے میں اختلافات ہیں لیکن زیادہ اور قوی دلائل یہ ہے کہ ابلیس جن تھا

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

کسی سنی کی نماز گستاخ رسول نے پڑھائی تو کیا حکم ہے

اسلام علیکم کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں
سنی امام گستاخ رسول کی نماز جنازہ پڑھائی تو کیا حکم ہے ، اور کوئی
گستاخ رسول سنی کی نماز جنازہ پڑھادے تو کیا حکم ہے

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

گستاخ رسول نبی پاک کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر
ہے، اگر اس کی نماز جنازہ پڑھائی تو پڑھانے والے اور پڑھنے
والوں پر توبہ تجدید ایمان نکاح ضروری ہے،
فتاوی رضویہ میں حلیہ کے حوالے سے ہے
فی حلیتہ نقلا عن القرافی و اقراہ دعاء بالمغفرہ للکافر کفر
اور اگر کسی غستاخ رسول نے کسی سنی کی نماز جنازہ کی نماز پڑھائی
تو یہ نماز نہیں ہوئی اس نماز کو لوٹایا جائے اور اگر اس کو دفن
کردیا گیا ہو تو جب تک جسم سڑا گلا نہ ہو تو
اس کی قبر پر جاکر نماز جنازہ ادا کی جائے
بہار شریعت جلد 1 صفح 833 پر ہے
اور مٹی دے چکے تو اب نہیں نکال سکتے، لہٰذا اب اُس کی قبر پر
نماز پڑھیں کہ پہلی نماز نہ ہوئی تھی

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

اللہ کے بارے میں کیا عقیدہ ہونا چاہیے

اسلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اللہ کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

اللہ کے بارے میں ایک مسلمان کا عقیدہ یہ ہونا چاہیے ،

اللہ ایک ہے نہ اس کی کوئی اولاد ہے ، نہ وہ کسی سے پیدا ہے،

وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا

اور اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے، اور کوئی انکھ اس کا ادراک نہیں کر سکتی،

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ لوگو نے کہا اللہ کہاں ہے، تو اللہ کریم نے نبی پاک سے فرمایا محبوب آپ فرمادے اللہ تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے،

اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے سن رہا ہے

ہمارے دلوں میں جو بات آتی ہے اللہ کو اس کو بھی جانتا ہے،

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

حضور کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ احکامات دین کب لاگو ہونا شروع ہوئے ؟

مطلب یہ ہے کہ دین کے احکام کب لاگو ہوئے تھے۔ شریعت کب نافذ لاگو ہوئی تھی۔ مکہ میں یا مدینہ میں اور معراج سے پہلے یا بعد میں؟

" احکامات دین "

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

شریعت تو شروع سے ہی لوگو پر نافذ ہے جب انسان کو وجود دیا گیا اور وہ دنیا میں ایا تب سے ہی شرع شریف نافذ ہے

اللہ فرماتا ہے

ہمنیں انسان اور جن کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا

خلاصہ کلام یہ ہے انسان کو وجود جب ملا اور وہ دنیا میں ایا تب سے شرع شریف نافذ ہے کبھی بھی منقطع نہیں ہوئی جس دور میں کوئی نبی نہیں ایا اس دور میں بھی لوگو کو ایمان لانا ضروری تھا اس دور میں بھی شریعت منقطع نہیں

واللہ اعلم البصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

اسلام علیکم و رحمتہ اللہ
راکھی باندھنا بندھوانا کیسا ہے؟

کیا فرماتے ہے علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں، کہ ہندوں کا تیوہار راکھی بندھن، والے دن اگر کوئ مسلمان راکھی باندھے یا اپنے بندھواتا ہے تو اس پر کیا حکم شرع ہے،

الجواب ھو الھادی الی الصواب
راکھی باندھنا بندھوانا ناجائز ہے ، جو کوئ مسلمان مرد یا عورت یہ کام کرے وہ سب فاسق فاجر گنہگار مستحق عذاب نار ہیں ,
فتاوی شارح بخاری جلد 2 صفحہ 565۔
مسلمان کو چاہیے ان ناجائز کاموں سے بچیں،
اللہ اور رسول کو راضی کرنے ولے کام کرے، تاکہ دنیا و آخرت بہتر بنجائے

واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں، کہ نقش نعلین پاک میں اللہ اور رسول کا نام اور قرآن پاک کی آیات مبارک لکھنا کیسا ہے، اس طرح لکھنے میں کوئی گستاخی تو نہیں ہے،

بینوا و توجروا

سائل جنید احمد عطاری، اسام

و علیکم السلام و رحمت اللہ و برکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

نقش نعلین پاک پر اللہ و رسول کا نام لکھنا یا بسم اللہ لکھنا، میں کوئی حرج نہیں اور نہ کوئی گستاخی ہے، حضرت عمر فارق اعظم رضی اللہ عنہ نے جانور جو کی صدقہ کے تھے ان کی رانوں پر ،جیسے فی سبیل اللہ
اللہ کی راہ میں وقف ہے، داغ فرمایا تھا حالانکہ ان کی رانیں بہت محل بے احتیاطی ہے،

اسی طرح کے سوال کے جواب میں امام اہلسنت فرماتے ہیں،

اپ سے سوال ہوا،،،

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تبرک آثار شریفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کیسا اور اس کے لئے ثبوت یقینی درکار ہے۔یا صرف شہرت کافی ہے اور نعلین شریفین کی تمثال کو بوسہ دینا کیسا ہے اور اس سے توسل جائز ہے یا نہیں؟

اور بعض لوگ یوں کرتے ہیں کہ تمثال نعل شریف کے اوپر بعد بسم اللہ لکھتے ہیں:

اللھم ارنی برکتہ صاحب ھذین النعلین الشریفین۔

یا اللہ! مجھے ان نعلین پاک کی برکت سے نواز۔(ت)

اور اس کے نیچے دعائے حاجت لکھتے ہیں۔یہ کیسا ہے؟ بینوا توجروا

الجواب:

فی الواقع آثار شریفہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے تبرک سلفا وخلفا زمانہ اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے آج تک بلا نکیر رائج ومعمول اور باجماع مسلمین مندوب ومحبوب بکثرت احادیث صحیحہ بخاری ومسلم وغیرہما صحاح وسنن وکتب حدیث اس پر ناطق جن میں بعض کی تفصیل فقیر نے کتاب البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ الشارقۃ میں ذکر کی۔اور ایسی جگہ ثبوت یقینی یاسند محدثانہ کی اصلا حاجت نہیں اس کی تحقیق وتنقیح کے پیچھے پڑنا اور بغیر اس کے تعظیم وتبرک سے باز رہنا سخت محرومی کم نصیبی ہے ائمہ دین نے صرف حضور اقدس صلی للہ تعالٰی علیہ وسلم کے نام سے اس شے کا معروف ہونا کافی سمجھا ہے۔ امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں:

من اعظامہ واکبارہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اعظام جمیع اسبابہ و اکرام مشاھدہ وامکنتہ من مکۃ و المدینۃ ومعاھدہ ومالمسہ علیہ الصلوٰۃ والسلام او اعرف بہ [1]۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے تمام متعلقات کی تعظیم اور آپ کے نشانات اور مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ کے مقامات اور آپ کے محسوسات اور آپ کی طرف منسوب ہونے کی شہرت والی اشیاء کا احترام یہ سب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تعظیم وتکریم ہے۔

اسی طرح طبقۃ فطبقۃ شرقاً غرباً عرباً عجماً علمائے دین وائمہ معتمدین نعل مطہر حضور سید البشر علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل السلام کے نقشے کاغذوں پر بناتے کتابوں میں تحریر فرماتے آئے اور انھیں بوسہ دینے آنکھوں سے لگانے سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے اور دفع امراض وحصول اغراض میں اس سے توسل فرمایا کئے، اور بفضل الٰہی عظیم وجلیل برکات وآثار اس سے پایا کئے۔ علامہ ابو الیمن ابن عساکر وشیخ ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن خلف سلمی وغیرہما علماء نے اس باب میں مستقل کتابیں تصنیف کیں اور علامہ احمد مقتری کی فتح المتعال فی مدح خیر النعال اس مسئلہ میں اجمع وانفع تصانیف سے ہے۔ محدث علامہ ابوالربیع سلیمن بن سالم کلاعی وقاضی شمس الدین ضیف اللہ رشیدی وشیخ فتح اللہ بیلونی حلبی معاصر علامہ مقتری وسید محمد موسی حسینی مالکی معاصر علامہ ممدوح وشیخ محمد بن فرج سبتی وشیخ محمد بن رشید فہری سبتی وعلامہ احمد بن محمد تلمسانی موصوف وعلامہ ابوالیمن ابن عساکر وعلامہ ابوالحکم مالک بن عبدالرحمن بن علی مغربی وامام ابوبکر احمد ابو محمد عبداللہ بن حسین انصاری قرطبی وغیرہم رحمۃ للہ تعالٰی علیہم اجمعین نے نقشہ نعل مقدس کی مدح میں قصائد عالیہ تصنیف فرمائے ان سب میں اسے

بوسہ دینے سر پر رکھنے کا حکم واستحسان مذکور اور یہی مواہب لدنیہ امام احمد قسطلانی وشرح مواہب علامہ زرقانی وغیرہما کتب جلیلہ میں مسطور وقد لخصنا اکثر ذٰلک فی کتابنا المزبور

(اور ہم نے اکثر کا خلاصہ اپنی مذکور کتاب میں ذکر کیا ہے۔ت)

علماء فرماتے ہیں جس کے پاس یہ نقشہ متبرکہ ہو ظلم ظالمین وشر شیطان وچشم زخم حاسدین سے محفوظ رہے عورت دردزہ کے وقت اپنے داہنے ہاتھ میں لے آسانی ہو، جو ہمیشہ پاس رکھے نگاہ خلق میں معزز ہو زیارت روضہ مقدس نصیب ہو یا خواب میں زیارت حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مشرف ہو، جس لشکر میں ہو نہ بھاگے جس قافلہ میں ہو نہ لٹے، جس کشتی میں ہو نہ ڈوبے جس مال میں ہو نہ چُرے، جس حاجت میں اس سے توسل کیا جائے پوری ہو جس مراد کی نیت سے پاس رکھیں حاصل ہو، موضع درد ومرض پر اسے رکھ کر شفائیں ملی ہیں، مہلکوں مصیبتوں میں اس سے توسل کرکے نجات وفلاح کی راہ ہیں کھلی ہیں، اس باب میں حکایت صلحاء وروایات علماء بکثرت ہیں کہ امام تلمسانی وغیرہ نے فتح المتعال وغیرہ میں ذکر فرمائیں اور بسم للہ شریف اس پر لکھنے میں کچھ حرج نہیں، اگر یہ خیال کیجئے کہ نعل مقدس قطعا تاج فرق اہل ایمان ہے مگر اللہ عزوجل کا نام وکلام ہر شے سے اجل واعظم وارفع واعلٰی ہے۔یوہیں تمثال میں بھی احتراز چاہئے تو یہ قیاس مع الفارق ہے۔اگر حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی جاتی کہ نام الٰہی یا بسم للہ شریف

حضور کی نعل مقدس پر لکھی جائے تو پسند نہ فرماتے مگر اس قدر ضروری ہے کہ نعل بحالت استعمال و تمثال محفوظ عن الابتذال

میں تفاوت بدیہی ہے اور اعمال کا

مدار نیت پر ہے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جانور ان صدقہ کی رانوں پر جیس فی سبیل اللہ

(اللہ کی راہ میں وقف ہے۔ت)

داغ فرمایا تھا حالانکہ ان کی رانیں بہت محل بے احتیاطی ہیں۔ بلکہ سنن دارمی شریف میں ہے:

اخبرنا مالک بن اسمعیل ثنا مندل بن علی الغزی حدثنی جعفر بن ابی المغیرۃ عن سعید بن جبیر قال کنت اجلس الی ابن عباس فاکتب فی الصحیفۃ حتی تمتلی ثم اقلب نعلی فاکتب فی ظھورھما،، واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مالک بن اسمعیل نے خبر دی کہ مندل بن علی اخلۃؔی نے بیان کیا کہ مجھے جعفر بن ابی مغیرہ نے سعید بن جبیر کے حوالے سے فرمایا کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس بیٹھا ایک کاغذ پر لکھ رہا تھا کہ وہ کاغذ پر ہو گیا پھر میں نے اپنا جو تا الٹا کر کے لکھا،واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

فتاوی رضویہ جلد 21 صفحہ 413

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

غوث پاک رفع یدین کرتے تھے تو اپ لوگ کیوں نہیں کرتے ہو

* السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ مشہور ہے کے حضور غوث اعظم عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ۔۔۔کی کتاب میں لکھا ہے آپ رفع الیدین کے ساتھ نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔۔۔۔۔اب اہلسنت پے سوال اٹھتا ہے جب آپ کے پیر رفع الیدین کے ساتھ نماز ادا کرتے تھے تو آپ کیوں ان کی طرح نہیں پڑھتے؟؟؟؟ رہنمائی فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں المستفتی رضا پاکستان *

وعلیکم السلام

غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ حنبلی مذہب کے پیروکار تھے جیسا کہ فتاوی رضویہ میں ہے کہ اپ حنبلی تھے،

امام احمد رحمتہ اللہ علیہ کی تقلید کرتے ہوئے اپ نے رفع یدین کیا،ہم چونکہ حنفی ہے اور مسائل میں امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی تقلید کرتے ہے ، اس وجہ سے ہم رفع یدین نہیں کرتے، ہم چونکہ حنفی ہے اور ہم حنفیوں کو مسائل میں تقلید کا حکم امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا ہے نہ کے غوث پاک کی تقلید کا غوث پاک حنبلی تھے ، تو اپ نے امام احمد کی تقلید کرتے ہوئے رفع یدین کیا

واللہ اعلم

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

کیا وسیلہ سے دعا مانگنا جائز ہے

اَلسَلامُ عَلَيْكُم وَرَحْمَةُ اَللهِ وَبَرَكَاتُهُ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا وسیلہ
سے دعا مانگ سکتے ہیں اوراسکا طریقہ کیا ہو گا؟
رہنمائے فرمادیں
بنت محمد پاکستان

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب
وسیلہ سے دعا بلکل مانگ سکتے ہے جائز ہے، وسیلہ سے دعا مانگنا
جائز ہے اور اس کا طریقہ بھی اس حدیث میں بتایا گیا ہے ،
امام ترمذی روایت کرتے ہیں
ایک نابینا شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا:
آپ دعا فرما دیجئیے کہ اللہ مجھے عافیت دے، آپ نے فرمایا: "اگر
تم چاہو تو میں دعا کروں اور اگر چاہو تو صبر کیے رہو، کیونکہ یہ
تمہارے لیے زیادہ بہتر (و سود مند) ہے"۔ اس نے کہا: دعا ہی
کر دیجئیے، تو آپ نے اسے حکم دیا کہ "وہ وضو کرے، اور اچھی
طرح سے وضو کرے اور یہ دعا پڑھ کر دعا کرے:

اللهم إني أسألك وأتوجه إليك بنبيك محمد نبي الرحمة إني توجهت بك إلى ربي في حاجتي هذه لتقضى لي اللهم فشفعه

"اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیرے نبی محمد جو نبی رحمت ہیں کے وسیلے سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، میں نے آپ کے واسطہ سے اپنی اس ضرورت میں اپنے رب کی طرف توجہ کی ہے تاکہ تو اے اللہ! میری یہ ضرورت پوری کر دے تو اے اللہ تو میرے بارے میں ان کی شفاعت قبول کر

ترمذی حدیث نمبر 3578

واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

کیا قاضی شریح نے امام حسین کے قتل کا فتوی دیا تھا

السلام علیکم!
قاضی شریح کیسے انسان تھے؟
شیعہ ان کے خلاف لکھتے ہیں کہ انھوں نے امام حسین کے قتل کا فتوی صادر کیا تھا۔
کیا یہ بات اہل سنت کے مطابق درست ہے؟
و علیکم السلام
الجواب ھو الھادی الی الصواب
یہ بات کسی معتبر کتاب میں نہیں ہے کی امام حسین کے قتل کا فتوی دیا ہو اگر امام حسین کے قتل کا فتوی اپ نے دیا ہوتا تو مختار اپ کو بھی مار دیتا کیوں کہ اس نے تمام اہل بیت کے قاتلوں کو مار ڈالا تھا قاضی شریح کو نہ مارنا اس بات پر دلالت کرتا ہے ،
اپ نے امام حسین کے قتل کا فتوی نہیں دیا تھا

واللہ اعلم
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

کافر کے یہاں فاتحہ دینا کیسا

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں،
کے کافر کے یہاں قرآن پاک پڑھنا فاتحہ دینا کیسا ہے،

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

ہندو کے یہاں فاتحہ دینا یا قران پاک پڑھنا جائز ہے ایک ایسے ہی سوال کے جواب میں مفتی شریف الحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں

کافر کے یہاں کسی مباح کام کے لیے جانے کی اجازت ہے، تمام مسلمانوں کا اس پر عمل درآمد ہے، اس لیے کسی ہندو کے گھر جاکر قران مجید پڑھنا اور کسی بزرگ یا مسلمان کو ایصال ثواب کرنا درست و جائز ہے، کفر تو کیا ہوگا گناہ بھی نہیں، جب کہ ہندوؤں کے دیوتاؤ کی تصویر وہاں نہ ہو جہاں قرآن خوانی ہوئی

فتاوی شارح بخاری جلد 2 صفحہ 550

واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

انگلش زبان میں بیان کرنا کیسا

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں ایک صاحب بول رہے ہیں میں اسلامی بیان اس وجہ سے نہیں سنوں گا کے اس میں انگلش ورڈ استعمال کرتے ہیں جیسا کی عبد الحبیب عطاری وہ اپنے بیان میں انگلش استعمال کرتے ہیں ، ساحل مرزا

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

بیان انگلش میں ہو یا اردو میں یا عربی میں جس زبان میں چاہے کریں ساری زبان اللہ کی بنائی ہوئی ہیں ، ہاں جس زبان کو لوگ سمجھتے ہو جانتے ہوں اس زبان میں بیان کیا جائے یا پھر خاص بیان ہی ان لوگوں کے لیے ہو جن کو حاضر کیا گیا ہے اور انگلش یا کوئی اور زبان میں بیان ہو اور سن نے والے اس زبان کو جانتے ہوں تو بھی کوئی حرج نہیں،خلاصہ کلام یہ ہے کہ کسی بھی زبان میں بیان ہو سکتا ہے لیکن جس زبان کو لوگ جانتے ہو اسی زبان میں وہاں بیان کیا جائے، بعض اوقات دوران بیان کچھ ورڈ انگلش کے بولے جاتے ہیں جس کو عام طور پر سب جانتے بھی ہوتے ہیں ، تو انکو استعمال کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

روزہ کیا ہے کہنا کیسا

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں، ایک شخص بول رہا ہے روزہ کیا ہے
یعنی روزہ کے ساتھ اور بھی تو فرض ہیں ، اس کے گھر میں کئ لوگ بیمار تھے ان کو بول رہا تھا روزہ کیا ہے روزہ کے ساتھ اور بھی تو فرض ہیں جب میں نے اس کا مطلب پوچھا تو جواب دیا کوئی صرف روزہ رکھے اور نماز نہ پڑھے تو یہ فاقہ ہے ، تو ایسا کہنے والے پر کیا حکم ہے
سائل جنید

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب
روزہ نام ہے جمع کھانے پینے سے صبح صادق سے غروب آفتاب تک رک جانے کا نام ہے،
اگر کوئی روزہ رکھے نماز نہ پڑھے تو وہ نماز نہ ادا کرنے کے سبب گنہگار ہوگا لیکن اس کا روزہ ہوجائے گا،
اس کو فاقہ سے تعبیر کرنا جھالت ہیے، اور بعض صورتوں میں کفر بھی ہے،

اگر بیمار ہو اور روزہ پورا کرنے پر قادر نہ ہو تو روزہ چھوڑ دے بعد میں قضا کرے، روزہ کیا ہے اگر اس کو ہلکہ جانکر حقارت کی نیت سے کہا تو یہ کفر ہے ،روزہ کیا ہے کہنے سے مراد اگر یہ تھی کہ روزہ رکھنا فرض ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اور بھی تو فرائض ہیں اس کو ادا کرنا بھی تو ضروری ہے صرف روزہ ہی تھوڑی ہے نماز زکٰوۃ حج وغیرہ بھی تو فرض ہیں ان کو بھی ادا کرو تو اس پر کوئی حکم نہیں،

بلکہ تمام فرائض کو ادا کرنے پر نیکی کا حکم دینا ثواب ہے،

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

دعوت اسلامی کے بارے میں اپ کا کیا موقف ہے،

السلام علیکم و رحمتہ اللہ
اپ کی کتاب مشہور موضوع روایات کا تحقیقی جائزہ پڑھی
بہت اچھی کتاب ہے اللہ اپ کے علم عمر عمل میں برکت عطا
فرمائے

، اس میں کی کچھ روایات دعوت اسلامی والوں نے اپنی کتابوں
میں بھی لکھی ہیں ، اور ان میں سے پڑھکر جمعہ کے دن میں
نے بیان بھی کیا ہے، لیکن ان روایات پر اپ نے اپنی کتاب
میں ان روایات پر کلام کیا ہے
، اپ کا دعوت اسلامی کے تعلق سے کیا موقف ہے قبلہ
حضور

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب
دعوت اسلامی اہلسنت کی عظیم تحریک ہے، جو کی دین سنت کی
خدمت انجام دے رہی ہے دعوت اسلامی والے بھی سنی حنفی
قادری رضوی ہے، دعوت اسلامی کو ہم سنی حنفی جانتے ہے،
اور دعوت اسلامی کا سپورٹ بھی کرتے ہیں ، ہمارا ان سے
بعض مسائل میں اختلاف ضرور ہو سکتا ہے لیکن ہم ان کو
اہلسنت سے خارج گمراہ ہر گز نہیں مانتے

واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

اگر کوئی مسلمان ہونے ایا اس سے کہا غسل کر کے آؤ تو کیا حکم ہے اس پر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں، علمائے کرام اس بارے میں ،۔ کسی عالم کے پاس کوئی کلمہ پڑھنے آیا اس نے کہا پہلے غسل کرکے آؤ تو اس عالم پر کیا حکم ہے،

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب
صورت مسئولہ میں عالم دین پر توبہ تجدید نکاح لازم ہے،

فتاوی تاوی فقیہ ملت جلد 1 صفحہ 17 پر ہے،
عالم دین پر توبہ تجدید ایمام نکاح لازم ہے ، کہ وہ غسل کرنے کے وقت تک اتنا دیر کفر پر راضی رہے ،
کہ جس وقت کافر نے کہا مجھے کلمہ پڑھا دیجئے تو ان پر فرض تھا فوراً کلمہ پڑھا کر مسلمان کرتے، مگر انہونے ایسا نہیں کیا بلکہ غسل کرنے کا حکم دیا جبکہ کلمہ اور ایمان لانے کے لئے غسل کرنا ضروری نہیں ہے،
شرح فقہ اکبر میں ہے

كافر قال لمسلم اعرض على الاسلام فقال اذهب الى فلان العالم كفر لانه رضاى ببقائه

فى الكفر الى حين ملازمته العالم و لقائه،

اور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں،

و من المكفرات ايضا ان يرضى بالكفر و لو ضمنا كان يسائله كافر يريد الاسلام ان يلقنه كلمته الاسلام فلم يفعل او يقول له اصبر حتى افرغ من شغلى او ج خطبتى لو كان خطيبا

فتاوی تاوی مصطفویہ حصہ اول صفحہ 22

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں ،،

ایک گانا ہے جس میں یہ کہا گیا ہے، کے چھین لونگا خدا سے یا مامنگ لاؤنگا۔، یہ گانا کیسا ہے یا اپ نے اسٹیٹس پر یہ گانا لگانا کیسا ہے

الجواب ھو الھادی الی الصواب
خدا سے چھین لونگا یہ جملہ کفر ہے
گانے والا توبہ تجدید ایمان کرے۔، نیز اسٹیٹس پر لگانے والا بھی توبہ کرے

واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

شرک خفی شرک جلی دونوں میں فرق کیا ہے

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں شرک خفی شرک جلی دونوں کیا ہے اور دونوں میں فرق کیا ہے

سائل رضوان

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

شرک جلی یہ ہے، کے اللہ کے علاوہ کسی اور کو مستحق عبادت یا واجب الوجود سمجھنا

علامہ تفتازانی شرح عقائد میں فرماتے

الاشراک ھو اثبات الشریک فی الالوھیتہ بمعنی وجوب الوجود کما للمجوس او بمعنی استحقاق العبادتہ کما لعبدہ الاصنام.

ترجمہ ،شرک یہ ہے کسی کو الوہیت میں شریک مانا جائے، خواہ کسی کو اللہ کے سوا واجب الوجود مانا جائے جیسا کے مجوس مانتے ہیں، یا کسی کو عبادت کا مستحق مانا جائے جیسا کے بت پرست مانتے ہیں،،

شرک خفی یہ ہے کے اعمال کو لوگوں کو دکھانے نمائش کرانے کے لئے اعمال کیا جائے،

نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جس چیز کا مجھے تم پر زیادتی خوف ہے وہ شرک اصغر ہے،

صحابہ کرام نے عرض کی
وما الشرک الاصغر یا رسول اللہ، یعنی یا رسول اللہ شرک اصغر کیا ہے،ارشاد فرمایا، الریاء یعنی دکھاوا کرنا،،
خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کو،، واجب الوجود ماننا یا اسکو عبادت کا مستحق جاننا یہ شرک جلی کہلاتا ہے،
دکھاوا اور نمائش کے لیے اعمال کرنا یہ شرک خفی کہلاتا ہے

واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

اگر کوئی سہوا کلمہ کفر بول دے تو کیا حکم ہے

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ
کیا فرماتے ہے علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں
1- اگر کوئی یہ نہ جانتا ہو کی اللہ عزوجل پر اعتراض کرنا کفر ہے تو اس پر کیا حکم ہے ،،
2- اتنے سارے لوگ جو کفریہ بول بول دیتے ہیں، کس کس کو سمجھایا جائے اور بعض تو سمجھانے پر کفر اور بول دیتے ہیں،
سائل رضوان قادری
و علیکم السلام و رحمتہ اللہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب
1-اگر کوئی سہوا کفر بول دے تو اس پر توبہ کافی ہے ،
تجدید ایمان اور نکاح ضروری نہیں ایک ایسے ہی سوال کے جواب میں مفتی جلال الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں،
سہوا کفر اگر کوئی بول دے تو اس پر توبہ کافی ہے تجدید ایمان نکاح ضروری نہیں ،(فتاوی فقیہ ملت جلد 1 صفحہ 5)
2 جو لوگ سمجھانے پر توبہ کرلے تو ٹھیک اور اگر نہ مانے اور کفر بولے تو اس کا بوال اس پر ہے تجدید ایمان نکاح توبہ سب کرنا ضروری ہے ایسے شخص پر
واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

اگر کوئی کلمہ کفر لا علمی کی وجہ سے بک دیا تو وہ معزور نہ ہوگا اور اس پر حکم کفر نافذ ہوگا قائل توبہ تجدید ایمان نکاح لازم ہے

فتاوی تربیت مرکز افتاء جلد 2 صفحہ 76

2 جو لوگ سمجھانے پر توبہ کرلے تو ٹھیک اور اگر نہ مانے اور کفر بولے تو اس کا بوال اس پر ہے تجدید ایمان نکاح توبہ سب کرنا ضروری ہے ایسے شخص پر

واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قبر میں جب سوالات ہونگے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی وہاں تشریف فرما ہوں گے اس کا جواب درکار ہے آپ کی عین نوازش ہوگی--اسلامی بہن پاکستان

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

قبر میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود تشریف لائیں گے یا آپ کی شبیہ مبارک دکھائی جائے گی ، اس کا حدیث پاک میں تعین نہیں ہے، البتہ حدیث میں اتنا آیا ہے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنه حدثهم أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهِ فَيَقُولَانِ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ فَيُقَالُ لَهُ انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللَّهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا قَالَ قَتَادَةُ وَذكر لنا أَنه يفسح لَهُ فِي قَبره ثُمَّ رَجَعَ إِلَى حَدِيث أنس قَالَ وَأَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْكَافِرُ فَيُقَالُ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ فَيُقَالُ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ وَيُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ» وَلَفظه لِلْبُخَارِيِّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :" جب بندے کو اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے ، اور اس کے ساتھی واپس چلے جاتے ہیں ، تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے ۔ (اسی اثنا میں) دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں تو وہ اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں : تم اس شخص محمد ﷺ کے بارے میں کیا کہا کرتے تھے جو مومن ہے ، تو وہ کہتا ہے : میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں ۔ اسے کہا جاتا ہے : جہنم میں اپنے ٹھکانے کو دیکھ لو ، اللہ نے اس کے بدلے میں تمہیں جنت میں ٹھکانہ دے دیا ہے ۔ وہ ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھتا ہے ، رہا منافق و کافر شخص ، تو اسے بھی کہا جاتا ہے ۔ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہا کرتے تھے ؟ تو وہ کہتا ہے : میں نہیں جانتا ، میں وہی کچھ کہتا تھا جو لوگ کہا کرتے تھے ، اسے کہا جائے گا : تم نے (حق بات) سمجھنے کی کوشش کی نہ پڑھنے کی ، اسے لوہے کے ہتھوڑوں کے ساتھ ایک ساتھ مارا جائے گا تو وہ چیختا چلاتا ہے جسے جن و انس کے سوا اس کے قریب ہر چیز سنتی ہے ۔‘

مشکات حدیث 126

مفتی شریف الحق رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں

البتہ یہ سوال بہت اہم ہے شارحین نے اس کی تین توجیہیں کی ہیں، قبر سے گنبد خضری تک سارے حجابات اٹھا دیے جائیں گے اور مردہ نبی علیہ السلام کا دیدار سے مشروف ہوگا آب اس سے نکیرین نبی کریم کی طرف اشارہ کرکے سوال پوچھیں کے دوسری توجیہ یہ ہے، نبی علیہ السلام کی شبیہ مبارک نکیرین کے پاس ہوگی اس کی طرف اشارہ کرکے پوچھیں گے، تیسری توجیہ یہ ہے کہ نبی کریم خود تشریف لاتے ہیں، مگر ان تینوں میں سے کوئی قطعی نہیں کے ان میں سے کسی کا انکار کرنے والا کافر مرتد یا گمرہ ہو

واعظین اپنا بازار چمکانے کے لیے وعظوں میں تیسرے احتمال کو اس زور شور سے بیان کرتے ہیں ے گویا یہی قطعی یقینی ہے، اور دوسرے احتمالات باطل ہے، عوام واعظوں سے سنکر قطعی سمجھنے لگے ہیں

فتاوی شارح بخاری جلد 1 صفحہ 405

واللہ اعلم بصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

السلام علیکم و رحمۃاللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام -حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فجر کی اذان نہیں دیا تھا تو صبح نہیں ہوئی تھی...یہ واقعہ اگردرست نہیں تواس پر حوالہ درکارہے--اسلامی بہن پاکستان

و علیکم السلام و رحمۃاللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

بہت مشہور ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے منہ سے شین کی جگہ سین نکلتا تھا اور اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ ان کے ہونٹ موٹے تھے جس وجہ سے شین نہیں نکلتا تھا جس وجہ سے ان کو اذان پڑھنے سے روکا تو آپ نے فجر کی اذان نہیں دی تو سورج نہیں نکلا یعنی صبح نہیں ہوئی یہ دونوں روایتیں موضوع ہیں من گھڑت ہے باطل ہے

محدثین نے اسے باطل موضوع جھوٹ قرار دیا ہے علامہ علی قاری علامہ طاہر پٹنی تحریر فرماتے ہیں

علی السنتہ عوام ولم نرہ فی شیء من الکتاب

عوام کی زبانوں پر یہ بات چل پڑی ہے حالانکہ ہمیں یعنی محدثین حضرات کو یہ روایت حدیث کی کسی کتاب میں نظر نہیں آئی علامہ عجلونی حضرت علامہ ناجی کا قول نقل کرکے لکھتے ہیں اس حدیث کے موضوع ہونے کا یقین اس درجہ کا تھا کی علامہ فرماتے تھے کہ میں اللہ کو گواہ بنا کر قسم کھا کر کہتا ہوں

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کبھی اسھد سین کے ساتھ کبھی نہیں پڑھا علامہ عجلونی کشف الخفاء میں یہ بھی لکھتے ہیں محدثین نے حضرت بلال کی سوانح حیات میں یہ بھی لکھا ہے

حضرت بلال کی آواز اونچی تھی حسین خوبصورت تھی امام سخاوی فرماتے ہیں اگر حضرت بلال کی آواز میں لکنت ہوتی تو بہت سارے ذریعہ سے یہ بات معلوم ہوتی نیز منافقین گمراہ لوگ اسی کو لے کر ایک نکتہ چینی کا نشانہ بنا لیتے حافظ ابن کثیر نے فرمایا انہ لیس لہ اصل اس کی کوئی اصل نہیں ہے محدثین کی تصریحات سے پتا چلا یہ روایت جھوٹی باطل بنائی ہوئی ہے

حضرت بلال پر محض یہ الزام بہتان ہے ایک عام مومن پر الزام بہتان لگانا گناہ ہے تو ایک صحابی پر جھوٹی تہمت الزام لگانا کتنا بڑا جرم گناہ ہوگا

جب یہ بات ثابت ہوگئی حضرت بلال کی زبان کے تعلق سے کہی جاتی ہے باطل محض ہے تو اس سے پتا چلا صبح نہ ہونے والا قصہ بھی جھوٹا ہے آیئے اب میں آپ کو بخاری کی روایت بتاتا ہوں جس سے یہ بھی ثابت ہوجائے گا کہ صبح نہ ہونے والا قصہ بھی جھوٹا باطل ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر سے واپس ہوئے تو رات بھر چلتے رہے جب اپکو نیند آنے لگی تو اتر پڑے اور حضرت بلال سے کہا ہمارے لئے تو رات کا خیال رکھنا یعنی فجر میں اٹھانا

حضرت بلال نے جتنا مقدر میں تھا نفل ادا کیے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سو گئے جب فجر قریب ہوئی تو حضرت بلال نے اپنی اونٹنی کے ساتھ ٹیک لگا دی اسی حالت میں آپ پر نیند غالب آگئی جس وجہ سے آپ کی آنکھ نہیں کھلی اور نہ کسی صحابی کی یہاں تک کے ان کو دھوپ محسوس ہونے لگی تو سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جاگے اور فرمایا بلال یہ کیا ہوا بلال نے عرض کی میری جان کو اسی نے روکے رکھا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کو روکے رکھا اپ نے اونٹوں کو چلانے کا حکم دیا تھوڑی دور اونٹوں کو چلایا پھر آپ نے وضو کیا اور نماز پڑھائی

دیکھا آپ نے حضرت بلال نے آذان بھی نہیں پڑھی بلکہ سورج بھی نکل آیا اب اس واقعے کی روشنی میں صبح نہ ہونے والے کی کیا حیثیت ہے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ وہ لوگوں کا بنایا ہوا ہے اس کی کوئی اصل نہیں ساتھ ہی آپ کو یہ بھی بتا دوں جو حضرات حضرت بلال کے رنگ کو کالا بولتے ہیں یہ بھی صحیح نہیں ہے بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کا رنگ گندمی تھا اگر میں اس پر بحث کروں تو یہ کتاب اسی سے پر ہو جائے گی اور ہمارا اصل مقصد رہ جائے گا اس لئے میں اس پر بحث نہیں کرتا ہاں البتہ

اگر کسی کو حضرت بلال کے رنگ اور وہ حبشی تھے یا نہیں جاننے کا شوق ہو تو وہ اس کتاب کا مطالعہ کریں جمال بلال رضی اللہ عنہ تحقیق سے آپ کے رنگ اور حبشی نہ ہونے پر کلام کر کے یہ ثابت کیا گیا ہے

(المقاصد الحسنہ جلد 1 صفحہ 397)

(کشف الخفاء جلد 1)

(موضوعات کبیر حدیث نمبر 297)

(بخاری حدیث نمبر 595)

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

السلام علیکم و رحمۃ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں،
ذرہ ذرہ سمیٹکر خود کو بنایا ہے ہمنیں، مجھ سے یہ نہ کہنا بہت ملیں کے تم جیسے
اس طرح کے شعر کہنا کیسا

سائل محمد سعید لطیفی. نعیمی

و علیکم السلام و رحمۃاللہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب

مذکورہ شعر میں شاعر پر کوئ حکم نہیں، شاعر اس شعر میں اپنی محنت بتانا چاہتا ہے کہ میں بہت محنت کر کے اس مقام پر آیا ہوں، میری محنت کی وجہ سے یہ مقام ملا ہے یہ نہ کہنا مجھ سے بہت ملیں گے یعنی میری طرح محنت ہر کوئ نہیں کر سکتا،

واللہ اعلم بصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

کافر کے مذہبی تیوہار کی مبارک باد دینا کیسا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کافر غیر مسلم کے مذہبی تیوہار کی ہولی دیوالی کی مبارک باد دینا کیسا ہے،--سائل محمد ہاشم

و علیکم السلام و رحمۃاللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

کافر کے مذہبی تیوہار کی مبارکباد دینا اشد حرام بلکہ منجر الی الکفر ہے

فتاویٰ شارح بخاری جلد 2 صفحہ 566 پر مفتی شریف الحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں

کافر کے مذہبی تیوہار کی مبارکباد دینا اشد حرام بلکہ منجر الی الکفر جو مسلمان ایسا کرتے ہے ان پر توبہ تجدید ایمان لازم ہے...

فتاوی عالمگیری میں ہے

ویخرجه الی نیروز المجوس والموافقته معهم فیما یفعلون فی ذلک الیوم الی ان قال ویا هدائه ذلک الیوم للمشرکین ولو بیضته تعظیما لذلک الیوم..

اور مجوسیوں کے تہوار نوروز میں شریک ہونے اور اس دن کے مشرکانہ افعال میں، ان کی موافقت کرنے کی وجہ سے مزید فرمایا اور اس دن کی تعظیم کرتے ہوئے مشرکین کو اس دن تحفہ دینے کی وجہ سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے، اگرچہ تحفہ میں ایک انڈا ہی کیوں نہ دے،،،

ہولی جو کی غیر مسلموں کا شعار ہے اس میں شرکت حرام بد کام بد انجام شریک ہونے والوں پر توبہ فرض ہے اور تجدید ایمان و تجدید نکاح بھی کرلیں

فتاوی تاج الشریعہ جلد 2 صفحہ 74

ہولی کے موقع پر رنگ کو برا جانتے ہوئے تھوڑا سا لگوانا ناجائز و گناہ ہے

فتاوی مرکز تربیت افتاء جلد 2صفحہ 380

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

اللہ کے لیے جمع کا صیغہ استعمال کرنا کیسا؟

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں حضور سنی
کے شعائر کیا ہیں -وضاحت فرمائیں
نیز اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے جمع و واحد کے صیغہ استعمال کرنے
پر دلائل موقفات دیجیے
بنت راحت اللہ کراچی پاکستان
و علیکم السلام و رحمۃ اللہ وبرکاتہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب
1 عقائد اہلسنت پر جو عمل پیرا ہو انکو اہلسنت کہا جاتا ہیں اور انہی
کو سنی کہا جاتا ہیں.
فتاوی حامدیہ جلد 1 صفحہ 134 پر ہے
ضروریات مذہب اہلسنت وہ مسائل ہے، جو دلیل قطعی سے ثابت
ہوں لیکن ان میں تاویل کا احتمال ہو،
مفتی شریف الحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں مذہب اہلسنت کی
ضروریات کا مطلب یہ ہوتا ہے، کہ اس کا مذہب اہلسنت سے ہونا
سب عوام و خواص سب اہلسنت کو معلوم ہو، جیسے عذاب قبر
اعمال کا وزن،
نزہتہ القاری ج 1 ص 239

مذکورہ تعریف کی روشنی میں، علمائے عظام و فقہائے کرام، نے ضروریات اہلسنت و عقائد اہلسنت کی، جو تفصیل بتائی ہے، ان میں سے چند یہ ہیں۔،

اور انہی میں سے شعائر اہلسنت ہیں

شیخین کو تمام صحابہ سے افضل سمجھنا، موزو پر مسح کو جائز سمجھنا، تمام صحابہ و اہلبیت کا ادب کرنا، شیخین کی خلافت تسلیم کرنا،، معراج کا جسمانی ہونا، حضرت علی حضرت عثمان سے محبت کرنا، خلفائے اربع رضی اللہ عنھم کی خلافت تسلیم کرنا،،

مجتہد کی تقلید کو واجب جاننا

میلادالنبی کے استحسان کا اعتقاد

2 اللہ عزوجل کو واحد کے صیغہ سے ہی یاد کرنا چاہیے اور یہی بہتر ہے، لیکن اگر کوئی تعظیما جمع کا صیغہ استعمال کرے تو کوئی حرج نہیں،،

امام اہلسنت فرماتے ہیں

تعظیما جمع کا لفظ بولنے میں

حرج نہیں اور بہتر صیغہ واحد ہے کہ واحد احد کے لیے وہی انسب ہے، قرآن عظیم میں ایک جگہ رب عزوجل سے خطاب جمع ہے

رَبِّ ارۡجِعُوۡنِ وہ بھی زبان کافر سے ہے

فتاوی رضویہ جلد 11 صفحہ 209

امام اہلسنت ایک اور مقام پر فرماتے ہیں

اللہ عزوجل کو ضمائر مفرد سے یاد کرنا مناسب ہے کہ وہ واحد احد فرد و تر ہے اور تعظیماً ضمائر جمع میں بھی حرج نہیں، اس کی نظیر قرآن عظیم میں ضمائر متکلم ہیں تو صدہا جگہ ہے:(مثلا)

" اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ

بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں

اور ضمائر خطاب میں صرف ایک جگہ ہے وہ بھی کلام کافر سے کہ عرض کرے گا:رب ارجعون لعلی اعمل صلحا (اے میرے رب مجھے واپس پھیر دیجئے شاید اب میں کچھ بھلائی کماؤں۔، اس میں علماء نے تاویل فرمادی کہ یہ "ارجع" کی جمع باعتبار تکرار ہے یعنی "ارجع ارجع ارجع" ہاں ضمائر غیبت میں بے ذکر مرجع صیغ جمع فارسی، اور اردو میں بکثرت بلانکیر رائج ہیں

،بہر حال یوں ہی کہنا مناسب ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، مگر اس میں کفروشرک کا حکم کسی طرح نہیں ہوسکتا، نہ گناہ ہی کہاجائے گا

فتاوی رضویہ جلد 14 صفحہ 655

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

میرے پیر پر کروڑوں درود ہو کہنا کیسا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے اپنے پیر کے لیے کہ میرے پیر صاحب پر کروڑوں درود تو کیا اس طرح کہنا صحیح ہے یا کوئی حکم ہے اس پر!؟

سائل نوشاد صابری جلگاؤں

و علیکم السلام و رحمۃ اللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے میرے پیر پر کروڑوں درود تو کہنے والے پر کوئی حکم نہیں اس طرح کہنا درست ہے اور درود کے معنی یہاں رحمت اور سلامتی کے ہے

اللہ عزوجل قرآن پاک میں فرماتا ہے

اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ۟ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودٗ یں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں ،

سورۃ البقرہ آیت 157

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

کیا نبی کریم نعلین پاک عرش پر پہن کر گئے

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ معراج کی رات میں کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نعلین مبارک پہن کر عرش پر گئے تھے

و علیکم السلام و رحمۃ اللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

معراج کا واقعہ بیان کرتے ہوئے یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ معراج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نعلین مبارک پہن کر گئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتارنا چاہا تو آواز آئی اے حبیب نعلین کے ساتھ تشریف لائیں تاکہ عرش کو عزت زینت حاصل ہو مذکورہ روایت کے متعلق امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ محض جھوٹ ہے موضوع ہے

(احکام شریعت حصہ دوم صفحہ 160)

ملفوظات اعلیٰ حضرت میں بھی ہے کہ یہ روایت محض باطل موضوع ہے

(ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ 293)

شارح بخاری شریف الحق رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے بارے
میں فرماتے ہیں اس روایت کے موضوع ہونے کے لیے اتنا کافی
ہے کہ یہ روایت حدیث کی کسی معتبر
کتاب میں نہیں ہے جو صاحب یہ روایت بیان کرتے ہیں ان سے
پوچھے کہ کہاں لکھا ہے ایسا

(فتاویٰ شارح بخاری جلد اول صفحہ 370)

حضرت علامہ امجد علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ مشہور ہے کہ
شب معراج آپ صلی اللہ علیہ وسلم نعلین مبارک پہن کر عرش
پر تشریف لے گئے اور واعظین اس کے متعلق ایک اور روایت
بیان کرتے ہیں اس کا ثبوت نہیں اور یہ بھی ثابت نہیں کہ
برہنہ پاؤں تھے لہذا اس کے متعلق سکوت کرنا بہتر ہے

(بہار شریعت حصہ 16 مجلس خیر مسئلہ نمبر 6)

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

پیر اگر زنا کرے عورتوں سے مصافحہ کرے تو اس سے مرید ہونا کیسا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں پیر اگر زنا کرتا ہو اور عورتوں سے مصافحہ کرتا ہو تو اس پیر سے مرید ہونا کیسا ہے،

و علیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب
پیر اگر عورتوں سے مصافحہ کرتا ہو اور زنا بھی کرتا ہو،
تو ایسے پیر سے مرید نہیں ہو سکتے ایسا پیر فاسق و فاجر ہے اگر اس سے بیعت کی ہو تو بیعت توڑدی جائے
کسی نیک صالح پیر سے مرید ہو، اور ایسے جاہل پیر کا بائیکاٹ کیا جائے میل جھول سب بند کر دیا جائے یہاں تک کے وہ راہ راست پر آجائیں
واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

نبی علیہ السلام کو محتاج کہنا کیسا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں *نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے محتاج ہیں کہنا کیسا ہے*

نبی کریم اللہ کے محتاج ہے یا نہیں

و علیکم السلام و رحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

یہ صحیح ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے محتاج ہیں، لیکن جوہ مخوہ بار بار محتاج بولنا ناپسند دیدہ ہے بلکہ بعض صورتوں میں کفر بھی ہے

لہذا نبی کریم کو مالک مختار جیسے القاب سے پکارا جائے، ہاں اگر ضروری طور پر کوئی کہے تو کوئی گستاخی بھی نہیں ہے،

اللہ عزوجل قرآن پاک میں فرماتا ہے

سورۃ فاطر آیت 15

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِۚ وَ اللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ

اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی بے نیاز ہے

اس عموم میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں

مفتی شریف الحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں

یہ صحیح ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ کے محتاج ہیں
علاوہ ازیں اس کی دلیلیں اہلسنت کا بنیادی عقیدہ ہے کے نبی علیہ السلام کے سارے کمالات عطائی ہیں اور ہر
معطی لہ معطی کا محتاج ہوتا ہے، مگر عرف عام میں محتاج استخفاف کے لے بولا جاتا ہے،
اس لے بلا ضرورت خوہ مخوہ یہ کہتے پھرنا حضور اقدس اللہ کے محتاج ہیں، سخت ناپسند دیدہ ہے،
بلکہ بہ نیت استخفاف ہو تو کفر ہے،
فتاوی شارح بخاری جلد 1 صفحہ 366
امام اہلسنت ایک مقام پر لفظ محتاج کے بارے میں فرماتے ہیں
یہ بات مسلم ہے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام دوسروں کے محتاج نہیں لیکن سیدانبیاء صلی للہ تعالٰی علیہ وسلم کی سب کو محتاجی ہے، جیسا کہ انبیاء سے اخذِ میثاق والی آیت کریمہ اور صحیح مسلم کی یہ حدیث اس پر شاہد عادل ہے کہ تمام مخلوق میری طرف راغب ہے حتی کہ جناب ابراہیم خلیل للہ علیہ الصلوۃ والسلام بھی۔
اس قسم کی حدیثیں کسی عقیدہ کے مخالف نہیں
فتاوی رضویہ جلد 29 صفحہ 390

واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

کیا شب معراج اللہ نے نبی پاک سے لغت علی پر کلام

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے کہ معراج کی رات اللہ نے نبی علیہ السلام سے حضرت علی کی لغت پر کلام کیا تھا

و علیکم السلام و رحمۃ اللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

اللہ عزوجل نے معراج کی رات حضرت علی کی لغت پر کلام کیا یہ ایک روایت ہے جو شیعوں نے گھڑی ہے، یہ جھوٹ منگھڑت روایات عبداللہ بن عمر سے لوط بن یحیی ازدی بیان کرتا ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ سے پوچھا گیا کہ شب معراج آپ سے اللہ نے کس لغت پر کلام کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی بن ابی طالب کی لغت میں کلام کیا مجھے الہام ہوا کہ یوں کہو کہ اے اللہ تو نے مجھے خطاب کیا یا پھر علی المرتضی نے تو اللہ نے فرمایا اے احمد میں دنیاوی چیزوں کی طرح کوئی چیز نہیں ہوں اور نہ ہی مجھے لوگوں پر قیاس کیا جا سکتا ہے میں نے تجھے اپنے نور سے بنایا اور پھر تیرے نور سے علی کو پیدا فرمایا میں نے تیرے دل کے رازوں کو دیکھا تو آپ کے دل میں علی سے بڑھ کر کوئی محبوب نہ پایا لہذا میں نے ان کی لغت میں تمہیں خطاب فرمایا تاکہ تمہارا دل مطمئن رہے یہ روایت موضوع اور من گھڑت ہے شیعوں کی بنائی ہوئی ہے (میزان الکتب صفحہ 373)

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

کیا غوث پاک فرشتوں کے بھی پیر ہیں

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

ہم نے ایک تقریر میں سنا ہے غوث اعظم فرشتوں کے بھی پیر ہیں، اگر یہ صحیح ہے تو اس کا کیا معنی جب کہ پیر راہ راست سے بھٹکے لوگو کو راہ دکھاتا ہے اور فرشتے تو ہر دم عبادت کرتے رہتے ہیں، تو کیا فرشتوں کو بھی راہ دکھاتے ہیں غوث اعظم

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

جی یہ بات صحیح ہے غوث اعظم انسانوں جنوں کے ساتھ ساتھ فرشتوں کے بھی پیر ہے، خود غوث اعظم فرماتے ہیں میں فرشتوں کا بھی پیر ہوں،

امام اہلسنت فتاوی رضویہ میں فرماتے ہیں

قال رضی اللہ تعالیٰ عنه وعزّة ربّی ان السعداء و الاشقیاء یعرضون علی وان بؤبؤ عینی فی اللوح المحفوظ انا حجة اللہ علیکم جمیعکم انا نائب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ووارثه فی الارض ویقول الانس لهم مشائخ والجن لهم مشائخ و الملئکة لهم مشائخ وانا شیخ الکل ،رضی اللہ تعالیٰ عنه ،ونفعنا به

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "مجھے عزت پروردگار کی قسم! بے شک سعید و شقی مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں، بیشک میری آنکھ پُتلی لوح، محفوظ میں ہے، میں تم سب پر اللہ کی حجت ہوں، میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب اور تمام زمین میں ان کا وارث ہوں۔ اور فرمایا کرتے: آدمیوں کے پیر ہیں، قوم جن کے پیر ہیں، فرشتوں کے پیر ہیں اور میں ان سب کا پیر ہوں۔" ملا علی قاری اسے نقل کر کے عرض کرتے ہیں: اللہ عزوجل کی رضوان حضور پر ہو اور حضور کے برکات سے ہم کو نفع دے۔

فتاوی رضویہ جلد 28 صفحہ 396

غوث اعظم فرشتوں کے پیر ہے کے یہ معنی ہے. کے وہ فرشتوں کے بھی پیارے ہیں. محبوب ہیں، نہ کی یہ کے فرشتے راہ راست سے بھٹکتیں ہیں اور انکو راہ غوث پاک دکھاتے ہیں

واللہ بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

اختلافی مسائل میں کسی کو گمراہ یا فاسق کہنا کیسا؟

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

فروعی مسائل میں اختلاف رحمت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اختلاف میری امت کے لئے رحمت ہے
لیکن کچھ لوگ اس رحمت کو زحمت بنائے ہوئے ہیں اگر کسی مسئلہ میں کسی بزرگ سے اختلاف کیا جائے اختلاف کرنے والے نے اپنی تحقیق اور دلائل سے اختلاف کیا ہو تو کچھ لوگ اس کو گمراہ یا اس کو فاسق کہتے ہوئے نظر آتے ہے اور اس اختلاف سے ان کا ہاضمہ اس قدر خراب ہو جاتا ہے ان کو ذرا بھی ھضم نہیں ہوتا جس بنا پر وہ لعن طعن تفسیق تضلیل کرتے نظر آتے ہیں جبکہ اجتہادی مسائل میں کسی کو برا بھلا کہنا جائز نہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں **ولا تفسیق بالاجتھادیات**
اور اجتہادی مسائل میں کسی کو فاسق کہنا جائز نہیں
اجتہادی مسائل میں کسی پر طعن بھی جائز نہیں نہ کہ معاذ اللہ ایسا خیال کے گمراہ یا کافر کہا جائے
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ مزید فرماتے ہیں
جو کوئی ان تمام باتوں کے باوجود کسی ایک طرف پختہ یقین دیکھائے تو وہ بے باک نڈر اور بے احتیاط ہے، پس راسخ علماء اور محتاط حضرات کی یہی پہچان ہے کہ وہ مختلف اجتہادی مسائل میں کسی ایک طرف یقین نہیں رکھتے۔

فتاویٰ شارح بخاری میں مفتی شریف الحق رحمہ فرماتے ہیں
جب علماء کا کسی مسئلے میں اختلاف ہو تو یہ درست نہیں ایک دوسرے
کو فاسق کہا جاے،

صدر الافاضل نعیم الدین صاحب کے پیر مرشد سید شاہ علی حسین
کے مرید اور خلیفہ تھے اور اعلیٰ حضرت کے انتہائی نیاز مند اور
محبوب تھے مگر اعلیٰ حضرت نے کبھی بیعت فسخ کرنے کا حکم نہیں
فرمایا اعلیٰ حضرت کی یہ عادت تھی وہ کسی فاسق کی تعظیم نہیں کرتے
تھے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے کبھی غفلت نہیں کرتے
تھے

مولانا اشرف رحمۃ اللہ علیہ مزامیر کے ساتھ قوالی سنا کرتے تھے اور
یہ بات اعلیٰ حضرت کے علم میں تھی اس کے باوجود اعلیٰ حضرت ان
کی قیام تعظیم کرتے تھے اور ان کی دست بوسی بھی کرتے تھے بلکہ
آپ نے اپنی خلافت سے انکو نوازا تھا،، یہی حال مفتی اعظم ہند رحمۃ
اللہ علیہ اور علامہ حامد رضا کا تھا سید محمد صاحب کی دست بوی کرتے
ان کی قیام تعظیم کرتے،، بات در اصل یہی ہے، جب ایک مسئلہ
میں اختلاف ہو تو ایک دوسرے کو فاسق فاجر نہیں کہا جاے گا،،،

فتاویٰ شارح بخاری جلد 2 صفحہ 277

امام اہلسنت سے سوال ہوا مزار قبر کا بوسہ لینا چاہیے کہ نہیں،،.
آپ نے جواب دیا، فی الواقع بوسہ قبر میں علماء کا اختلاف ہے، اور
تحقیق یہ ہے وہ ایک؛ امر ہے، دو حیثیتوں داعی و مانع کے درمیان،
دائر داعی محبت ہے، اور مانع ادب تو جسے غلبہ محبت ہو تو

اسپر مواخذہ نہیں، پھر اس پر مزید کلام کرتے ہوئے آخر میں فرماتے ہیں،،

امام علامہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

المسئلۃ متی امکن تخریجھا علی قول من الاقوال فی مذھبنا او مذھب غیرنا، فلیست بمنکر یجب انکارہ والنھی عنہ وانما المنکر ماوقع الاجماع علی حرمتہ والنھی عنہ واللہ تعالٰی اعلم

جب کسی مسئلہ کا ہمارے مذہب یا دیگر ائمہ کے مذہب پر جواز نکل سکتا ہو تو وہ ایسا منکر نہیں کہ اس پر انکار اور اس سے منع کرنا واجب ہو۔ ہاں گناہ وہ ہے کہ وہ اس کے حرام ہونے اور اس کے منع ہونے پر اجماع ہو۔ واللہ تعالٰی اعلم

فتاوی رضویہ 9 جلد 530

قارئین دیکھا آپ نے امام اہلسنت نے یہ نہیں فرمایا بوسہ دینے والے فاسق ہے بلکہ کہا اس سے کوئی مواخذہ نہیں،، اور آخر میں تو یہ فرما دیا یہ وہ منکر نہیں جس پر انکار واجب ہو،، اس سے ان مفتیوں کو سبق لینا چاہیے جو اختلافی مسائل میں فاسق کا فتویٰ داغ دیتے ہے، اور ایک عالم مفتی کی ذات کو مجروح کر دیتے ہیں،،،

ایک اور مقام پر امام اہلسنت سے سوال ہوا

بوسہ قبر جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا (بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ت)

الجواب:-اس مسئلہ میں بہت اختلاف ہے۔بکثرت اکابر جواز و منع دونوں طرف ہیں اور عوام کے لئے زیادہ احتیاط منع میں ہے۔

فتاوی رضویہ جلد 22، ص 421

یہاں بھی امام اہلسنت نے یہ نہیں فرمایا بوسہ دینے والے فاسق، ہے، صرف یہ کہا عوام کے لیے احتیاط منع ہے،

ایک اور مقام پر سوال ہوتا ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت وطریقت و مفتیان راز داران معرفت وحقیقت اس مسئلہ میں کہ بعض شیوخ ومرشدین نے اپنے کچھ مریدین کو ہدایت وتاکید کرر کھی ہے کہ وہ ان کے پاؤں کو بوسہ دیا کریں یعنی چوما کریں۔بزرگان دین رحمہم للہ تعالیٰ کے مزارات پر جھک کر سلام کیا کریں اور ان کی قبور کو روافض کی طرح بوسہ دیا کریں بقول ان کے ایسا کرنا جائز ہے۔کیا واقعی شریعت وطریقت میں ایسا کرنے کی اجازت ہے اور یہ شرک وکفر نہیں ہے؟ کتب اسلامی کے حوالے سے بیان فرمائیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ماجور ہوں اور لوگوں کے ہاں مشکور

الجواب:

بوسہ قبر بمذہب راجح ممنوع است فی شرح عین العلم لعلی قاری ولا یمس ای القبر ولا التابوت والجدار فورد النھی عن مثل ذٰلک بقبرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فکیف بقبور سائر الانام و

صحیح اور قابل ترجیح مذہب میں کسی بھی قبر کو بوسہ دینے یعنی چومنے کی اجازت نہیں بلکہ ممانعت ہے۔چنانچہ محدث ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شرح عین العلم میں ہے کہ قبر، تابوت اور دیوار کو ہاتھ نہ لگایا جائے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر اطہر کے بارے میں اس طرح کرنے سے روکا اور منع کیا گیا ہے،،

قارئین کرام یہاں بھی امام اہلسنت نے یہ نہیں فرمایا کی بوسہ دینے والا فاسق ہے، بلکہ آپ نے صحیح اور قابل ترجیہ مذہب منع ہے فرمایا،، اس کے باوجود آپ نے یہ نہیں فرمایا بوسہ دینے والا فاسق ہے،،

اگر آپ کو منصب افتاء ملا ہوا ہے تو آپ کسی مفتی یا عالم کا نام لیکر وہ بھی ایسے مسئلہ میں جس میں اکثر علماء مشائخ جواز کے قائل ہیں اس کو فاسق قرار دے، تو میں سمجھتا ہوں یہ کام سراسر اصول افتاء کے خلاف ہے آپ کا یہ فتویٰ صرف فرد واحد کے لیے نہیں پھر ان مجوزین کے لیے بھی ہوگا، اور ان کو فاسق بنانا ہوگا لا حول ولا قوۃ الا باللہ،،

احتیاط تو یہ ہے آپ نے موقف میں امکان خطا سمجھتے ہوئے اپنے فتاویٰ میں نرمی اور احتیاط کا پہلو اپنایا جائے چونکہ مسئلہ قطعی نہیں، بلکہ اجتہادی ہے اور وہ بھی ایسا جس میں اکثریت. مبتلاء ہیں،، کسی عالم یا مفتی کو فاسق کہنا گویا کہ کیا آپ کے پاس وحی الہی آئی ہے یا آپ کو یہ غیب سے بتایا گیا کہ آپ ہی اس مسئلہ میں حق پر ہے، باقی ناحق فاسق فاجر ہے،،.

اللہ کریم ہمیں منصب افتاء کا صحیح استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے فہم فقہ اور فہم افتاء عطا فرمائے

بہت سارے ایسے مسائل ہیں جن میں خود سیدی اعلیٰ حضرت نے اکابر علماء سے اختلاف کیا اور اعلیٰ حضرت سے بعد کے علماء نے

اختلاف کیا مثال کے طور پر پیشاب کی بہت باریک چھینٹیں کپڑے پر پڑ جائے تو کپڑا ناپاک نہ ہو گا لیکن وہ کپڑا تھوڑے پانی میں گر جائے تو پانی ناپاک ہو گا یا نہیں اس بارے میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ ناپاک ہو جائے گا لیکن اس کے بعد صدر الشریعہ نے یہ موقف اختیار کیا کے ناپاک نہیں ہو گا اسی طرح اعلیٰ حضرت نے سیب کا چونا کھانا فتاوی رضویہ میں حرام لکھا ہے لیکن علمائے بہار نے اسے حلال قرار دیا ہے اس طرح کے بہت سارے مسائل ہیں لیکن کسی نے کسی پر لعن طعن نہیں کیا نہ ہی تفسیق کی نہ جانے کیوں آج لعن طعن والی بلا میں عالم مفتی کہلانے والے بھی مبتلا ہیں ذرا سا کسی عالم کو کسی مسئلہ میں اختلاف کرتا پایا تو اس پر لعن طعن شروع کر دیتے ہیں

اللہ کریم ہمیں صحیح فہم فقہ و افتاء عطا فرمائے

خاکسار عاجز اسیر بارگاہ امام اعظم ابو حنیفہ،، دانش حنفی
ہلدوانی نینیتال

تین جمعہ چھوڑنے والا کیا کافر ہے

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں اگر کسی نے تین جمعہ نماز چھوڑی تو کیا وہ کافر ہو جائے گا؟

و علیکم السلام و رحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

نماز ترک کرنا نہ پڑھنا گناہ ہے، جہنم میں جانے کا سبب ہے، لہذا نماز کو ہرگز نہ ترک کیا جائے،

اگر کسی نے تین جمعہ ترک کردیئے ہو تو وہ کافر نہ ہوگا ہاں نماز ترک کرنے کا گناہ اس کے اوپر ہوگا

امام اہلسنت فرماتے ہیں

جمہور علماء تارک نماز کو فاجر جانتے ہیں، مگر کافر نہیں کہتے جمہور جن میں ہمارے علماء بھی شافعی مالک اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بھی کی بھی رائے یہ ہے کہ کافر نہیں کہا جائے گا،،

فتاوی رضویہ جلد 5 صفحہ 107

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

کافر کو سجدے کے فائدے بتانا کیسا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں،
کسی کافر کو سجدے کے فائدے بتانا کیسا، اور وہ اس فائدے کی وجہ سے سجدے کرنے کا اس کا دل کرے تو، کیا حکم ہے اس بارے میں ذرا بتائیے آپ،،

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ وبرکاتہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب
کسی کافر کو سجدے کرنے کے فائدے نہ بتائیں جائیں ہاں اگر وہ بیمار ہو اور آپ ڈاکٹر ہے تو اتنا کہدے آپ زمین پر سر رکھوگے تو فائدہ ہو گا،،
سجدے کے فائدے آپ نے بتایا تو اس فائدہ کی وجہ سے وہ کافر سجدہ زیادہ سے زیادہ کرے گا اور ظاہر سے بات ہے کافر اللہ کو نہیں بلکہ اپنے معبودوں کو سجدہ کرتے ہے، تو اس وجہ سے وہ اپنے معبودوں کو زیادہ سجدہ کرے گا، لہذا اس کو صرف اتنا بتادیا جائے آپ بیمار ہو تو زمین پر سر رکھے، اس سے یہ فائدہ ہو گا

واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

بات بات پر فتووں سے گھر برباد ہو گا کہنا کیسا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں، کہ
جب تمہاری شادی ہو گی تو شیطان تمہیں ایک سبق پڑھائے گا،،
چلو بیوی کی اصلاح کرتے ہیں
بیوی کی اصلاح نہیں کی جاتی، اس سے عشق کیا جاتا ہے،
تم فتووں سے گھر چلاؤ گے تو اپنا گھر برباد کرو گے محبت سے گھر چلا کر دیکھو ہمیشہ آباد رہے گا. اگر کسی نے یہ کہا تو اس پر کیا حکم ہے،،،

و علیکم السلام و رحمۃ اللہ وبرکاتہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب
مذکورہ سوال میں گھر فتووں سے چلاؤ گے تو اپنا گھر برباد کرو گے یہ جملہ صحیح نہیں اس طرح کے جملے استعمال نہ کیا جائے،،
اگر اس کا مطلب فتووں کی توہین کرنا ہے، چونکہ فتوی حکم شرع ہوتا ہے اور حکم شرع کی توہین کفر ہے یا
یہ ہے خلاف شرع کام سے اس کو روکو گے بات بات پر اس کو کہو گے یہ حرام ہے، یہ ناجائز ہے، بار بار اس سے یہ کہو گے تو یہ کفر ہے، کی اس نے حرام کام سے روکنے اور اس پر اصلاح کرنے کو گھر برباد کرنے سے تعبیر کیا جو کی کفر ہے،،

توبہ کرے حرام کام اور خلاف شرع کام سے روکنے پر گھر برباد نہیں بلکہ گھر آباد ہوتا ہے،

اور اگر اس کا مطلب یہ ہے بار بار اس کو ٹوکا جائے اور یہ ٹوکنا دنیاوی کام پر ہو یا دینی کام پر یا کوئی اور کام ہو الغرض بار بار ٹوکوگے تو اس سے گھر برباد ہو گا،، اس جملہ پر کوئی حکم نہیں، لہذا قائل کی جو بھی ان میں سے نیت ہوگی اس پر اسی اعتبار سے حکم شرع نافذ ہوجائے گا

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

کافر لڑکی سے محبت کرنے پر کیا کافر ہو جائے گا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کسی کافر لڑکی سے محبت کی ہو تو کیا محبت کرنے والا کافر ہو جائے گا

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب
کسی کافر لڑکی سے صرف محبت کرتا ہے، تو یہ کافر نہ ہوگا،، ہا اگر کوئی کام اس کی محبت میں ایسا کیا جو کفر یا شرک ہو تو اس پر حکم کفر ہو گا اور اسے توبہ اور تجدید ایمان کرنا ہو گا،

بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی،، فقط
محبت کرنا اور اس بیچ جو تمام طرح کے معاملات پیدا ہوتے ہیں، یہ حرام ہیں جہنم میں لیکر جانے والے کام ہیں، ایسے کام سے توبہ کرے اور اللہ سے معافی طلب کرے

واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

کافر کے لیے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کرنا کیسا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

رہنمائی فرمائیں ہندو کے گھر قرآن خوانی کرنا جب قرآن خوانی جائز تو پھر برکت مغفرت کے لیئے دعا کا کیا حکم ہو گا

بینوو تواجرو۔۔۔ سائل فقیر احمد رضا عطاری

و علیکم السلام و رحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

کسی کافر کے لئیے ایصال ثواب کرنا یہ جانتے ہوئے کی یہ کافر ہے، ضرور کفر ہے، کہ اس نے کافر کو ثواب کا مستحق جانا اور یہ کثیر نصوص قطعیہ کے خلاف ہے، لیکن چونکہ یہ مسئلہ ضروریات دین سے نہیں ہے، اس لیے کافر کو ایصال ثواب کرنے والے کو قطعی طور پر کافر نہیں کہا جا سکتا، اس کی نظیر دعائیں مغفرت ہے.

علامہ مفتی شریف الحق رحمہ اللہ فتاوی شارح بخاری جلد 2 صفحہ 551 پر فرماتے ہیں

چونکہ یہ مسئلہ علماء کے درمیان مختلف فیہ ہے، کہ کافر کے لیے مغفرت دعا جائز ہے یا نہیں، علماء کی ایک جماعت نے کہا جائز ہے، دوسری جماعت نے فرمایا کفر ہے اور یہی صحیح ہے،،،

علامہ شامی فرماتے ہیں،

قد علمت ان الصحیح خلافه فادعاء به کفر لعدم جوازه عقلا ولا شرعا و لتکذیبه النصوص قطعته ,

رد المحتار ج 2 صفحہ 238،،

کافر کے لیے مغفرت کی دعاء اور ایصال ثواب کرنا ناجائز وحرام گناہ اور کرنے والا فاسق ضرور البتہ احتیاطاً کافر کہنے سے کف لسان کیا جائے گا،،

در مختار میں ہے،،

لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن او کان فی کفره خلاف ولا کان ذلک روایته ضعیته، ،

مگر چونکہ مذہب صحیح یہی ہے کہ یہ کفر ہے، اس لیے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کرنے والے کو توبہ تجدید ایمان نکاح کا حکم دیا جائے گا

واللہ اعلم بالصواب

علامہ دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

زنا کرنے سے کیا کافر ہو جاتا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کیا زنا کرنے والا کافر ہو جاتا ہے، زنا کرنے کی وجہ سے،،

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

زنا ایک بہت بڑا گناہ ہے، جہنم میں لیکر جانے والا کام ہے، زنا کرنے والو کو بہت شدید عذاب دیا جائے گا جیسا کی حدیث پاک میں وارد ہے،، مسلمان کو اس فعل بد سے دور رہنا چاہیے، البتہ اگر کسی نے زنا کیا تو اس سے اس کا ایمان نہیں جائے گا وہ کافر نہیں ہو گا

مسلم شریف میں روایت ہے،،

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ وَاصِلٍ الْأَحْدَبِ، عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَبَشَّرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ. قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ

معرور بن سوید نے کہا: میں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس جبرئیل آئے اور مجھے خوش خبری دی کہ آپ کی امت کا جو فرد اس حالت میں مرے گا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا، وہ جنت میں داخل ہو گا۔“ میں نے کہا: چاہے اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو۔“

صحیح مسلم حدیث نمبر 272

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

سادھو پنڈت سے جھاڑ پھونک کرانا کیسا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں، کسی کافر سادھو پنڈت سے جھاڑ پھونک کرانا کیسا ہے،،

و علیکم السلام و رحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

کسی کافر پنڈت سادھو سے جھاڑ پھونک کرانا ناجائز حرام ہے،، بلکہ کفر کی طرف لیکر جانے والا کام ہے،

ایک ایسے ہی سوال کے جواب میں مفتی شریف الحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہندو عموماً اپنے منترو میں معبدان باطل کی دہائی دیتے ہے، اس لیے کافر سے ہر گز ہر گز نہ کرائے حدیث میں ہے،، انا لا نستعین بمشرک،

مسلمان کو ہندوں کے منتر نہیں پڑھنا چاہئے کہ عموماً اس میں ان کے معبدان باطل کی دہائی ہوتی ہے،، اور یہ کفر ہے،

جو مسلمان ایسا منتر پڑھے گا وہ ایمان سے خارج ہو جائے گا اس پر توبہ تجدید ایمان نکاح لازم ہو گا

فتاوی شارح بخاری جلد 3 صفحہ 140،،

اور ایسا ہی جلد 2 صفحہ 419

فتاوی مرکز تربیت افتاء میں ہے

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا انبیاء سے گناہ ہو سکتا ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کیا انبیاء علیہم السلام سے گناہ سرزد ہو سکتے ہیں، یا نہیں، تو پھر آدم علیہ السلام کی طرف گناہ کی نسبت کیوں کی جاتی ہے،،

بنت مہرالدین چشتی

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں ان سے گناہ کا صدور نہیں ہوتا، اللہ قرآن پاک میں فرماتا ہے،

ان عبادی لیس لک علیہم سلطان

ترجمہ، اے ابلیس میرے خاص بندوں پر تیری دسترس نہیں، معلوم ہوا کی انبیاء تک شیطان کی پہنچ نہیں، اور نہ تو وہ انہیں گمراہ کر سکتا ہے، اور نہ انہیں بے راہ چلا سکے پھر گناہ کیونکر سرزد ہو،

صدر الشریعہ بہار شریعت جلد 1 صفحہ 38 پر فرماتے ہیں،

نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے، اور یہ عصمت نبی اور ملک کا خاصہ ہے، نبی اور فرشتوں کے سوا کوئی معصوم نہیں، عصمت انبیاء کے یہ معنی ہیں کہ ان کے لیے حفظ الہی کا وعدہ ہو لیا جس کے سبب ان سے صدور گناہ شرعاً محال ہے،،

امام تفتازانی فرماتے ہیں

الانبیاء علیہم السلام معصومون عن الکذب خصوصاً فیما یتعلق بامر الشراءع و تبلیغ الاحکام و ارشاد الامته

انبیا علیہم السلام گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں، خصوصاً شرعی معاملات میں تبلیغ احکام اور امت کی رہنمائی میں،،

(شرح العقائد)

حضرت آدم علیہ السلام کو شجر ممنوع کے جانے کو منع کیا تھا انہوں نے اس درخت سے کھایا، جس کی وجہ سے بعض لوگ گناہ کی نسبت حضرت آدم کی طرف کرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے،

حضرت آدم علیہ السلام نے اس نہی کو تنزیہہ پر محمول کیا یا وہ کھاتے وقت بھول گئے،

حضرت آدم علیہ السلام نے اجتہاد کیا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم کوئی جھوٹی نہیں کھا سکتا، اور انہوں نے یہ اجتہاد کیا کہ اللہ نے تنزیہا منع کیا ہے، یا انہوں نے یہ اجتہاد کیا اللہ نے خاص اس درخت سے،. منع فرمایا ہے، میں اس نوع کے کسی اور درخت سے کھا لیتا ہوں دونوں صورتوں میں ان کے اجتہاد کو خطاء لاحق ہوئی ، اور یہ بھول گئے اللہ نے اس نوع شجر سے منع کیا تھا، اور یہ واضح رہے، اجتہادی خطا اور نسیان عصمت کے منافی نہیں ہے، باقی رہا ان کا توبہ استغفار کرنا تو یہ ان کا کمال تواضع اور انکسار ہے جسے گناہ کہنا ہر گز جائز نہیں ہے،، اگر انبیاء سے معاذاللہ گناہ صادر ہو تو ان کی اتباع حرام ہوگی، حالانکہ ان کی اتباع کرنا واجب ہے

کیونکہ کی اللہ فرماتا ہے،

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی

آپ فرما دیں اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو، تو میری اتباع کرو،

(العمران 31)

اگر نبی سے گناہ کا صدور ہو تو انکو معاذاللہ ملامت کرنا جائز ہوگا، اور اس سے نبی کو ایذا ہوگی اور انبیاء کو ایذا دینا حرام ہے، اللہ فرماتا ہے،

ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرتہ

جو لوگ اللہ و رسول کو ایذا پہونچاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی لعنت ہے،

انبیاء لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں اگر وہ خود گناہ کریں، تو اللہ ان پر ناراض ہوگا، کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے،

کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون

اللہ کے نزدیک یہ بات سخت ناراضگی کی موجب ہے وہ بات کہو جو خود نہیں کرتے

اگر انبیاء سے معاذاللہ گناہ صادر ہو تو وہ مستحق عذاب ہوتے، کیونکہ. اللہ فرماتا ہے

و من یعص اللہ و رسولہ فان لہ نار جھنم خلدین فیھا ابدا. (جن 23)

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو لاریب اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا،،،،

اور امت کا اس پر اجماع ہے

انبیا جہنم سے محفوظ اور مامون ہیں اور ان کا مقام جنت خلد ہے

خلاصہ کلام یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں ان سے گناہ کا صدور نہیں ہوتا ،اور ان کی طرف گناہ کی نسبت کرنا ناجائز

و گمراہیت ہے

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

ماکان وما یکون کا انکار کرنا کیسا

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں
اگر کوئی شخص نبی علیہ السلام کے ماکان وما یکون علم کا انکار کرے تو
اس پر کیا حکم شرع ہے وہ گمراہ ہے یا کافر

سائل مصباح الدین

و علیکم السلام و رحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علم غیب حاصل ہے، وہ اللہ کی عطا سے ہے یعنی عطائی ہے، اللہ عزوجل انبیاء علیہم السلام کو علم غیب عطا فرماتا ہے، جیسا کی قرآن و حدیث سے یہ ثابت ہے،

اللہ کریم فرماتا ہے

ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء

اور اللہ کی یہ شان نہیں ہے کہ اے عام لوگوں تم کو غیب کا علم دے، ہاں وہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے

مشکاتہ باب المعجزات روایت ہے

فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیامۃ فاعلمنا احفظنا،

ہم کو تمام ان واقعات کی خبر دی جو قیامت ہونے والے ہیں، پس ہم میں بڑا عالم وہ ہے جو ان باتوں کا زیادہ حافظ ہے،،،

اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے نبی علیہ السلام کو ذرا بھی غیب نہیں ہے، تو ایسا انسان کافر ہے، کیوں کہ ایسا انسان اس قرآن کی آیات کا انکار کرتا ہے، جس میں سراحت کے ساتھ غیب کا علم عطا کیا جاتا ہے فرمایا،،

اور اگر کوئی شخص بعض مانتا ہے اور بعض کا انکار کرتا ہے یعنی ما کان وما یکون کا انکار کرتا ہے لیکن بعض علم غیب کی تصدیق کرتا ہے، تو ایسا شخص کافر تو دور گمراہ بھی نہیں ہے،

امام اہلسنت فرماتے ہیں،

ہاں اگر تمام خباثتوں سے پاک ہو اور علم غیب کثیر وافر بقدر مذکور پر ایمان رکھے اور عظمت کے ساتھ اس کا اقرار کرے صرف احاطہ جمیع ماکان وما یکون میں کلام کرے اور ان میں ادب وحرمت ملحوظ رکھے تو گمراہ نہیں صرف خطا پر ہے

فتاوی رضویہ جلد 6 صفحہ 541

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

کیا مختار ثقفی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا،

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کیا مختار ثقفی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا یا نہیں، مصباح الدین

و علیکم السلام و رحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

مختار ثقفی نے بہت ہی شاندار کام کیا تھا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو قتل کیا تھا لیکن بعد میں اس ملعون نے نبوت کا دعویٰ کردیا اور بولا میرے پاس وحی آتی ہے، اور مرتد ہوگیا، مختار کذاب کے بارے میں نبی کریم نے پہلے ہی خبر دے دی کہ وہ کذاب ہوگا

امام جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، حضرت عبداللہ بن زبیر کے کو دور میں مختار ثقفی ملعون نے نبوت کا دعویٰ کیا، جب آپ کو اس کے دعوے نبوت کی خبر ملی تو آپ نے اس کی سرکوبی کے لیے لشکر روانا فرمایا جو مختار پر غالب ہوا، اور ماہ رمضان 67 ہجری میں یہ بد بخت ملعون کذاب مارا گیا،

تاریخ الخفا مترجم صفحہ 215

مشکات شریف میں ہے

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فِي ثَقِيفٍ كَذَّابٌ وَمُبِيرٌ» قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عِصْمَةَ يُقَالُ:

الْكَذَّابُ هُوَ الْمُخْتَارُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ وَالْمُبِيرُ هُوَ الْحَجَّاجُ بْنُ يُوسُفَ وَقَالَ هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ: أَحْصَوْا مَا قَتَلَ الْحَجَّاجُ صَبْرًا فَبَلَغَ مِائَةَ أَلْفٍ وَعِشْرِينَ أَلْفًا. رَوَاهُ التِّرْمِذِيّ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ثقیف (قبیلے) میں ایک شخص کذاب اور ایک ظالم ہو گا۔“ عبداللہ بن عصمہ نے کہا: کذاب سے مراد مختار بن ابی عبید اور ظالم سے مراد حجاج بن یوسف ہے، ہشام بن حسان نے کہا: حجاج نے جن افراد کو باندھ کر قتل کیا ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تک پہنچتی ہے۔، رواہ الترمذی۔

مشکات حدیث 5993

ترمذی میں روایت ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُصْمٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِي ثَقِيفٍ كَذَّابٌ وَمُبِيرٌ، قَالَ أَبُو عِيسَى: يُقَالُ الْكَذَّابُ: الْمُخْتَارُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ، وَالْمُبِيرُ: الْحَجَّاجُ بْنُ يُوسُفَ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بنو ثقیف میں ایک جھوٹا اور ہلاک کرنے والا ہو گا“۔

امام ترمذی کہتے ہیں: کہا جاتا ہے کذاب اور جھوٹے سے مراد مختار بن ابی عبید ثقفی اور ہلاک کرنے والا سے مراد حجاج بن یوسف ہے

ترمذی حدیث 2220

شارح صحیح مسلم امام نووی فرماتے ہیں،

اتفقو علماء علی ان المراد بالکذب ھنا المختار بن ابی عبید و باالمبیر حجاج بن یوسف،

علماء کا اتفاق ہے، کہ یہاں کذاب سے مراد مختار بن ابی عبید اور مبیر سے مراد حجاج بن یوسف ہے

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ میزان الاعتدال میں تحت الترجمہ مختار بن ابو عبید ثقفی لکھتے ہیں، یہ کذاب ہے، ایسے شخص سے کوئی بھی روایت نقل کرنا جائز نہیں کیونکہ نہ یہ صرف خود گمراہ بلکہ دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا تھا، یہ کہتا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس پر نازل ہوتے تھے

خلاصہ کلام یہ ہے، مختار ثقفی نے نبوت کا دعویٰ کیا جس وجہ سے وہ مرتد ہے، اس کے نیک کام اس کو بچا نہیں سکتے

واللہ اعلم الصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

حضرت عمار کو باغی گروہ قتل کریگا کا مدلل جواب

السلامُ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نبی کریم ﷺ حضرت عمار کو باغی گروہ قتل کریں گا وہ اُنہیں (باغی گروہ کو) جنت کی طرف بلائے گے مگر وہ اُنہیں جہنّم کی طرف بلائے گا اور وہ باغی گروہ امیر معاویہ کا تھا

ایک تفضیلی یہ سنّیوں کو بہکا رہا ہے اِس کی کیا حقیقت ہے حضرت رہنمائی فرمائے :- سید راکب علی، امراوتی ضلع مہاراشٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

اس حدیث پاک میں جو باغی گروہ کی بات کہی گئ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں موجود خارجی گروہ کے وہ لوگ ہے،

جنہوں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، اس سے حضرت امیر معاویہ ہرگز مراد نہیں، اور نہ ہی انکا نام موجود ہے، اس طرح کے خارجی لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں بھی شامل تھے، تو باغی گروہ سے مراد وہ لوگ ہے، جو خارجی شامل تھے، اس لیے الزام نہ تو حضرت علی پر ہوگا اور نہ ہی حضرت معاویہ پر،، اگر بضد ہوکر یہی بولے، چونکہ قتل حضرت معاویہ کے گروہ نے قتل کیا ہے، تو الزام انہی پر ہوگا، تو پھر ہم کہیں گے حضرت علی کے لشکر میں موجود ایک شخص نے حضرت زبیر بن عوام کو قتل کردیا تھا، اور اس قتل کرنے والے کے لیے

جہنم کی خوشخبری نبی علیہ السلام نے پہلے ہی سنا دی تھی،، چونکہ وہ حضرت علی کے گروہ کا شخص تھا تو کیا اب، الزام حضرت علی پر ہو گا اور جو بات حضرت امیر معاویہ کے لیے کہی آپ نے تو کیا وہی بات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے بھی کہیں گے

حدیث یہ ہے،،

حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ عَاصِمٍ ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ ، قَالَ: اسْتَأْذَنَ ابْنُ جُرْمُوزٍ عَلَى عَلِيٍّ رضی اللہ عنه وَأَنَا عِنْدَهُ ، فَقَالَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنه : بَشِّرْ قَاتِلَ ابْنِ صَفِيَّةَ بِالنَّارِ ، ثُمَّ قَالَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنه : سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وآله وسلم يَقُولُ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ۔)) سَمِعْت سُفْيَانَ يَقُولُ: الْحَوَارِيُّ النَّاصِرُ۔

زر بن جیش سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ابن جرموز نے ان سے اندر آنے کی اجازت طلب کی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے یعنی سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے قاتل کو جہنم کی بشارت دے دو۔ اس کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔ امام سفیان نے کہا: حواری سے مراد مددگار ہے۔

مسند احمد حدیث 11701

حضرت زبیر بن عوام کو قتل کرنے والا یہ شخص حضرت علی کے لشکر میں موجود تھا تو کیا اس وجہ سے اب حضرت علی پر جہنمی ہونے کا الزام لگائیں گے،،

جس طرح حضرت علی پر کوئی الزام نہیں ہو گا، اسی طرح حضرت معاویہ پر بھی باغی ہونے کا کوئی الزام نہ ہو گا، الزام انہی باغی خارجیوں پر ہو گا جو اس میں شامل تھے

اگر بالفرض اس حدیث کے مطابق حضرت امیر معاویہ باغی تھیرے تو، پھر امام حسین اور حضرت حسن کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے، کیونکہ ان دونوں حضرات نے نہ صرف بیعت کی حضرت معاویہ سے بلکہ مسلمانوں. کا امیر بھی بنا دیا،

کیا حضرت حسن و حسین ایک باغی جہنمی کی بیعت کر سکتے ہیں اور انہیں سلطنت دے سکتے ہیں،، کیا یہ حدیث حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ تھی، جو حضرت مع اویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کرلی،، اس حدیث کا مفہوم یہ دونوں حضرات زیادہ بہتر سمجھتے تھے، جو ان سے بیعت کی، یا پھر یہ شیعہ تفضیلی زیادہ بہتر جانتے ہیں،،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا بیٹا مسلمانوں کے دو گروہ میں صلاح کروائے گا، تو پھر گروہ باغی کیسے ہو سکتا ہے،، اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ باغی گروہ سے صلاح کیوں کریں گے،،

حضرت امیر معاویہ کا مطالبہ کوئی حکومت حاصل کرنے یا خلیفہ بننے کا نا تھا بلکہ ان کا مطالبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے اس کا قصاص لیا جائے یہ آپ کا مطالبہ تھا

امام ذہبی رحمۃ اللہ نے تاریخ اسلام میں لکھا ہے،، حضرت معاویہ سے معلوم کیا گیا آپ حضرت علی سے خلافت کے معاملے میں اتنا تنازعہ کیوں کرتے ہیں،، آپ نے جواب دیا حضرت علی مجھ سے افضل ہیں، خلافت کے زیادہ حقدار ہے،
میں یہ چاہتا ہوں حضرت عثمان جو کے میرے چچازاد بھائی ہے، ان کو ظلما قتل کردیا گیا، میں یہ چاہتا ہوں حضرت علی ان قاتلوں کو میرے حوالے کردے،،،

خلاصہ کلام یہ ہے، باغی گروہ سے وہ خارجی مراد ہیں جو دونوں لشکر میں موجود تھے، اور الزام بھی انہی لوگوں پر ہیں، نہ کے حضرت علی یا حضرت امیر معاویہ پر

واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور ﷺ کی جسم مبارک نور ہے یا نہیں

اس موضوع پر دلائل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں تو بڑی مہربانی ہوگی (قاری سہیل احمد نعمانی آسامی)

و علیکم السلام و رحمۃ اللہ الجواب ھو الھادی الی الصواب

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا نور ہیں، اور تمام مخلوق حضور کے نور سے ہیں، نبی علیہ السلام کے نور ہونے پر قرآنی آیات احادیث طیبہ علماء دین کے اقوال گواہ ہیں،

اللہ عزوجل قرآن پاک میں فرماتا ہے،

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ (سورہ مائدہ)

بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا اور روشن کتاب،

ایک اور مقام پر اللہ فرماتا ہے.

مثل نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ (سورہ نور)

رب کے نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ایسی ہے، جیسے ایک طاق جس میں چراغ ہے،وہ چراغ ایک فانوس میں ہے، وہ فانوس گویا ایک چمکتا ہوا تارا ہے،،

پہلی آیات میں نو سے مراد نبی علیہ السلام ہیں، اور دوسری آیت میں بھی نور سے مراد نبی علیہ السلام ہیں، پہلی آیت ہم نے جو ذکر کی اس آیت کے ماتحت تفسیر جلالین میں،

،ھو نور النبی صلی اللہ علیہ وسلم، نور سے مراد نبی علیہ السلام ہیں1
تفسیر صاوی میں اسی آیت کے ماتحت ہے،،

قوله هو النبی ای سمی نور لانه ینور البصائر ولیهدیها

الرشاد ولانه اصل کل نور حسی و معنوی۔۔۔

رب نے اس آیت میں حضور کو نور اس لیے فرمایا حضور بصارتوں
کو نورانی کرتے ہیں اور کامیابی کی طرف ہدایت دیتے ہیں اور
حضور حسی اور معنوی نور کی اصل ہیں،،
اور جو ہم نے دوسری آیت ذکر کی اس کے ماتحت تفسیر خازن
میں ہے،

وقیل قد آتی هذاالتمثیل نور محمد صل الله علیه

وسلم .قال ابن عباس بکعب الاخبار اخیونی عن قوله

تعالیٰ مثل نوره قال کعب هذا مثل ضربه الله لنبیه صلی

الله علیه وسلم .

حضرت عبداللہ ابن عباس نے حضرت کعب سے اس آیت نور
کے بارے میں پوچھا تو حضرت کعب نے فرمایا اللہ نے یہ مثال
اپنے نبی علیہ السلام کی دی ہے،،
ان آیات اور اس کی تفسیر سے معلوم ہوا قرآن پاک نے. نبی
علیہ السلام کو نور کہا ہے،،
اس کے علاوہ بھی آیت مبارکہ ہیں جو نبی علیہ السلام کے نور
ہونے پر دلالت کرتی ہیں،،

نبی علیہ السلام رب کا نور ہے، اس پر بے شمار احادیث طیبہ بھی
وارد ہیں
مثلاً نبی علیہ السلام کے نور سے اندھیرے میں سیدہ عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہ کی سوئی کا مل جانا، نبی کریم کا سایا مبارک
زمین پر نہ ہونا اس طرح کی تمام احادیث مبارکہ نبی علیہ
السلام کے نور ہونے پر دلالت کرتی ہیں

واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

میں مسلمان ہوں یا نہیں اللہ و رسول جانے، کہنا کیسا

کیافرماتے ہیں علماء کرام کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کسی مسلمان کو تکلیف پہنچانے والا مسلمان نہیں ہے اور یہ حضور نے فرمایا ہے اور اگر کوئی شخص اس سے پوچھے کہ آپ نے کسی مسلمان کو تکلیف پہنچایا ہے تو کہتا ہے ہاں پہنچایا ہے تو پھر آپ مسلمان ہو یا نہیں اس کے جواب میں کہتا ہے اللہ جل جلالہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانے جواب دیکر عند اللہ ماجور ہوں

الجواب -السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

تکلیف پہنچانے والا مومن نہیں، اس روایت کا مطلب یہ نہیں ہے، کہ وہ کافر ہے، بلکہ وہ کامل درجہ کے مومن نہیں ہے، مذکور سوال میں جس سے معلوم کیا گیا آپ مسلمان ہو یا نہیں، اس نے جواب میں کہا اللہ و رسول جانے،، اگر اس کی مراد یہ ہے، کامل مسلمان میں ہوں یا نہیں اللہ و رسول جانے جب تو اس پر کوئی حکم نہیں،، اور اگر نفس ایمان کے بارے میں یہ مراد ہو میں ایمان والا ہوں یا نہیں، اللہ و رسول جانے،، تو اس توبہ اور تجدیدِ ایمان نکاح والا ہو تو نکاح لازم ہے،، چونکہ اللہ و رسول اور ضروریات دین کا زبان سے اقرار کرنا اور دل سے تصدیق کرنا ضروری ہے،، جو زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق نہ کرے وہ مومن مسلمان نہیں ہے،،

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

کیا جانور کے اندر روح ہوتی ہے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں انسانوں کے اندر روح ہوتی ہے؟ کیا جانوروں کے اندر بھی روح ہوتی ہے یا جان ہوتی ہے کسی نے کہا کہ جانوروں کے اندر روح نہیں ہوتی ان کے اندر جان ہوتی ہے

سائل -عبد الوحید عطاری

و علیکم السلام و رحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

انسانوں کے اندر اور جانوروں کے اندر بھی روح ہوتی ہے، البتہ جانوروں کی ارواح کے متعلق علماء کا اختلاف ہے، راجح قول کے مطابق جانوروں کی ارواح ہوا میں معلق رہتی ہیں، یا اللہ کو جہاں منظور ہو وہاں معلق رہتی ہیں،، جیسا کی علامہ آلوسی رحمتہ اللہ علیہ نے روح المعانی میں اس آیت مبارکہ کے تحت لکھا ہے،،

یسئلونک عن الرح،،الایتہ،،،

ثم ان ارواح سائر الحیوانات من البھائم و نحوھا قیل تکون بعد المفارقتہ فی الھواء ولا اتصال لھا بالا بدان

روح المعانی پارہ 15

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

نبی علیہ السلام کا نام پاک سن کر انگوٹھے چومنا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر انگوٹھوں کو چومنا کیسا اس حوالے سے ہمارے علماء کی کیا رائے ہے حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں - جنید احمد عطاری اسام
و علیکم السلام و رحمۃ اللہ وبرکاتہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد سن کر چومنا جائز مستحب ہے، بزرگوں کا طریقہ ہے،خود صحابی رسول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے چومنا ثابت ہے،، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک سن کر چومنا برکت اور فضیلت کا سبب ہے،،
امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں،،
لما سمع قول المؤذن اشھد ان محمدا رسول اللہ، قال ھاذا و قبل باطن الانملتین السبابتین و مسح علی عینہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم من فعل مثل ما فعل خلیلی فقد حلت لہ شفاعتی،
جب مؤذن کو کہتا ہو سنا اشھد ان محمدا رسول اللہ، تو انہونے یہی کہا اور اپنی انگشتان شہادت چوم کر آنکھوں پر لگایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے اس پیارے دوست کی طرح کریگا میری شفاعت اس کے لیے حلال ہو گئ،،

امام سخاوی مزید فرماتے ہیں،،

من قال حین یسمع المؤذن یقول اشھد ان محمدا رسول اللہ مرحبا بحبیبی و قرتہ عینی محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم و یقول ابھامیہ و یجعلھما علی عینہ لم یعم ولم یرمد،،

جو کوئ مؤذن سے نبی علیہ السلام کا نام سنیں اور یہ کہے قرتہ عینی محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے اس کی آنکھیں نہیں دکھیں گی نہیں،،

مزید فرماتے جو نام محمد چوم کر آنکھوں پر لگائے،،لم یعم ولم یرمد وہ کبھی اندھا نہ ہوگا اور نہ آنکھیں دکھیں گی(مقاصد الحسنہ حدیث نمبر 1021)

علامہ شامی رد المحتار شرح در مختار میں فرماتے ہیں

کذا فی کنز العباد قھستانی و نحوہ فی الفتاوی صوفیہ و فی کتاب الفردوس، من قبل ظفری ابھامیہ عند سماع اشھد ان محمدا رسول اللہ فی الاذان انا قائدہ و مدخلہ فی صفوف الجنتہ و تمامہ فی حواشی البحر للرملی،،

ایسا ہی کنز العباد قھستانی میں اور اسی کی مثل فتاوی صوفیہ میں ہے، اور کتاب الفردوس میں ہے، جو شخص اذان میں نبی علیہ السلام کا نام سنکر اپنے انگوٹوں کو چوم کر آنکھوں پر لگائے اس کے متعلق نبی کریم نے فرمایا میں اس کا قائد بنونگا اور اس کو جنت کی صفوں میں داخل کراؤں گا اس کی پور بحث بحر کے حواشی رملی میں، ہے،

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

کیا نبی علیہ السلام نبوت سے پہلے لکھنا پڑھنا جانتے تھے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
علماء و مفتیان اکرام کی بارگاہ میں ایک سوال عرض ہے کیا حضور صلی اللہ علیہ و سلم قبل نبوّت پڑھنا لکھنا جانتے تھے ؟- سہیل اشرفی راجستھان

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے بعد لکھنا پڑھنا جانتے تھے، یہ تو درست ہے، جن لوگوں نے نبوت کے بعد کی بھی نفی کی ہے،، ہم اس پر کلام نہیں کریں گے اور نہ ہی ان کا جواب دینا مقصود ہے، اصل سوال کا جواب جو طلب کیا گیا ہے، اس کی طرف میں آتا ہوں،، نبی علیہ السلام کا ایک لقب امی ہے، جس کے کئ معنی ہیں میں صرف دو کو ذکر کرتا ہوں، امی کا ایک معنی ہے، جو پڑھا لکھا نہ ہو،

اور دوسرا معنی ہیں، جو مکہ. مکرمہ کا رہنانے والا ہو،، ہمارے نزدیک امی کا یہی دوسرا معنی مراد صحیح ہے،، کیونکہ کہ، نبی علیہ السلام نبوت سے قبل بھی لکھنا پڑھنا جانتے تھے، یہ الگ بات ہے، آپ اس میں مشغول نہیں رہے، کیونکہ اس دور میں مکہ مکرمہ میں پڑھے لکھے لوگ بہت کم ہوا کرتے تھے، اور ان پڑ کے سامنے لکھنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے، جیسا کی ہمارے یہاں کہا جاتا ہے، جو انپڑ ہو اس کے لیے کہا جاتا ہے، کالا اکسر بھینس برابر،، نبی علیہ السلام نبوت سے پہلے لکھنا پڑھنا جانتے تھے ،اس کی دلیل یہ ہے،،.

نبی علیہ السلام 8 سال کی عمر سے ابو طالب کی کفالت میں رہے ہیں یعنی نبی علیہ السلام کی تعلیم تربیت ابو طالب نے ہی کی ہے،
یہاتک کے تجارت کی بھی تربیت کی اور 12 سال کی عمر میں ملک شام کو اپنے ساتھ لیکر گئے تجارت کی غرض سے،
چونکہ ابو طالب لکھنا پڑھنا جانتے تھے، جیسا کی ان کے اشعار سے ظاہر ہوتا ہے، جب قحط پڑا تھا اور نبی علیہ السلام کو کھانے کعبہ میں لیکر گئے اور بارش ہونے لگی، اس وقت آپ نے نبی علیہ السلام کی شان میں ایک قصیدہ پڑھا

و ابیض یستقی الغمام شمائل اللتیامی و عصمتہ للارامل

اس قصیدہ کے 80 اشعار ہے، ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں ابو طالب نے اس قصیدہ کو بعثت کے بعد لکھا ہے، اس سے صاف ظاہر ہوجاتا ہے، ابو طالب لکھنا پڑھنا جانتے تھے، نیز نبی علیہ السلام کے نکاح کے وقت ولولہ خیز جو خطبہ پڑھا اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے، ابو طالب پڑھے لکھے انسان تھے، چونکہ نبی کریم کی پرورش ابو طالب نے کی ہے، تو آپ علیہ السلام کو لکھنا پڑھنا بھی سکھایا ہوگا قرین قیاس یہی ہے، جب بچپن میں ہی ملک شام ساتھ لیجاکر تجارت کی تربیت دیتے ہو تو ظاہر بات، لکھنا پڑھنا بھی سکھایا ہوگا، کیونکہ تجارت میں لکھائی پڑھائی کا کام ہوتا ہے،،
نبی علیہ السلام لکھنا پڑھنا جانتے تھے نبوت سے قبل اس پر قرآن پاک کی یہ آیت کریمہ بھی دال ہے،

وَ قَالُوْۤا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِیَ تُمْلٰى عَلَیْهِ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا

اور بولے اگلوں کی کہانیاں ہیں جو انہوں نے لکھ لی ہیں تو وہ ان پر صبح و شام پڑھی جاتی ہیں ،الفرقان آیت 5

اس آیت مبارکہ میں فرمایا گیا ہے،، کفار بولے یہ اگلوں کی کہانیاں ہے، جو انہونے لکھلی ہے،،

اس آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے، نبی کریم لکھانا جانتے تھے، اور یہ بات کفار کے علم میں تھی، تبھی تو کفار نے کہا یہ انہونے لکھ لی ہے، اگر نبی علیہ السلام. نبوت سے قبل لکھنا نہیں جانتے تھے اور یہ بات کفار کو بھی معلوم ہو، یہ لکھنا نہیں جانتے، پھر بھی ایسا کہے اپنے پاس سے لکھ لی ہے، ایسا نہیں ہو سکتا، کفار کو معلوم بھی ہو یہ لکھنا جانتے نہیں پھر بھی کہے اپنے پاس سے لکھلی ہے، اگر نبی علیہ السلام لکھنا نہیں جانتے اور یہ بات کفار کو معلوم بھی ہو تو، کفار اس طرح کہتے، یہ اگلوں کی کہانیاں ہے، جو انہونے لکھوالی ہے،، کفار کا یہ کہنا لکھ لی ہیں ، صاف ظاہر کرتا ہے، نبی علیہ السلام لکھنا جانتے تھے چونکہ تقریباً 53 سال مکہ میں رہے تو کفار کو یہ. معلوم تھا، یہ لکھنا پڑھنا جانتے ہیں،، تبھی انہوں نے کہا،، انہوں نے لکھ لی ہیں،، چونکہ یہ سورہ بھی مکی ہے، اور مکہ والے یہ جانتے تھے، نبی علیہ السلام کو لکھنا آتا ہے، تبھی انہوں نے ایسا، کہا، اگر نبی لکھنا نہیں جانتے تو کفار کو تعجب ہوتا کہ انہونے یہ کیسے لکھدیا جبکہ یہ جانتے نہیں لکھنا، یا پھر یہ کہتے آپ. نے لکھوایا ہے، نہ تو انہوں نے تعجب کا اظہار کیا اور نہ ہی کہا لکھوایا ہے، بلکہ کہا انہونے لکھ لی ہے،اور یہ جو بعض نے کہا ہے نہ نبوت سے پہلے اور نہ ہی نبوت کے بعد لکھنا جانتے تھے، اور دلیل میں یہ آیت لاتے ہیں

سورۃ العنکبوت 48

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾

اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل ضرور شک لاتے

اس آیت سے ان کا استدلال کرنا صحیح نہیں، اس آیات اس بات کی نفی نہیں ہے، کی آپ لکھنا اور پڑھنا نہیں جانتے تھے بلکہ، اس کہا گیا ہے، لکھتے اور پڑھتے نہیں تھے، نفی ہونا الگ بات ہے لکھنا پڑھنا نہیں آیا الگ بات ہے،

اس آیت مبارکہ کا مطلب یہ نہیں لکھنا پڑھنا نہیں آتا تھا، بلکہ نبی علیہ السلام کے پاس کوئی اور دوسری اللہ کی کتاب نہیں تھی جس کو آپ پڑھتے یا لکھتے، جب قرآن پاک اللہ نے آپ علیہ السلام کو عطا کردیا تو لکھا بھی اور پڑھا بھی،، لہذا جن حضرات نے اس آیت کو دلیل بنا کر قبل نبوت اور بعد نبوت لکھنے پڑھنے کی نفی کی ہے، ان کا استدلال اس آیت سے صحیح نہیں،،، اعتراض،، تمام علماء نے لکھا ہے، بعد نبوت لکھنا پڑھنا یہ معجزہ ہے، اگر آپ کی تحقیق کو قبول کیا جائے تو ان علماء نے جو کہا یہ معجزہ ہے، بعد نبوت لکھنا پڑھنا، اور کسی سے نہ سیکھنا، تو اس پر اعتراض لازم آئے گا،،

جواب دونوں قول میں اس طرح تطبیق کی جاسکتی ہے،، قبل نبوت لکھنا پڑھنا جو سیکھا اپنے، اس وقت کے لکھنے پڑھنے میں مہارت حاصل نہ تھی، لیکن بعد نبوت اللہ نے آپکی زبان مبارک اور ہاتھ مبارک پر مہارت کے ساتھ لکھنا پڑھنا جاری فرما دیا،،، اس طرح دونوں قول میں تعرض ختم ہو جائے گا

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

طبری نے حضرت امیر معاویہ پر لعنت کیوں بھیجی

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت اس مسئلہ میں کہ امام طبری نے حضرت امیر معاویہ پر لعنت ہو لکھا ہے اس بارے میں رہنمائی فرمائے ،،،مصباح الدین

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

ابن جریر طبری شیعہ سنی کے درمیان متنازع شخصیت ہے، طبری کا جھکاؤ شیعہ کی طرف تھا، طبری کا بھانجا خود اپنے ان اشعار میں فخریہ انداز میں ذکر کرتا ہے،،

بامل مولدی و بنو جریر فاخوالی و یحکی المرء خاله فها

انا رافضی عن کلا له

(الکنی والا لقاب جلد اول)

ترجمہ مقام مل میری جائے پیدائش ہے, اور جریر کے بیٹے میرے ماموں ہیے، اور ادمی اپنے ماموں کے مشابہ ہوتا ہے،ہاں ہاں میں جدی پشتی شیعہ ہوں،،اور میرے سوا شیعہ کہلانے والا جدی پشتی نہیں بلکہ دور کا شیعہ ہے،، اس شعر میں خود اقرار کیا ہے ابن جریج طبری شیعہ ہے،،،،اس لیے جو بات طبری کی عقائد اہلسنت کے موافق ہوں گے ،

اس کو تو ہم قبول کرسکتے ہے، لیکن اگر طبری کی کوئی بات عقائد اہلسنت کے خلاف ہوگی اس کو ہم قبول نہیں کریں گے،، لہٰذا جس روایت کے تعلق سے اپنے سوال کیا یے،

طبری نے دو جگہ سیدنا امیر معاویہ پر لعنت بھیجی ہے، میں ایک مقام کا ذکر کرتا ہوں ،، طبری 13 جلد میں اس طرح لکھتے ہے،،
و قد روی نوفل بن معاویہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم و توفی نوفل بالمدینۃ فی خلافۃ یزید بن معاویہ لعنھما اللہ،،،
ترجمہ ،،نوفل بن معاویہ نے نبی علیہ السلام سے روایت حدیث کی ہے، اور یہ نوفل مدینہ منورہ میں، یزید بن معاویہ
(،ان دونوں پر لعنت ہو)، کی خلافت کے دوران فوت ہوا،،
اس میں طبری نے سیدنا امیر معاویہ پر لعنت کی ہے، اور یہ عقیدہ اور فعل ہرگز کسی سنی کا نہیں ہو سکتا، اس سے بھی طبری کی شیعیت ظاہر ہوتی ہے،،اس کے علاوہ اور جگہ۔ طبری میں ہی سیدنا امیر معاویہ پر لعنت بھیجی ہے،،

تاریخ طبری میں طبری نے ایسی روایات بھی ذکر کی ہے، جو اہلسنت کے عقائد کے خلاف ہے، ان ہی روایات کو شیعہ سنیوں کو دکھاکر گمراہ کرنا چاہتے ہیں

اوپر مذکورہ روایات بھی اسی کا حصہ ہے، طبری میں ایک اور روایت موجود ہے، جس میں حضرت عمر آگ لیکر حضرت عائشہ کے گھر کو جلانے کے لیے گئے کسی نے کہا یہاں حضرت فاطمہ بھی ہیں ،

تو جواب دیا ہوا ہو،،اور یہ سب اس وجہ سے کیا کچھ لوگوں نے حضرت ابو بکر کی خلافت بیعت کا انکار کیا تھا،، یہ روایت بھی اہلسنت کے عقائد کے خلاف ہے،اور اس سے بھی طبری کی شیعیت ظاہر ہو رہی ہے،، نیز طبری شیعہ حضرات کے لیے حدیث گھڑھتا تھا،،

لسان المیزان اور میزان اعتدال میں ہے۔۔

احمد ابن علی السلیمانی الحافظ فقال کان یضع للروافض

ترجمہ حافظ احمد بن علی سلیمانی کہتے ہیں، کہ ابن جریر رافضیوں کے لیے حدیث گھڑا کرتا تھا،،

البدایہ و النہایہ میں ہے طبری کو 86 سال کی عمر میں انتقال ہوا،اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں ہونے دیا گیا، حنبلی لوگوں نے اسے شیعہ کی طرف منسوب کیا، طبری کو ان کے گھر میں دفن کیا گیا،،

اسی البدایہ و النہایہ میں ہے،،

طبری وضو کے دوران پاؤں کے مسح کا قول کیا کرتا تھا یعنی پاؤں کو دھویا نہ جائے،،یہ بات اس کی بہت مشہور تھی،

انہ کان یقول بجواز مسح القدمین فی الوضوء و انہ لا یجب غسلھما وقد اشتھر عنہ ھذا۔۔

اس کا ترجمہ وہی ہے جو اوپر ہم نے ذکر کیا کی پاؤں کا مسح کا قول کیا کرتا تھا،،

شیعہ سنی میں جہاں عقائد کا اختلاف ہے ،،وہی اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے،اہلسنت وضو میں پاؤں دھونے کے قائل ہے، اور شیعہ مسح کرنے کے قائل ہے،،،

اور ابن جریر طبری فرماتے ہیں

ابن جریر طبری نے تفسیر طبری جلد 2 میں لکھا ہے،

ہمارے نزدیک پاؤں کا مسح کرنا صحیح ہے ،اللہ نے پاؤں کو دھونے کا نہیں بلکہ مسح کرنے کا حکم دیا ہے،،

ان سب دلائل سے واضح ہو جاتا ہے ابن جریر طبری کا میلان شیعہ کی طرف تھا، لہذا طبر کی اگر کوئی بات عقائد اہلسنت کے خلاف ہوگی تو اس کو ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا سوال میں جس روایت کے تعلق سے پوچھا وہ اہلسنت کے عقائد کے خلاف ہے، اس لیے اس کو ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

روٹی نہیں جلی یہ روایت کیسی ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کے بعد عرض ہے ایک روایت یہ پیش کی جاتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے روٹی لگائی تو ویسی کی ویسی رہ گئی اس کے بارے کیا فرماتے ہیں اور وہ روایت بھیج بھی دیں

جزاک اللہ خیرا-لیاقت عطاری

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

مذکورہ روایت کبھی حضرت فاطمہ تو کبھی حضرت عائشہ کے تعلق سے بیان ہوتی ہے،

کہ اپ روٹی بنا رہی تھی تو نبی علیہ السلام نے بھی روٹی ڈالی لیکن روٹی کو آگ نے جلایا نہیں ،اس روایت کو بعض تو بخاری کے حوالہ سے بھی ذکر کر دیتے ہے کہ بخاری میں ہے یہ روایت ، اس روایت کو کافی تلاش کیا گیا لیکن یہ روایت نہیں ملی، ہاں

خطبات فقیر صفحہ 92 پر یہ روایت ہے ،لیکن وہاں بھی حوالہ نہیں ہے،، البتہ ایسی روایت بیان نہ کی جائے، اس کے بجائے دوسری روایت بیان کی جائے، جس کو محدثین نے روایت کیا ہے، جس روایت میں نبی علیہ السلام کا رومال نہ جلنے کا ذکر ہے،،

تاریخ بغداد ، شواہد النبوتہ
اور حافظ نعیم نے بھی اس کو ذکر کیا ہے،

"وأخبرنا الحسن حدثنا عبد الرحمن حدثنا أبو عمير الإنسي بمصر حدثنا دينار مولى أنس قال: صنع أنس لأصحابه طعامًا فلما طعموا قال: يا جارية هاتي المنديل، فجاءت بمنديل درن فقال: اسجري التنور واطرحيه فيه ففعلت، فأبيض فسألناه عنه، فقال: إن هذا كان للنبي صلى الله عليه وسلم، وإن النار لاتحرق شيئًا مسته أيدي الأنبياء"

والله اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

کیا حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دانت توڑ ڈالے تھے

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں یہ روایت بیان کی جاتی ہے، حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دانت توڑ ڈالے تھے، اس کا مدلل جواب عطا فرمائے

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

عوام میں یہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا کہ جنگ احد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہو گئے ہیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تمام دانتوں کو شہید کر دیا پھر آپ کو حلوہ بنا کر کھلایا گیا اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیئے کیلے (ایک مشہور پھل) کو پیدا فرمایا تاکہ آپ کو کھانے میں تکلیف نہ ہو۔

یہ واقعہ کئی لوگوں کو اس طرح یاد ہے جیسے مانو انہیں پانی میں گھول کر پلا دیا گیا ہو اور شعبان کا مہینہ آتے ہی وہ اسے اگلنا شروع کر دیتے ہیں

لیکن سچ یہ ہے کہ اس واقعے کی کوئی حقیقت نہیں ہے

کچھ علمائے اہل سنت نے اس واقعے کو تحریر فرمایا ہے لیکن وہ قابل قبول نہیں ہے کیونکہ نہ تو اس کی کوئی سند ہے

اور نہ کوئی معتبر مآخذ ، چنانچہ فیض ملت ، حضرت علامہ مفتی فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے والے دانت غزوہ احد میں شہید ہوئے اور جب یہ خبر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی تو ایک روایت کے مطابق آپ نے اپنے سامنے والے چاروں دانت نکال دیئے اور کتب سیرت و تاریخ کی مشہور روایت میں ہے کہ یہ خبر سننے پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دانت اپنے آپ جھڑ گئے۔

(فتاوی اویسیہ، جلد1، صفحہ نمبر288)

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں جو یہ عوام میں مشہور ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عشق رسول میں اپنے دانتوں کو شہید کر دیا، سراسر جھوٹ اور افترا ہے اور جاہلوں کا گڑھا ہوا ہے،

اگرچہ بعض تذکرہ کی کتابوں میں اس کا ذکر ملتا ہے لیکن وہ بے دینوں کی ملاوٹ ہے، اس کا ثبوت کسی مستند اور محفوظ کتاب سے نہیں ملتا بلکہ جس طرح یہ واقعہ نقلاً ثابت نہیں اسی طرح عقلاً بھی قابل تسلیم نہیں ہے

(1) نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کوئی بھی دانت مکمل طور پر شہید نہیں ہوا تھا بلکہ سامنے والے دانت شریف کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا جدا ہوا تھا جس سے نور کے موتیوں کی لڑی میں ایک عجیب حسن کا اضافہ ہوا تھا، جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے

آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے دانت ٹوٹنے کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ جڑ سے اکھڑ گیا ہو اور وہاں رخنہ پیدا ہو گیا ہو بلکہ ایک ٹکڑا شریف جدا ہوا تھا

حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے داہنی کے نیچے کی چوکڑی کے ایک دانت شریف کا ایک ٹکڑا ٹوٹا تھا، یہ دانت (مکمل) شہید نہ ہوا تھا۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، جلد8، صفحہ نمبر105، چشتی)

خیال رہے کہ آج تک اکثر دنیا یہی سمجھتی رہی ہے کہ سامنے کے اوپر کے دانت شریف کو کچھ ہوا حالانکہ حقیقت یہی ہے جو ہم نے بیان کی؛ نیچے کے دانت شریف کا مسئلہ ہے اور یہی بات ہمارے مستند محققین علماء نے لکھی ہے۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کا کوئی دانت مکمل شہید نہیں ہوا تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے یہ بات جوڑنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟

جب بنیاد ہی ثابت نہیں تو اس پر محل کیسے تعمیر ہو سکتا ہے؟

خیال رہے کہ حضرت علامہ مفتی فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعے پر ایک رسالہ لکھا ہے جس میں ایک غلطی تو یہ ہے کہ اس میں لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے کے چار دانت شہید ہوئے تھے یعنی جڑ سے نکل گئے تھے لہذا اس رسالے کی تحقیق درست نہیں ہے۔

(2) نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا وہ کافروں کی طرف سے تھا نہ کہ آپ نے خود کیا تھا تو سوال اٹھتا ہے کہ دانت توڑنا کافروں کی سنت ہے یا نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کی ؟

اسی جنگ احد میں کافروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرہ انور کو زخمی کیا اور سر مبارک پر بھی زخم لگائے اور اسی طرح مکہ مکرمہ میں نماز کی حالت میں آپ پر اوجھڑی ڈالی گئی تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہ سارے کام اپنے ساتھ کیوں نہ کیئے ؟ اس لیے کہ ایک تو یہ جہالت شمار ہوگا اور دوسرا خلاف شرع بھی۔

جو لوگ اس واقعے کی تائید کرتے ہیں انہیں ہم دعوت دیتے ہیں کہ تم بھی اپنے دانتوں کے ساتھ ایسا کرو کیونکہ تمھارے نزدیک یہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی سنت ہے اور صرف حضرت اویس قرنی کی تخصیص کیوں ، جتنے بھی انبیاء علیہم السّلام ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء اللہ علیہم الرّحمہ کے ساتھ ایسے معاملات ہوئے ویسا ہی انہیں بھی اپنے ساتھ کرنا چاہیئے۔

یہ واقعہ سب سے پہلے صرف "تذکرۃ الاولیاء" میں ملتا ہے جس کے مصنف شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ رافضیوں کے علاقے میں رہتے تھے اور ان کی کتب رافضیوں کے ظلم و زیادتی کا شکار رہی ، ایسے میں ان روایات پر اعتماد کر لینے کے بجائے اہل تحقیق اس کی چھان بین کرنا اپنا فریضہ سمجھتے ہیں

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ کا اپنے دانت شہید کرنے کا واقعہ جسے شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تذکرۃ الاولیاء میں بغیر کسی سند اور معتبر ماخذ کے درج کیا ہے ، جس سے صرف شیعہ حضرات اپنا الو سیدھا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے ماتم پر بطور دلیل پیش کرتے ہیں حالانکہ یہ روایت ائمہ محدثین علیہم الرّحمہ کے نزدیک موضوع روایات کی لمبی فہرست میں شامل ہے اور ۔ پھر جو کیلے (مشہور پھل) کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ خاص آپ کے لیئے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ، اس سے پہلے دنیا میں اس پھل کا نام و نشان نہ تھا ، بالکل غلط ہے کیونکہ تمام کتابوں میں جہاں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غذا کا ذکر ہے وہاں واضح طور پر لکھا ہے کہ آپ کی غذا روٹی اور کھجور تھی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ بغیر دانت کے ان کو کھانا مشکل ہے ۔

اب ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر تشریف لائے تو اپنے ساتھ عجوہ کھجور ، لیموں اور کیلا لائے ۔

محترم قارئین کرام : اب ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر دلائل کی رو سے دیکھا جائے تو اس واقعے کی کوئی حقیقت ہی نہیں ہے اس کو سب سے پہلے "تذکرۃ الاولیاء" میں فخر الدین العطار المتوفی 607 ہجری نے نقل کیا ہے جو کہ ایک سنی عالم تھے، انہوں نے بغیر سند کے اسے نقل کیا ہے

ثم قال لهما: أنتما محبّي محمد، فهل كسرتم شيأً من أسنانكم كما كسر سنه عليه السلام؟ قالا: لا. فقال: إني قد كسرت بعض أسناني موافقةً له".

ترجمہ: پھر اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے کہا کہ کیا تم محمد ﷺ کے محب ہو؟

کیا تم نے اپنے دانت توڑے جیسے کہ ان کے دانت ٹوٹے تھے؟ دونوں نے کہا: نہیں۔ پھر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنے کچھ دانتوں کو توڑا تھا جیسا کہ نبی ﷺ کے دانت ٹوٹے تھے۔ (تذکرۃ الأولیاء،)

اس کے علاوہ، علی بن ابراہیم حلبی نے "السیرۃ الحلبیۃ" میں علامہ شعرانی کی "الطبقات الکبری" سے نقل کیا ہے:

"وقد روی ... قال: واللہ ما کسرت رباعیته صلی اللہ علیه وسلم حتی کسرت رباعیتي، ولا شج وجهه حتی شج وجچهي ولا وطئ ظهره حتی وطئ ظهري. هكذا رأيت هذا الكلام في بعض المؤلفات، والله أعلم بالحال هذا كلامه"

ترجمہ: اور مروی ہے کہ ۔۔۔ اویس قرنی رحمہ اللہ نے کہا کہ میں اپنے دانت توڑوں گا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کا دانت ٹوٹا۔ اور میں اپنے چہرے کو چوٹ پہنچاؤں گا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کے چہرے کو چوٹ پہنچی۔ اور میں اپنی کمر پر قدم رکھواؤں گا

جیسے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی کمر پر قدم رکھے۔ (مصنف فرماتے ہیں) میں نے اس روایت کو اس طرح سے بعض کتب میں دیکھا ہے اور اللہ جل جلالہ بہتر جانتا ہے اس کا حال (کہ یہ بات ٹھیک ہے یا نہیں)

علی بن ابراہیم حلبی نے مزید اس پر کلام کیا:

''ولم أقف على أنه عليه الصلاة والسلام وطىء ظهره في غزوة أحد''.

ترجمہ: میں نے یہ بات کہیں بھی نہیں پائی کہ نبی پاک کی کمر مبارک پر قدم رکھے ہوں لوگوں نے غزوہ احد میں۔

(السيرة الحلبية،)

ملا علی بن سلطان القاری نے اپنی کتاب ''المعدن العدني في فضل أويس القرني'' میں نقل کیا ہے:

''اعلم أن ما اشتهر على ألسنة العامة من أن أويساً قلع جميع أسنانه لشدة أحزانه حين سمع أن سنّ النبي صلى الله عليه وسلم أصيب يوم أحد ولم يعرف خصوص أي سن كان بوجه معتمد. فلا أصلَ له عند العلماء مع أنه مخالف للشريعة الغراء، ولذا لم يفعله أحد من الصحابة الكبراء على أن فعله هذا عبث لا يصدر إلا عن السفهاء''.

ترجمہ: جان لو کہ لوگوں کی جانب سے جو مشہور کیا جاتا ہے کہ اویس قرنی نے اپنے تمام دانت توڑ دیے تھے رسول اللہ ﷺ کے دندان کے ٹوٹنے کے غم میں؛ کیوں کہ انہیں متعین طور پر معلوم نہیں تھا کہ آپ ﷺ کا کون سا دانت ٹوٹا ہے (تو سارے توڑ دیے)۔ علماء کے نزدیک اس بات کی کوئی بنیاد نہیں، اور یہ خلافِ شریعت ہے۔

اس ہی وجہ سے بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ میں سے (جو اعلیٰ درجے کے عاشق تھے) کسی نے بھی ایسا نہ کیا؛ کیوں کہ یہ ایک عبث فعل ہے اور نادان لوگوں سے ہی صادر ہو سکتا ہے۔

(المعدن العدنی فی فصل اویس قرنی)

شارح بخاری مفتی شریف الحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت جھوٹ ہے غلط ہے کہ حضرت اویس قرنی نے اپنے دانتوں کو توڑ دیا تھا اور انہیں کھانے کے لیے کسی نے حلوہ دیا تھا

(فتاویٰ شارح بخاری جلد 2 صفحہ 114)

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

کیا حیلہ کرنا ناجائز ہے

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں، علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں - حیلہ شرعی کا ثبوت کہاں سے ہے، غیر مقلیدین حیلہ کو ناجائز بتا رہے ہیں ،اس کا مدلل اور تفصیلی جواب عطا فرمائے ،،

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

جائز کام کے لیے شرعی حیلہ کیا جائے تو حیلہ کرنا جائز ہے،،۔ حیلہ کا جواز قران حدیث سے ثابت ہے،، اللہ عزوجل قرآن پاک میں فرماتا یے،،

سورۃ ص

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾

اور فرمایا کہ اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اس سے مار دے اور قسم نہ توڑ بے شک ہم نے اسے صابر پایا کیا اچھا بندہ بیشک وہ بہت رجوع لانے والا ہے ،،،،

حضرت ایوب علیہ السلام کسی وجہ سے اپنی زوجہ سے ناراض ہو گئے اور یہ قسم کھائی کہ وہ صحت یاب ہو جایں گے تو سو کوڑے اپنی بیوی کو ماریں گے صحت یاب ہونے کے بعد اپ کو یہ پریشانی ہوئی اگر وہ قسم پوری کرتے ہے، تو خدمت گزار بیوی کو تکلیف پہنچے گے،،

تب انکو حکم ہوا قسم نہ توڑے تنکو کی جھاڑو لیکر انکو ماریں ،اور قسم نہ توڑے،، اس آیت سے بھی حیلہ کے جواز کا ثبوت ملتا ہے
حیلہ کے جواز کی دوسری دلیل یہ ہے،، حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بھائی بنیامن کو اپنے پاس رکھنا چاہتے تھے،، تو ان کے کارندے نے شاہی پیمانہ بنیامن کے سامان میں رکھ دیا،، اور اس ملک کو قانون یہ تھا، جس کے پاس مال مسروقہ برآمد ہو اس شخص کو بطور سزا اس ملک کے مالک کے حوالہ کردیا جاتا تھا،
سو جب شاہی پیمانہ بنیامن کے سامان سے برآمد ہوا تو ،بنیامن کو یوسف علیہ السلام کے حوالہ کردیا گیا،،
اللہ عزوجل قران کریم میں فرماتا ہے

سورۃ یوسف آیت 76

فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿٧٦﴾

تو اول ان کی خُرجیوں سے تلاشی شروع کی اپنے بھائی کی خُرجی سے پہلے پھر اسے اپنے بھائی کی خرجی سے نکال لیا ہم نے یوسف کو یہی تدبیر بتائی بادشاہی قانون میں اسے نہیں پہنچتا تھا کہ اپنے بھائی کو لے لے مگر یہ کہ خدا چاہے ہم جسے چاہیں درجوں بلند کریں اور ہر علم والے اوپر ایک علم والا ہے،،،،

حیلہ کے جواز پر ان احادیث سے استدلال کیا گیا ہے،

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَّهُ اشْتَكَى رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتَّى أُضْنِيَ، فَعَادَ جِلْدَةً عَلَى عَظْمٍ فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ جَارِيَةٌ لِبَعْضِهِمْ فَهَشَّ لَهَا فَوَقَعَ عَلَيْهَا، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ رِجَالُ قَوْمِهِ يَعُودُونَهُ أَخْبَرَهُمْ بِذَلِكَ، وَقَالَ: اسْتَفْتُوا لِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي قَدْ وَقَعْتُ عَلَى جَارِيَةٍ دَخَلَتْ عَلَيَّ، فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالُوا: مَا رَأَيْنَا بِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ مِنَ الضُّرِّ مِثْلَ الَّذِي هُوَ بِهِ لَوْ حَمَلْنَاهُ إِلَيْكَ لَتَفَسَّخَتْ عِظَامُهُ مَا هُوَ إِلَّا جِلْدٌ عَلَى عَظْمٍ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْخُذُوا لَهُ مِائَةَ شِمْرَاخٍ فَيَضْرِبُوهُ بِهَا ضَرْبَةً وَاحِدَةً .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ انصاری صحابہ نے انہیں بتایا کہ انصاریوں میں کا ایک آدمی بیمار ہوا وہ اتنا کمزور ہو گیا کہ صرف ہڈی اور چمڑا باقی رہ گیا، اس کے پاس انہیں میں سے کسی کی ایک لونڈی آئی تو وہ اسے پسند آ گئی اور وہ اس سے جماع کر بیٹھا، پھر جب اس کی قوم کے لوگ اس کی عیادت کرنے آئے تو انہیں اس کی خبر دی، اور کہا میرے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھو، کیونکہ میں نے ایک لونڈی سے صحبت کر لی

ہے، جو میرے پاس آئی تھی، چنانچہ انہوں نے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، اور کہا: ہم نے تو اتنا بیمار اور ناتواں کسی کو نہیں دیکھا جتنا وہ ہے، اگر ہم اسے لے کر آپ کے پاس آئیں تو اس کی ہڈیاں جدا ہو جائیں، وہ صرف ہڈی اور چمڑے کا ڈھانچہ ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ درخت کی سو ٹہنیاں لیں، اور اس سے اسے ایک بار مار دیں۔

ابو داود 4472

اس حدیث میں حیلہ کے ذریعہ سزا کو پورا کیا گیا ہے،،،،،،

بخاری میں روایت ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ : أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ ، فَقِيلَ : تُصُدِّقَ عَلَى بَرِيرَةَ ، قَالَ : هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ گوشت پیش کیا گیا اور یہ بتایا گیا کہ یہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو کسی نے بطور صدقہ کے دیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ان کے لیے یہ صدقہ ہے اور ہمارے لیے (جب ان کے یہاں سے پہنچا تو) ہدیہ ہے۔“

صحیح بخاری 2577۔

ایک اور روایت بخاری میں ہے،،

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ، قَالَ : حَدَّثَنِي مَالِكٌ ، عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَى خَيْبَرَ ، فَجَاءَهُ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هَكَذَا ، فَقَالَ : لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ ، إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هَذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ ، فَقَالَ : لَا تَفْعَلْ ، بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ، ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا ،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی (سواد بن غزیہ رضی اللہ عنہ) کو خیبر کا عامل مقرر کیا۔ وہ وہاں سے عمدہ قسم کی کھجوریں لائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں، اللہ کی قسم یا رسول اللہ! ہم اس طرح کی ایک صاع کھجور (اس سے خراب) دو یا تین صاع کھجور کے بدلے میں ان سے لے لیتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح نہ کیا کرو' بلکہ (اگر اچھی کھجور لانی ہو تو) ردی کھجور پہلے درہم کے بدلے بیچ ڈالا کرو' پھر ان دراہم سے اچھی کھجور خرید لیا کرو۔ صحیح بخاری 4244

اس حدیث میں سود سے بچنے کا حیلہ بتایا گیا

واللہ اعلم بالصواب　　دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

نبی علیہ السلام کل کی بات جانتے ہے، جو کہے اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ- کیا فرماتے ہیں، علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں ،،جو یہ کہے نبی کریم کل کی بات جانتے ہیں، تو اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا،،۔ تو کیا نبی کریم غیب نہیں جانتے تھے،،

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

نبی علیہ السلام کو اللہ عزوجل نے علم غیب عطا فرمایا تھا ،اور نبی غیب جانتے تھے،،اپنے جو ذکر کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کے، تعلق سے ،،کہ و من زعم انہ یعلم ما فی غد فقد اعظم الفریتہ علی اللہ،،، اس سے مراد بالذات نہ جانتے تھے ،ورنہ صدہا حدیث قرانی ایات کی مخالفت لازم آئے گی ،نبی علیہ السلام نے،قیامت کی دجال کی امام مہدی کی اور حوض کوثر کی شفاعت کی بلکہ مولیٰ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی ،جنگ بدر ہونے سے پہلے کفار کے قتل کی اور جگاہ قتل کی خبر دی،،نیز حضرت صدیقہ رضی اللہ عنھا کے فرمان کے ظاہری معنٰی کیے جائیں ، تو مخالفین کے بھی تو خلاف ہے، کہ وہ بھی بہت سے غیب کا علم مانتے ہیں اور اس قول میں بلکل نفی ہے، ،،خلاصہ کلام یہ ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کا یہ قول بالذات نہیں جانتے تھے ،یعنی اپ اپنی ذات سے نہیں جانتے تھے، بلکہ اللہ نے اپکو عطا کیا ، تو اپ جانتے تھے

واللہ اعلم بالصواب- دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

اللہ کو شیدائے محمد کہنا کیسا

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں،"امتی کیا خود خدا ہے شیدا ہے تمہارا اقا لے لو سلام ہمارا" یہ شعر پڑھنا کیسا،،

وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

مذکورہ شعر پڑھنا جائز نہیں ہے،اس شعر میں اللہ عزوجل کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شیدا کہا گیا ہے، اور اللہ کو شیدا کہنا جائز نہیں ،شیدا کا معنی ہے "اشفتہ فریفتہ مجنون اور عشق میں ڈوبا ہوا ہے"، اس میں سے کسی معنی کا انتساب ذات باری کی طرف ہر طرف ہر گز درست نہیں اللہ عزوجل ان تمام باتوں سے منزہ مبرا ہے ، اس لیے یہ شعر پڑھنا ناجائز و گناہ ہے،

شارح بخاری علامہ مفتی شریف الحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں،

اللہ کو فدائے محمد کہنا کفر ہے،

فدا کا معنی ہے اپنی جان دیکر کسی کو بچانا اللہ کریم حی قیوم ہے اس کے لیے موت نہیں اور شیدائے محمد کہنا بھی جائز نہیں کے اس میں معنی سوء کا احتمال ہے شیدا کا معنی ہے اشفتہ فریفتہ مجنون عشق میں ڈوبا ہوا عاشق ہے، اللہ ان تمام باتو سے منزہ ہے

فتاوی شارح بخاری جلد 1 صفحہ 141

واللہ اعلم بالصواب -

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

اللہ ہمیں بھول جائے گا کہنا کیسا

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں ، کوئی شخص یہ کہے ، دنیا ہمیں بھول جائے گی اللہ تعالی بھی ہمیں بھول جائے گا اس شخص کا یہ جملہ کہنا کیسا ہے،

وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

اللہ بھی ہمیں بھول جائے گا یہ جملہ کفر ہے،

اللہ کی طرف بھولنے کی نسبت کرنا کفر ہے اللہ عزوجل بھولنے سے پاک ہے،

ایسے کہنا والا توبہ تجدید ایمان نکاح کرے،،،

لیکن یہ جملہ کہنے والے کی تکفیر نہیں کی جائے گی ، چونکہ بھولنا چھوڑنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، قران پاک کی سورہ توبہ ایت 67 میں ارشاد باری ہے،

نسوا اللہ فنسیھم ...

وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے اللہ نے انکو چھوڑ دیا،،،

یہاں بھولنا چھوڑنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے،

لہذا ،توبہ تجدید ایمان کا حکم تو ہوگا، لیکن اس کی تکفیر نہ ہوگی،

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

تقلید کسے کہتے ہے،

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں، کہ تقلید کے کیا معنی ہے ، اور تقلید کسے کہتے ہے،،

وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

تقلید کے دو معنی ہیں، ایک لغوی ، اور ایک شرعی، لغوی معنی ہیں، قلادہ در گردن بستن ، گلے میں ہار یا پٹہ ڈالنا،،

تقلدی کے شرعی معنی یہ ہیں، کسی کے قول و فعل کو اپنے پر لازم شرعی جاننا یہ سمجھ کر کے اس کا کلام اس کا کام ہمارے لیۓ حجت ہے، کیونکہ یہ شرعی محقق ہے، جیسا کی ہم مسائل شرعی میں ، امام اعظم رحمہ اللہ کا قول و فعل اپنے لیے دلیل سمجھتے ہیں، اور دلائل شرعیہ میں نظر نہیں کرتے ،،،

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

التقلید ھو قبول قول بلا حجتہ۔۔

مسلم الثبوت میں ہے،

التقلید العمل بقول الغیر من غیر حجتہ،،

ان کا ترجمہ وہی ہے، جو اوپر ہم ذکر کر ائے ہے،
حاشیہ حسمای باب متابعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں شرح مختصر المنار سے نقل کیا ،اور یہ عبارت نور الانوار بحث تقلید میں بھی ہے،

التقلید اتباع الرجل غیرہ فیما سمعه یقول او فی فعله

علی زعم انه محق بلا نظر فی الدلیل۔۔

یعنی ، تقلید کا معنی ہے، کسی شخص کا اپنے غیر کی اطاعت کرنا اس میں جو اسکو کہتے ہوئے یا کرتے ہوئے سن لے یا سمجھ کر کہ وہ اہل تحقیق میں سے ہے بغیر دلیل میں نظر کیئے ہوئے ،،
اس تعریف سے یہ بھی معلوم ہو گیا نبی علیہ السلام کی اطاعت کرنے کو تقلید نہیں کہ سکتے ، کیونکہ آپ کا ہر قول و فعل دلیل شرعی ہے تقلید میں ہوتا ہے دلیل شرعی کو نہ دیکھنا ، لہذا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کہلایں گے نہ کے مقلد ،اسی طرح صحابہ کرام و ائمہ دین نبی علیہ السلام کے امتی ہیں نہ کے مقلد ،،

واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

اللہ جہنم نہ بناتا لوگ علی کی محبت پر جمع ہو جاتے تو

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں، کے یہ روایت کیسی ہے،لوگ علی کی محبت پر جمع ہو جاتے تو اللہ جہنم نہ بناتا،_علی قادری

وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

یہ روایت اس طرح بیان کی جاتی ہے،

لو اجتمع الناس علی حب علی لما خلق اللہ النار ابدا

لوگ اگر علی کی محبت پر جمع ہو جاتے تو اللہ کبھی جہنم نہ بناتا،،

یہ روایت موضوع ہے شیعہ کی بنائی ہوئی ہے،

اللہ عزوجل قرآن پاک کی: سورۃ ص آیت 85 میں فرماتا ہے،

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَ مِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ

بیشک میں ضرور جہنم بھر دوں گا تجھ سے اور ان میں سے جتنے تیری پیروی کریں گے سب سے

ایک اور مقام پر فرماتا ہے،: سورۃ السجدۃ ایت 13

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ﴿۱۳﴾

اور اگر ہم چاہتے ہر جان کو اس کی ہدایت فرماتے مگر میری بات قرار پا چکی کہ ضرور جہنم کو بھر دوں گا ان جِنوں اور آدمیوں سب سے

ایک اور جگہ فرماتا ہے،

: سورۃ الکھف ایت -102

اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ نُزُلًا

تو کیا کافر یہ سمجھتے ہیں کہ میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی بنا لیں گے بیشک ہم نے کافروں کی مہمانی کو جہنم تیار کر رکھی ہے،

ایک اور جگہ ارشاد باری ہے،

: سورۃ ھود ایت 119

اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّکَ ؕ وَلِذٰلِکَ خَلَقَهُمْ ؕ وَتَمَّتْ کَلِمَةُ رَبِّکَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

مگر جن پر تمہارے رب نے رحم کیا اور لوگ اسی لیے بنائے ہیں اور تمہارے رب کی بات پوری ہو بیشک ضرور جہنم بھر دوں گا جنوں اور آدمیوں کو ملا کر

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

کیا مجتہد پر تقلید واجب نہیں ہے،

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ -کیا فرماتے ہیں، علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں، کیا مجتہد پر تقلید کرنا واجب نہیں ہے،

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

مکلف مسلمان دو طرح کے ہیں، ایک مجتہد دوسرا غیر مجتہد ،،مجتہد وہ ہے، جن میں اس قدر علمی لیاقت اور قابلیت ہو کہ قرآنی اشارات سمجھ سکے اور کلام کے مقصد کو پہچان سکے اس سے مسائل نکال سکے، ناسخ منسوخ پورا علم رکھتا ہو، علم صرف و نحو و بلاغت وغیرہ میں اس کو پوری مہارت حاصل ہو، احکام کی تمام ایات اور احادیث پر اس کی نظر ہو، اس کے علاوہ ذکی ہو، خوش فہم ہو ،، جو اس درجہ پر نہ پہنچا ہو وہ غیر مجتہد مقلد ہے غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے ،رہا مجتہد تو اس کو تقلید کرنا منع ہے، اسی لیے تبع تابعین کے دور سے لیکر اج تک جتنے مسلمان ہوئے سب مقلد تھے، ان میں اجلہ اوکیاء کرام بھی وئے اور علمائے ذوی الافہام بھی ،مثلا امام رازی ، امام غزالی ، امام بخاری، امام ترمذی، امام ابو داود ، سرکار غوث اعظم سرکار غریب نواز ، و غیرہم ، یہ بزرگان دین جن پر امت کو ناز ہے، یہ بھی باں علم جلال کسی نہ کسی امام کے مقلد تھے،،

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

نبی کریم کو غیب کا علم تھا تو زہر الود گوست کیوں کھایا،،

السلام علیکم و رحمت اللہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں، خیبر میں نبی کریم کو زہر الود گوشت دیا گیا، اور آپ نے اس گوشت کو کھایا بھی، اس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے نبی کریم غیب نہیں جانتے تھے، جواب عنایت فرمائے،

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب
اس وقت نبی علیہ السلام کو اس بات کا علم تھا اس میں زہر ہے، اور یہ بھی خبر تھی زہر ہم پر بحکم خدا اثر نہ کرے گا ،اور اس کا بھی علم تھا رب تعالی کی مرضی یہی تھی ہم اسے کھالیں ، تاکہ بوقت وفات اس کا اثر لوٹے اور ہم کو شہادت کی وفات عطا فرمائی جائے ، راضی برضا تھے

واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

اللہ کو گاڈ کہنا کیسا ہے؟

السلام علیکم و رحمتہ اللہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں،، کہ اللہ کو گاڈ کہنا کیسا ہے،،-سگ رضا،،

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

اللہ عزوجل کو اللہ عزوجل کو جو نام ہے انہی سے یاد کیا جائے تو بہتر ہے،،،

علامہ مفتی شریف الحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں،

گاڈ انگریزی لفظ ہے اس کے معنی محافظ کے ہے ان کے عرف میں خدا کو گاڈ کہتے ہے، اس لحاظ سے اللہ عزوجل کو گاڈ کہنے میں کوئی حرج نہیں،

لیکن یہاں ایک خاص بات یہ ہے کے گاد کہنا انگریزوں کا عرف ہے،اگر کوئی کسی اجنبی کے سامنے کہے گاڈ نے چاہا یہ کام ہو جائے گا تو سامنے والا اس کو عیسائی سمجھے گا،، اس لیے مسلمان گاڈ کہنے سے احتراز کریں،،

فتاوی شارح بخاری جلد 1 صفحہ 173

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

نون وتیج کھانا کیا گناہ ہے گوشت کے حلال ہونے کا ثبوت کہاں سے ہے،

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں، کہ نون وتیج اگر نہ کھایا جائے تو کیا گناہ ہے، اور گوشت کے حلال ہونے کا ثبوت کہاں سے ہے،

وعلیکم السلام وحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

نان وتیج ہو یا وتیج ہو، یہ انسان کے کھانے کے لیے ہی اللہ کریم نے پیدا فرمایا ہے، اس کا حلال ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے، اگر کوئی وتیج ہی کھاتا ہو نان وتیج نہ کھائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اسی طرح اگر کوئی وتیج کھاتا ہو، نان وتیج نہ کھاتا ہو، تو بھی گناہ نہیں۔ ہاں اگر اس وجہ سے نہ کھاتا ہے نان وتیج کے اس کا کھانا گناہ ہے، یا اس کا کھانا جائز نہیں ہے، تو ضرور گناہگار ہے، کے اللہ نے جس کو حلال کردیا انسان اس کو حرام نہیں کر سکتا، اللہ عزوجل قرآن پاک میں فرماتا ہے،

سورۃ المائدۃ آیت 87 :

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ

اے ایمان والو! حرام نہ ٹھہراؤ وہ ستھری چیزیں کہ اللہ نے تمہارے لیے حلال کیں اور حد سے نہ بڑھو ، بیشک حد سے بڑھنے والے اللہ کو ناپسند ہیں ،

بعض لوگ گائے کا گشت حرام بتاتے ہیں یہ ان کی جہالت ہے گوشت نہ کھانا الگ بات ہے، لیکن اس کو ناجائز حرام کہنا گناہ ہے،

امام اہلسنت الملفوظ میں فرماتے ہیں

گائے کا گوشت بیشک حلال ہے اور نہایت ہے گب پرور اور کچھ چیزوں میں تو بکرے و بکری کے گوشت سے زیادہ بخش ہے بہت سے گوشت کے شوکین اسے پسند کرتے ہیں اور بکری کے گوشت کو بیمار کی خوراک کہتے ہیں،

اس کی قربانی کا خاص قرآن پاک میں ارشاد ہے، خود نبی علیہ السلام نے ازواج مطہرات کی طرف سے فرمائی،،،۔ گوشت اگرچہ حلال ضرور ہے اس کے فائدے بھی بہت ہے لیکن اس کے استعمال میں اعتدال اپنایا جائے کیوں کہ کسی بھی چیز کا حد سے زیادہ استعمال نقصان کا سبب بن جاتا ہے،

گوشت ایک بہت عمدہ کھانا ہے نبی علیہ السلام بھی کھانے میں گوشت کا استعمال کیا کرتے تھے ،،

مشکاتہ شریف میں ہے

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ: أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزٍ وَلَحْمٍ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَكَلَ وَأَكَلْنَا مَعَهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَلَمْ نَزِدْ عَلَى أَنْ مَسَحْنَا أَيْدِيَنَا بِالْحَصْبَاءِ. رَوَاهُ ابْن مَاجَه

حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ آپ کی خدمت میں روٹی اور گوشت پیش کیا گیا تو آپ نے تناول فرمایا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ کھایا، پھر آپ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی ۔ ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی ، اور ہم نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا کہ ہم نے کنکریوں کے ساتھ اپنے ہاتھ صاف کر لیے ۔ ، رواہ ابن ماجہ ۔

مشکاۃ حدیث نمبر 4213

ابن ماجہ میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ. حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ. أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْعَائِشَةَ. قَالَتْ: لَقَدْ كُنَّا نَرْفَعُ الْكُرَاعَ فَيَأْكُلُهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ مِنَ الْأَضَاحِيِّ.

ہم لوگ قربانی کے گوشت میں سے پائے اکٹھا کر کے رکھ دیتے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ روز کے بعد انہیں کھایا کرتے تھے

ابن ماجہ حدیث نمبر 3313

ان احادیث کے علاوہ بخاری مسلم اور تمام کتب حدیث میں ملتا ہے نبی علیہ السلام گوشت کھایا کرتے تھے،

خلاصہ کلام یہ ہے، اگر کوئی گوشت نہیں کھاتا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے، ہاں اگر اس کو حرام یا ناجائز کہے تو ضرور گناہ گار ہے

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

معاویہ کا پیٹ نہ بھرے اعتراض کا جواب

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ حضرت امیر معاویہ کو نبی کریم نے بد دعاء دی اس کا پیٹ کبھی نہ بھرے،
کیا ایسی کوئی حدیث ہے، اور کیا یہ صحیح ہے کی بد دعاء دی تھی

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

یہ غلط ہے جھوٹ ہے، کہ نبی کریم نے بد دعاء دی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو، اس بات کا جھوٹ ہونا اس بات سے ہی ثابت ہو جاتا ہے،

نبی علیہ السلام کو گالیاں دینے والے پتھر مارنے والوں کو کبھی بد دعاء نہ دی تو حضرت معاویہ کو بلا قصور بد دعاء کیوں دیں گے،،
جس روایت کا ذکر کیا گیا وہ یہ ہے،،،

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ الْقَصَّابِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَارَيْتُ خَلْفَ بَابٍ قَالَ فَجَاءَ فَحَطَأَنِي حَطْأَةً وَقَالَ اذْهَبْ وَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ هُوَ يَأْكُلُ قَالَ ثُمَّ قَالَ لِيَ اذْهَبْ فَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ قَالَ فَجِئْتُ فَقُلْتُ هُوَ يَأْكُلُ فَقَالَ لَا أَشْبَعَ اللَّهُ بَطْنَهُ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى قُلْتُ لِأُمَيَّةَ مَا حَطَأَنِي قَالَ قَفَدَنِي قَفْدَةً

محمد بن مثنیٰ عنزی اور ابن بشار نے ہمیں حدیث بیان کی ۔ ۔ الفاظ ابن مثنیٰ کے ہیں ۔ ۔ دونوں نے کہا: ہمیں امیہ بن خالد نے حدیث بیان کی ، انہوں نے کہا: ہمیں شعبہ نے ابوحمزہ قصاب سے حدیث بیان کی ، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ، کہا: میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ، میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا ، کہا: آپ آئے اور میرے دونوں شانوں کے درمیان اپنے کھلے ہاتھ سے ہلکی سی ضرب لگائی (مقصود پیار کا اظہار تھا) اور فرمایا: جاؤ ، میرے لیے معاویہ کو بلا لاؤ۔ میں نے آپ سے آ کر کہا: وہ کھانا کھا رہے ہیں ۔ آپ نے دوبارہ مجھ سے فرمایا: جاؤ ، معاویہ کو بلا لاؤ۔ میں نے پھر آ کر کہا: وہ کھانا کھا رہے ہیں، تو آپ نے فرمایا: اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے ۔

صیح مسلم حدیث نمبر 6626

اس روایت میں ہے اللہ معاویہ کا پیٹ نہ بھرے_ ان الفاظ سے بد دعاء دینا مراد نہیں ہے، چونکہ کھانا دیر تک کھانا نہ تو شرعی جرم ہے اور نہ ہی قانونی جرم ہے، اور بھر سیدنا ابن عباس نے حضرت معاویہ سے یہ کہا بھی نہیں کی اپ کو نبی علیہ السلام بلا رہے ہے، صرف دیکھ کر واپس ائے اور واقعہ عرض کر دیا پھر حضرت معاویہ کا یہ فعل نہ خطا ہے ، اور نبی کریم یہ بد دعاء دیں یہ نا ممکن ہے، اتنا غور کرنے سے ہی اعتراض ختم ہو جاتا ہے،

محاورے عرب میں اس قسم کے الفاظ پیار و محبت کے موقع پر بولے
جاتے ہیں، ان سے بد دعاء مقصود نہیں ہوتی
اللہ عزوجل فرماتا ہے،
: سورۃ الاحزاب ایت 72

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا

بیشک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو
انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور
انسان نے اٹھا لی، بیک انسان ظالم و جاہل ہے،------
انسان نے امانت الہیہ کا وہ بوجھ اٹھایا جسے آسمان زمین پہاڑ نہ اٹھا
سکے اور رب نے انسان کو جاہل و ظالم کا خطاب دیا۔ معلوم ہوا
یہاں یہ کلمات غضب کے لیے نہیں بلکہ کرم کے لیے ارشاد ہوئے
ہیں۔ نبی کریم نے حضرت بو ذر کو ایک سوال کے جواب میں
فرمایا، علی رغم انفی ابی ذر،، ابو ذر کی ناک خاک الود ہو جائے،، کسی
سے فرمایا، تجھے تیری ماں رودے، کسی سے فرمایا یا قاتلہ اللہ اسے خدا
غارت کرے، اپنی ایک زوجہ مطہرہ کے متعلق جب حج میں پتہ لگا
کہ انہیں ایام مخصوص آگئے ہے، وہ طواف وداع نہیں کر سکتی تو
فرمایا،،،
عقری حلقی منڈی باندھ وغیرہ ان سب موقع ہر اظہار پیار ہے نہ کی
بد دعاء،،، جیسا کی ہمارے یہاں بھی پیار میں بول دیتے ہے

پاگل، بیوقوف وغیرہ الفاظ بولتے ہے، ۔۔ اور اگر یہ مان بھی لیا بھی جائے نبی علیہ السلام نے حضرت معاویہ کو بد دعاء دی تھی تو بھی یہ دعاء حضرت معاویہ کو دعاء بنکر لگی۔ اسی دعاء کا نتیجہ یہ ہوا اللہ نے حضرت معاویہ کو اتنا بھرا اتنا مال دولت دیا کہ انہوں نے سنیکڑوں کا پیٹ بھر دیا۔،، ایک ایک شخص کو بات بات پر لاکھ روپیہ انعام میں دیا،،۔

کیونکہ نبی علیہ السلام نے اللہ سے یہ عید لے لیا تھا، کہ جب بھی میں کسی مسلمان کو لعنت یا بد دعاء کردوں تو اسے رحمت اجر پاکی کا ذریعہ بنا دینا،،،

مسلم شریف میں ہے،،

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ سَالِمٍ مَوْلَى النَّصْرِيِّينَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنَّمَا مُحَمَّدٌ بَشَرٌ يَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ وَإِنِّي قَدْ اتَّخَذْتُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَنْ تُخْلِفَنِيهِ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ آذَيْتُهُ أَوْ سَبَبْتُهُ أَوْ جَلَدْتُهُ فَاجْعَلْهَا لَهُ كَفَّارَةً وَقُرْبَةً تُقَرِّبُهُ بِهَا إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

نصریوں کے آزاد کردہ غلام سالم نے کہا: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا، کہہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ (دعاء کرتے ہوئے) فرمار ہے تھے: اے اللہ! محمد ایک بشر ہی ہے، جس طرح ایک بشر کو غصہ آتا ہے، اسے بھی غصہ آتا ہے اور میں تیرے حضور ایک وعدہ لیتا ہوں جس میں تو میرے ساتھ ہر گز خلاف ورزی نہیں فرمائے گا کہ جس مومن کو بھی میں نے تکلیف پہنچائی، اسے برا بھلا کہا یا کوڑے سے مارا تو اس سب کچھ کو اس کے لیے گناہوں کا کفارہ بنا دینا اور ایسی قربت میں بدل دینا جس کے ذریعے سے قیامت کے دن تو اسے اپنا قرب عطا فرمائے۔

صحیح مسلم حدیث نمبر 6622

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

جب سب تقدیر میں لکھا ہوا ہے تو دعاء کیوں کرتے ہے،

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں ، جب ہر چیز تقدیر میں لکھی جا چکی ہے ۔ تو دعائیں کیوں مانگی جاتی ہیں۔ جو ہونا ہے ، وہ تو ہو کر ہی رہے گا،،

وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب
دعا مانگنا بھی تقدیر میں آچکا ہے،۔ کہ بندہ یہ دعاء کرے گا۔ تب یہ نعمت پائے گا اسی لیے بیماری کی دوا۔ رزق کے لیے کاروبار ۔
بیماری میں پرہیز کرایا جاتا یے ۔
کہ اگرچہ صحت۔ رزق۔ سب مقدر ہے۔ مگر یہ اسباب بھی تقدیر میں لکھے ہوئے ہیں،،

واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی موت پر خوش ہوئے اور حدیث کی مخالت کر کے حرام کام کرتے تھے

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت اس بارے میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بتائی تو انہوں نے کہا تم کیا ان کی موت کو مصیبت سمجھتے ہو, نیز ان کی مجلس میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو آگ کا انگارا کہا ، لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خاموش رہے، اور مقدام نے کہان تمہارے گھر میں ریشم سونا درندے وغیرہ ہیں کیا یہ حدیث کی مخالفت نہیں ہے، ان سب کا جواب عنایت فرمائیں

سید راکب علی،،

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

آپ نے جو تحریر مجھے بھیجی ہے، اس کا لکھنے والا یہ ثابت کرنا چاہتا ہے، جیسا کی تحریر کے اوپر لکھا ہوا بھی ہے، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی موت پر کون خوش ہوا حرام کام کس کے گھر میں ہوتا تھا، یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے یہاں حرام کام ہوتا تھا اور وہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی موت ہر خوش ہوئے،، آپ نے جو تحریر ارسال کی اس میں لکھا یے ابو داود کے حوالہ سے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا ان کی موت کو تم

مصیبت سمجھتے ہو ،،

اول تو یہ ترجمہ ہی غلط کیا ہے حدیث میں الفاظ اس طرح ہے، فقال رجل اترھا مصیبتہ ،، یعنی جب حضرت معاویہ کو انتقال کی خبر دی ، تو وہاں موجود ایک شخص نے کہا کیا تم ان کی موت کو مصیبت سمجھتے ہو ،، تو حدیث میں ایک مرد کا ذکر ہے، نہ کی حضرت معاویہ کا ، تحریر لکھنے والے نے گمراہ کرنے کے لیے حضرت معاویہ کا نام لکھا ہے،

مقدام نے جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا ریسم سونا درندے وعیرہ میں آپ کے گھر میں دیکھ رہا ہوں،، اس کا جواب یہ ہے، مقدام نے یہ نہیں کہا کی آپ اس کو استعمال کرتے ہیں ،

بلکہ کہا میں آپ کے گھر میں دیکھ رہا ہوں،، اب ظاہر بات ہے اگر گھر میں سونا ریشم ہو اور اس کو استعمال مرد نہ کرے تو ، اس کا مطلب یہ تو نہیں وہ حرام کام کرتا ہے یا حدیث کا مخالف ہے، ایسے ہی حضرت امیر معاویہ کے گھر میں سونا ریشم وغیرہ ہونے سے یہ تو لازم نہیں آتا وہ اس کو استعمال کرتے تھے، بلکہ گھر میں عورتیں بھی ہوتی ہیں اور عورتوں کے لیے سونا ریشم کا استعمال جائز ہے،

تو یہ اشیائے ان کے لیے تھی نہ کی خود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس کو استعمال کرتے تھے ، اگر یہ مان بھی لیا جائے کی وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہی استعمال کرتے تھے ،

تو اس کا جواب یہ ہے،، ہو سکتا ہے آپ ان چیزوں کو جنگ کے وقت استعمال کرتے ہوں، جیسا کی ریشم وغیرہ جنگ کے وقت استعمال کرنا جائز ہے،

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو آگ کا انگارا کہنے پر آپ کا خاموش رہنا، کسی نہ کسی حکمت پر مبنی تھا،، ورنہ یہ بات تو غیر بھی جانتے ہے حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے تعلقات بہت اچھے تھے،،آپ ان حضرات کو تحفے دیا کرتے تھے ایک بار 40 لاکھ روپے اور ایک بار دونوں حضرات کو بیس بیس لاکھ روپے عطا فرمائے یہ بات خود مخنف ابی مقتل میں ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تحفے دیا کرتے تھے،،،،

اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کتنے سخی تھے اس بات کا پتہ اسی حدیث سے چلتا ہے جو حدیث بطور اعتراض پیش کی ہے، مقدام اور ان کے ساتھیوں کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خوب مال عطا کیا، اس کا ذکر اعتراض کرنے والے نے نہیں کیا ذکر نہ کرکے اپنی دشمنی کا اظہار کیا ہے،

اب میں پوری حدیث ذکر کرتا ہوں،،

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ الْحِمْصِيُّ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ بَحِيرٍ، عَنْ خَالِدٍ، قَالَ: وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِ يكَرِبَ، وَعَمْرُو بْنُ الْأَسْوَدِ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ

قِنَّسْرِينَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ. فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ. فَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ. فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَتَرَاهَا مُصِيبَةً؟ قَالَ لَهُ: وَلِمَ لَا أَرَاهَا مُصِيبَةً وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حِجْرِهِ. فَقَالَ: هَذَا مِنِّي، وَحُسَيْنٌ مِنْ عَلِيٍّ. فَقَالَ الْأَسَدِيُّ: جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ. قَالَ: فَقَالَ الْمِقْدَامُ: أَمَّا أَنَا فَلَا أَبْرَحُ الْيَوْمَ حَتَّى أُغَيِّظَكَ وَأُسْمِعَكَ مَا تَكْرَهُ. ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاوِيَةُ إِنَّ أَنَا صَدَقْتُ. فَصَدِّقْنِي وَإِنْ أَنَا كَذَبْتُ. فَكَذِّبْنِي. قَالَ: أَفْعَلُ. قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوبِ عَلَيْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَوَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ هَذَا كُلَّهُ فِي بَيْتِكَ يَا مُعَاوِيَةُ. فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: قَدْ عَلِمْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْكَ يَا مِقْدَامُ. قَالَ خَالِدٌ: فَأَمَرَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بِمَا لَمْ يَأْمُرْ لِصَاحِبَيْهِ وَفَرَضَ لِابْنِهِ

فِي الْمِائَتَيْنِ . فَفَرَّقَهَا الْمِقْدَامُ فِي أَصْحَابِهِ قَالَ: وَلَمْ يُعْطِ الْأَسَدِيُّ أَحَدًا شَيْئًا مِمَّا أَخَذَ فَبَلَغَ ذَلِكَ مُعَاوِيَةُ . فَقَالَ: أَمَّا الْمِقْدَامُ فَرَجُلٌ كَرِيمٌ بَسَطَ

مقدام بن معدی کرب، عمرو بن اسود اور بنی اسد کے قنسرین کے رہنے والے ایک شخص معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے پاس آئے، تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقدام سے کہا: کیا آپ کو خبر ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا انتقال ہو گیا؟ مقدام نے یہ سن کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو ان سے ایک شخص نے کہا: کیا آپ اسے کوئی مصیبت سمجھتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: میں اسے مصیبت کیوں نہ سمجھوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی گود میں بٹھایا، اور فرمایا: یہ میرے مشابہ ہے، اور حسین علی کے ۔ یہ سن کر اسدی نے کہا: ایک انگارہ تھا جسے اللہ نے بجھا دیا تو مقدام نے کہا: آج میں آپ کو ناپسندیدہ بات سنائے، اور ناراض کئے بغیر نہیں رہ سکتا، پھر انہوں نے کہا: معاویہ! اگر میں سچ کہوں تو میری تصدیق کریں، اور اگر میں جھوٹ کہوں تو جھٹلا دیں، معاویہ بولے: میں ایسا ہی کروں گا۔ مقدام نے کہا: میں اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں: کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا پہننے سے منع فرمایا ہے؟ معاویہ نے کہا: ہاں۔ پھر کہا: میں اللہ کا واسطہ دے کر

آپ سے پوچھتا ہوں: کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا پہننے سے منع فرمایا ہے؟ معاویہ نے کہا: ہاں۔ پھر کہا: میں اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں: کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے؟ کہا: ہاں معلوم ہے، پھر کہا: میں اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں: کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کی کھال پہننے اور اس پر سوار ہونے سے منع فرمایا ہے؟ کہا: ہاں معلوم ہے۔ تو انہوں نے کہا: معاویہ! قسم اللہ کی میں یہ ساری چیزیں آپ کے گھر میں دیکھ رہا ہوں؟ تو معاویہ نے کہا: مقدام! مجھے معلوم تھا کہ میں تمہاری نکتہ چینیوں سے بچ نہ سکوں گا۔ خالد کہتے ہیں: پھر معاویہ نے مقدام کو اتنا مال دینے کا حکم دیا جتنا ان کے اور دونوں ساتھیوں کو نہیں دیا تھا اور ان کے بیٹے کا حصہ دو سو والوں میں مقرر کیا، مقدام نے وہ سارا مال اپنے ساتھیوں میں بانٹ دیا، اسدی نے اپنے مال میں سے کسی کو کچھ نہ دیا، یہ خبر معاویہ کو پہنچی تو انہوں نے کہا: مقدام سخی آدمی ہیں جو اپنا ہاتھ کھلا رکھتے ہیں، اور اسدی اپنی چیزیں اچھی طرح روکنے والے آدمی ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

جے ہند بولنا کیسا

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ_

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ
کیا جے ہند بولنا جائز ہے۔

سائل- فیضان عطاری مرادآباد

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

مسلمان کو ہر اس کام سے بچنا لازم ہے جس میں کفار سے مشابہت ہوتی ہو،،جے بولنے میں بھی کفار سے مشابہت ہے اگرچہ جے کا معنی صحیح ہو چونکہ اس میں کفار سے مشابہت ہے اس لیے جے ہند بولنا جائز نہیں، امام اہلسنت فرماتے ہے، مسلمان کی بھی جے بولنا منع ہے، کی اس میں مشابہت کفار ہے،

فتاوی رضویہ جلد 15 صفحہ 269

شارح بخاری علامہ شریف الحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں جے ہند جے جھارکھند بولنا شعار کفار ہے جب کوئی جے بولتا ہے تو اس سے یہی سمجھ آتا ہے کی سامنے والا ہندو ہے اس لیے مسلمان کو جائز نہیں کہ ایسے الفاظ استعمال کرے ، حدیث میں ہے،و ایاکم ورزی الاعجم عجمیوں کے طریقہ سے دور رہوں

فتاوی شارح بخاری جلد 2 صفحہ 463

مذکورہ اقوال سے ظاہر ہوا جے کے معنی اگرچہ صحیح ہو لیکن جے بولنا پھر بھی جائز نہیں ہے مسلمان کو اس سے بچنا لازم ہے

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

کیا شاہ ولی اللہ مقلد نہیں تھے،

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ شاہ ولی اللہ کسی مذہب کی تقلید نہیں کرتے تھے کیوں کہ اللہ نے ان کو بہت علم عطا کیا تھا اس وجہ سے آپ تقلید نہیں کرتے تھے،،اور ان کے مقلد ہونے کا کوئی ثبوت بھی نہیں ہے، کیا یہ صحیح ہے رہنمائی فرمائیں،،،

وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

شاہ صاحب، اپنی وسعت علم وقت نظر قوت استدلال ملکہ استنباط، سلامت فہم صفائی قلب، اتباع سنت جمع بین العلم و العمل و غیرہ کمالات ظاہری و باطنی کی نعمتوں سے مالا مال ہونے کی وجہ سے اپنے لیے تقلید کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے اس کے باوجود فرماتے ہیں،،

استفدت منہ صلی اللہ علیہ وسلم . ثلاثہ امور خلاف مکان عندی وما کانت طبعی تمیل الیہ اشد میل فصارت ھذہ الاستفادہ من براھین الحق تعالی علی احدھا الوصاتہ بترک الالتفات الی التسب . و ثانیھا الوصاتہ بالتقلید بھذہ المذھب الاربع لا اخراج منھا و التوفیق ما استطعت و جبلتی تابی التقلید و تانف منہ راسا ولکن شئ طلب منی التعبد بہ بخلاف نفسی و ھھنا نکتہ طویت ذکرھا وقد تفطنت بحمداللہ ھذہ الحیلتہ و ھذہ الوصاتہ۔ ،

میں نے اپنے عندیہ اور اپنے شدید میلان طبع کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین تین امور استفادہ کئے تو یہ استفادہ میرے لیے برہان حق بن گیا۔، ان میں سے ایک تو اس بات کی وصیت تھی کی میں اسباب کی طرف سے توجہ ترک کردوں، اور دوسری یہ تھی کہ میں مذاہب اربع کا اپنے آپ کو پابند کروں اور ان سے نہ نکلوں اور تابامکان تطبیق و توفیق کروں لیکن یہ ایسی چیز تھی جو میری طبیعت کے خلاف مجھ سے بطور تعبد طلب کی گئ تھی اور یہاں پر ایک نکتہ ہے جسے میں نے ذکر نہیں کیا اور الحمد للہ مجھے اس حیلہ اور اس وصیت کا بھید معلوم ہو گیا ہے معلوم ہوا اپ کی طبیعت اور جبلت کے خلاف نبی علیہ السلام کی جانب سے آپکو تقلید کرنے پر مامور کیا گیا اور دائرہ تقلید سے خارج ہونے سے منع کیا گیا لیکن کسی خاص مذہب کو معین نہیں کیا گیا بلکہ مذاہب اربعہ میں دائرہ منحصر رکھا گیا البتہ مذاہب اربعہ کی تحقیق و تفتیش اور چھان بین کے بعد جب ترجیح کا وقت آیا اور اس کی جستجو کے لیے آپ کی روح مضطرب ہوئی تو دربار رسالت سے اس طور پر رہنمائی ہوئی ۔۔ عرفنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی المذھب الحنفی طریقہ انیقہ ھی ادق الطرق بالسنتہ المعروفتہ التی .ای الامام و صحابیہ. قول اقربھم بھا فی المسئلتہ ثم بعد ذلک یتبع اختیارات الفقھاء الحنفین الذین کانوں ا من علماء الحدیث فرب شئ سکت عنہ

الثلاثته فی الاصول وما یعرضو انفیه ودلت الاحادیث علیه فلیس بد من اثباته و الکل مذهب حنفی۔،

نبی علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ مذہب حنفی میں ایک ایسا عمدہ طریقہ ہے جو دوسروں طریقہ کی بہ نسبت اس سنت مشہورہ کے زیادہ موافق ہے، جس کی تدوین اور تنقیح امام بخاری اور ان کے اصحاب کے زمانہ میں ہوئی اور وہ یہ ہے کہ
ائمہ ثلاثہ یعنی امام ابو حنیفہ ابو یوسف اور امام محمد ،سے جس کا قول سنت معروفہ سے قریب تر ہو لے لیا جائے پھر اس کے بعد ان فقہاء حنفیہ کی پیروی کی جائے جو فقیہ ہونے کے ساتھ حدیث کے بھی علم تھے۔ کیونکہ بہت سے ایسے مسائل ہیں کہ ائمہ ثلاثہ نے اصول میں ان کے متعلق کچھ نہیں کہا اور نفی بھی نہیں کی لیکن احادیث انہیں بتلا رہی ہیں تو لازمی طور پر اس کو تسلیم کیا جائے گا اور یہ سب مذہب حنفی ہی ہے،،،

اس عبارت سے بخوبی واضح ہو جاتی ہے شاہ ولی اللہ دربار رسالت سے کس مذہب کی طرف رہنمائی کی گئ، نیز سارے مذاہب میں کون اوفق بالسنتہ المعروفہ ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ مذہب حنفی ہے، جیسا کی فیوض الحرمین کی اس عبارت سے معلوم ہوا تو بلا شبہ شاہ صاحب کے نزدیک وہی قابل ترجیح اور لائق اتباع ہے،،،،

(فیوض الحرمین)

خدا بخش لائبریری میں پٹنہ میں بخاری شریف کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے، جو شاہ صاحب کے درس میں رہا۔ اس میں اپ کے تلمیذ محمد بن پیر محمد بن شیخ ابو الفتح نے پڑھا ہے تلمیذ مذکور نے درس بخاری کے ختم کی تاریخ 6 شوال 1159 ھ لکھی ہے، اور جمنا کے قریب جامع فیروزی میں ختم ہونا لکھا ہے۔ حضرت شاہ صاحب نے اپنے دست مبارک سے اپنی سند امام بخاری تک تحریر فرماکر تلمیذ مذکور کے لیے سند اجازت تحدیث لکھی اور آخر میں اپنے نام کے ساتھ یہ کلمات تحریر فرمائے،۔

العمری نسبا، الدهلوی وطنا، الاشعری عقیدته، الصوفی طریقته الحنفی عملا، والشافعی تدریسا، خادم التفسیر والحدیث، والفقه والعربیته والکلام،۔،،

اس تحریر کے نیچے شاہ رفع الدین صاحب دہلوی نے یہ عبارت لکھی ہے کہ،، بیشک یہ تحریر بالامیر میرے والد محترم کے قلم کی لکھی ہوئی ہے، نیز شاہ عالم کی مہر بھی بطور تصدیق ثبت ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

نبی علیہ السلام ہماری آواز سنتے ہیں، تو درود آپکی بارگاہ میں فرشتے کیوں پہنچاتے ہیں

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماے کرام کی حدیث میں ہے نبی کریم نے فرمایا جو ہماری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے اس کا درود ہم سنتیں ہیں ، اور جو دور سے پڑھتا ہے اس کا درود ہم تک پہنچایا جاتا ہے،،، تو کیا نبی ہماری آواز نہیں سنتے اگر دور سے پکارے تو کیونکہ حدیث تو یہی بتا رہی ہے ،،

و علیکم السلام و رحمتہ وبرکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

نبی علیہ السلام ہمارا درود سنتے بھی ہیں اور ہماری پکار کو بھی سنتے ہیں جس حدیث کا ذکر سوال میں ہوا اس کو بہیقی میں روایت کیا گیا ہے،،

من صلی علی عند قبری سمعتہ و من صلی علی نائیا ابلغتہ۔

جو شخص ہم پر ہماری قبر مبارک کے پاس درود بھیجتا ہے تو ہم خود سنتے ہیں اور جو دور سے بھیجتا ہے تو ہم تک پہنچایا جاتا ہے،،،،

اس حدیث میں یہ کہاں ہے کہ درود ہم نہیں سنتے ۔ مطلب بالکل ظاہر ہے کہ قریب والے کا درود صرف خود سنتے ہیں۔اور دور والے کا خود سنتے بھی ہیں اور پہنچایا بھی جاتا ہے،،،

جیسا کہ دلائل الخیرات کے خطبہ میں ہے ،،

و قیل لرسول اللہ ارءیت صلوته المصلیین علیک ممن غاب عنک و من یاتے بعد ما حالھما عندک فقال اسمع صلوته اھل محبتی و اعرفھم و تعرض علی صلوته غیرھم عرضا-،،

نبی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ سے دور رہنے والوں اور بعد میں آنے والوں کے درود ان کا آپ کے نزدیک کیا حال ہے تو فرمایا کہ ہم محبت والوں کے درود تو خود سنتے ہیں اور انکوں پہچانتے ہیں اور غیر محبین کا درود ہم پر پیش کردیا جاتا ہے۔

پہنچائے جانے سے لازم نہیں آتا کہ آپ اس کو سنتے ہی نہیں ہے۔ ورنہ ملائکہ بندے کے اعمال بارگاہ الہٰی میں پیش کرتے ہیں۔

توکیا رب کو خبر نہیں۔ درود کی پیشی میں بندوں کی عزت ہے کہ درود پاک کی برکت سے ان کا یہ رتبہ ہوا کہ غلاموں کا نام شہنشاہ انام کی بارگاہ میں آگیا۔

کتاب جلا الافہام مصنف ابن قیم ابن تیمیہ کے شاگرد ، فرماتے ہیں لیس من عبد یصلی علی الا بلغنی صوته حیث کان قلنا بعد وفاتک قال و بعد وفاتی،-،

یعنی، کوئی کہیں سے درود شریف پڑھے مجھے اس کی آواز پہنچتی ہے ۔ یہ دستور بعد وفات بھی رہیگا۔،

امام جلالدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں،

اصحابی اخوانی صلوا علی فی
کل یوم الاثنین و الجمعته بعد وفاتی فانی اسمع
صلواتکم بلا واسطته،،

یعنی ہر جمعہ وہ پیر کو مجھ پر درود زیادہ پڑھو میری وفات کے بعد
کیونکہ میں تمہارا درود بلا واسطہ سنتا ہوں۔۔

انیس الجلیس 222

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

کیا حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ہوئی)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

ایک سوال تھا کہ کیا غوث اعظم اور خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہما کی ملاقات ہوئی ہے؟اور کیا یہ واقعہ کہ حضرت خواجہ غریب نواز کی عرض پر آپ نے مردہ قوال کو زندہ کیا ہے سچ؟

جواب عنایت فرمائیں جزاکم اللہ خیرا

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

چند غیر معتبر کتابوں میں اس طرح کے واقعات درج ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور غوث پاک اور سرکار غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی ملاقات ہوئی ہے لیکن حقیقت یہ ہے دونوں بزرگوں کی آپس میں ملاقات ثابت نہیں ہے اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس پر سارے مؤرخین کا اتفاق ہے سرکار غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 561 ھ میں ہوا اس پر بھی قریب قریب اتفاق ہے کہ حضور غریب نواز نے 15 سال کی عمر سے علم ظاہر کے حصول کے لیے سفر کیا ایک مدت تک آپ سمر قند و بخارا میں علم حاصل کرتے رہے علوم ظاہرہ کی تکمیل کے بعد مرشد کی تلاش میں نکلے پھر بیس سال تک مرشد کی خدمت میں حاضر رہے بیس سال کے بعد خلافت سے سرفراز فرمائے گئے

پھر مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندوستان کی ولایت عطا فرمائی اب حساب لگائے کی 15 سال کی عمر تک حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اپنے وطن میں رہے اور بیس سال تک علوم ظاہر طلب فرماتے رہے تو یہ بیس اور پندرہ 35 سال ہوگئے 537 ہجری میں ولادت ہوئی 35 سال تک علوم ظاہر کی طلب میں رہے 35 +537 یعنی 572 ھ میں آپ نے عراق کا رخ کیا جب کہ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 561 میں ہو چکا تھا

یعنی حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے جب عراق کا رخ کیا اس سے گیارہ سال پہلے ہی حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوچکا تھا پھر ملاقات کیسے ہوئی

(فتاوی شارح بخاری جلد 2 صفحہ نمبر 128)

اس تفصیل سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ اور حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ثابت نہیں ہے اور جب ملاقات ہی ثابت نہیں تو تمام روایت غیر معتبر ہیں جن میں ملاقات کا ذکر ہے مثلا مردہ قوال کا واقعہ اور فجر کی نماز کا واقعہ جس میں غریب نواز غوث پاک کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے لوگوں کو جمع کرتے ہیں یہ تمام روایت غیر معتبر بے سند ہیں لہذا ایسی روایات کرنے سے بچا جائے

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

اللہ ہر جگہ موجود ہے کہنا کیسا

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں اللہ ہر جگہ موجود ہے کہنا کیسا ہے،،

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

اللہ عزوجل جگہ سے پاک ہے

اللہ کے لیے جگہ کا لفظ بولنا کفر ہے

البتہ کہنے والے کی تکفیر نہ کی جائے گی

کہ اس میں تاویل ہے

اللہ ہر جگہ سے مراد اللہ کا علم ہے، اور بعض اوقات لوگوں کو سمجھانے کے لیے یہ بول دیا جاتا۔ ہے اللہ ہر جگہ ہے یعنی اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے،

خلاصہ کلام یہ ہے اللہ ہر جگہ ہے کہنے والے کو توبہ کا حکم دیا جائے گا

لیکن اس کو قطعی طور پر اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوار جنت سے آئی تھی

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جو تلوار تھی ذالفقار کیا وہ تلوار جنت سے آئی تھی،

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ

کسی بھی صحیح روایت سے یہ ثابت نہیں ہے کی ذوالفقار نامی تلوار جنت سے نازل ہوئی ہو مختلف آحادیث سے اتنا ثابت ہے،

یہ ذوالفقار نامی تلوار نبی کریم کی تھی جو کی آپ کو غزوہ بدر میں بطور صفی ملی تھی یہ ذوالفقار نامی

تلوار نبی علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی تھی اس تلوار کا ذکر کتابوں میں کثرت سے ملتا ہے،،

اور یہ جو کہا جاتا ہے یہ تلوار جنت سے نازل ہوئی تھی شیعہ حضرات کی گھڑی ہوئی بنائی ہوئ ہے،،،

مسند احمد میں ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَنَفَّلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيْفَهُ ذَا الْفَقَارِ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ الَّذِي رَأَى فِيهِ الرُّؤْيَا يَوْمَ أُحُدٍ

۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہمابیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذوالفقار تلوار جنگ بدر کے دن بطور انعام دی،

یہ وہی تلوار ہے جس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد کے دن خواب دیکھا تھا،

مسند احمد حدیث 7853

ابن ماجہ میں روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ الصَّلْتِ، عَنْ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَنَفَّلَ سَيْفَهُ ذَا الْفَقَارِ يَوْمَ بَدْرٍ .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن اپنی ذوالفقار نامی تلوار (علی رضی اللہ عنہ کو) انعام میں دی ا۔

ابن ماجہ حدیث 2808

مشکاۃ شریف میں ہے

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَفَّلَ سَيْفَه ذَا الْفَقَارِ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ الَّذِي رَأَى فِيهِ الرُّؤْيَا يَوْمَ أحد

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے غزوہ بدر کے روز اپنی تلوار ذوالفقار حصہ سے زیادہ لی ۔ ابن ماجہ اور امام ترمذی نے یہ الفاظ زائد نقل کیے ہیں ،
اور یہ وہی ہے جو آپ ﷺ نے غزوہ احد کے روز خواب میں دیکھی تھی ۔ ،

مشکاۃ حدیث 4018،،

یہ ساری روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے یہ تلوار نبی کریم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی تھی نہ کی یہ جنت سے نازل ہوئی تھی،

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

کیا انسان کے بدن میں جن داخل ہو جاتا ہے،

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ انسان کے اندر میں جن داخل ہوجاتا ہے یا نہیں بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے ان کے اندر سے جن کے بول نے کی آواز آتی ہے، اس کی کیا حقیقت ہے ؟

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

انسان کے بدن میں آسیب وغیرہ داخل ہوتا ہے یا نہیں، اس بارے میں بعض نے یہ کہا ہے انسان کے جسم میں جن آسیب داخل نہیں ہوتا،

اور یہ قول معتزلہ وغیرہ کا ہے، لیکن علمائے کرام نے اس کا رد کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے جن انسان کے اندر داخل ہوجاتا ہے اور جو اس کی زبان پر بولتا ہے وہ جن ہی تو ہوتا ہے،، علماء فرماتے ہیں حدیث میں ہے شیطان تمہارے جسم میں خون کی طرح دورہ کرتا ہے،،،،

فتاوی حدیثہ میں ہے امام احمد رحمہ اللہ سے عرض کیا گیا کی ایک گروہ یہ کہتا ہے ، انسان کے بدن میں جن آسیب داخل نہیں ہوتا ،، آپ رحمہ اللہ نے جواب میں فرمایا، وہ جھوٹ بولتے ہیں کہ جن آسیب داخل نہیں ہوتا،،

وہ جن ہی تو ہے جو آسیب زدہ انسان کی زبان پر بولتا ہے، پس جن کا آسیب زدہ انسان کے اندر دخول اہلسنتہ کا مذہب ہے،،

یعنی امام احمد رحمہ اللہ کے قول سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اہلسنتہ والجماعتہ کے مذہب کے مطابق آسیب زدہ انسان کے بدن میں جن داخل ہوتا ہے،،،،

فتاوی حدیثیہ مترجم صفحہ 241

متعدد طرق کے ساتھ منقول ہے نبی علیہ السلام کی خدمت میں ایک مجنون شخص کو لایا گیا تو آپ نے اس کی پشت پر ہاتھ مارا اور فرمایا اللہ کے دشمن نکل جا اور وہ نکل گیا،،

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

بزرگوں کے نام کا چراغ جلانا کیسا

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ غوث پاک یا دیگر بزرگوں کے نام کا چراغ جلانا کیسا ہے،،
وعلیکم السلام وحمتہ اللہ و برکاتہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب
اس دور میں تمام طرح کی لائٹ موجود ہیں تو اب چراغ جلانے کی ضرورت نہ رہی پہلے کا دور چراغ والا دور تھا
اس وقت لائٹ نہ ہوا کرتی تھی تو چراغ جلایا جاتا تھا، اور اس سے مقصود اہل خانہ اور راہ چلنے والوں کو روشنی دینا ہوتا تھا اور چونکہ یہ کام بھی نیک اور ثواب کا کام ہے
تو اس کی نسبت غوث پاک یا کسی بزرگ کی طرف کردی جاتی ہے کی اس کا ثواب فلاں بزرگ کو ملے،، لیکن آج کے دور میں چراغ کی ضرورت نہ رہی اس لیے بلا وجہ اس کو جلانا فضول خرچی اور اسراف ہے، جو ممنوع ہے قران مجید میں ہے ،،
ولا تسرفوا انه لا يحب المسرفين
فضول خرچ کرنے والوں کو اللہ دوست نہیں رکھتا،،
امام اہلسنت فرماتے ہیں،،

یہ وجہ اسراف و اتلاف مال قبور عوام میں پائی جاتی ہے جبکہ وہاں نہ مسجد نہ قبر سر راہ نہ تلاوت وغیرہ میں مشغول، بخلاف مزار کرام کے وہاں قبر یعنی خشت و گل کی تعظیم نہیں بلکہ ان کی روح کی تعظیم ہے جیسا کی امام نابلس نے فرمایا،،تعظیما الروحہ المشرفتہ،،

فتاوی مرکز تربیت افتاء جلد 2 صفحہ 404 پر ہے
چراغ جلانا فضول خرچی ممنوع و اسراف ہے ،،

خلاصہ کلام یہ ہے اگر کہیں ضروت ہو اور اسی نیت سے آج بھی جلایا جائے جو اوپر ہم ذکر کر ائے ہے تو جائز ہے و مستحسن ہے، اگر وہ صورت حال نہ ہو بلا وجہ جلانا ناجائز و اسراف ہے،

واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

سب صحابہ کرنے والا کیا کافر ہے

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں اگر کوئی صحابہ کو نہ مانتا ہوں ان کو سب کرتا ہو اور ولیوں کو نہ مانے تو کیا وہ مسلمان ہے،،

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

صحابہ کرام کو یا ولی اللہ کو نہ ماننا سخت محرومی کا سبب ہے،

اور کفر پر خاتمہ کا خوف ہے، کہ یہ اللہ کے مقبول بندے ہیں، اور جو ان کی شان میں گستاخانہ کلمات کہے، جو ان سے جنگ کرے وہ اللہ سے جنگ کرتا ہے، البتہ تکفیر اور ایمان کا معاملہ الگ ہے،

امام محمد غزالی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں ایمان و کفر کی بڑی واضح تعریف بیان کی ہے ، ایسی تعریف جس کے بعد شکوک شبہات کا ازالہ ہو جاتا ہے، حق و باطل مجسم شکل میں سامنے آجاتا ہے، نیز اس کے توسط سے تکفیر کا نہایت پیچیدہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے،

امام غزالی رحمہ اللہ ایمان وہ کفر کی تعریف کرتے ہے

الکفر ھو تکذیب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فی شیء مما جاء بہ والایمان تصدیقہ فی جمیع ما جاء بہ،،

یعنی نبی کریم کی لائی ہوئی باتوں میں سے کسی ایک بات میں بھی اپ علیہ السلام کی تکذیب کفر ہے، اور ان باتوں کی تصدیق ایمان ہے ،،

(فیصل التفریقہ بین الاسلام و الزندقہ)

فقیر حنفی قدری کے محدود مطالعے کی حد تک کفر و ایمان یہ سب سے واضح اور مختصر تعریف ہے ،،امام غزالی رحمہ اللہ نے اس کو مزید واضح کیا ہے، فرماتے ہے،

کل مکذب للرسول فھو کافر فھو مکذب رسول ،

گویا ایمان کی بنیاد تصدیق رسالت ہے، اور کفر کی بنیاد تکذیب رسالت ہے، جو شخص نبی علیہ السلام کی تصدیق کرنے والا ہو وہ مومن ہے اور جب تک تکذیب رسالت کا مرتکب نہ ہو گا وہ مومن ہی ہے، اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کی ایمان کا مرکز و محور ذات پاک نبی علیہ السلام ہے، ،بندہ کتنا ہی بڑا گنہگار ہو اگر وہ ذات پاک نبی کی تصدیق و تسلیم کرنے والا ہو تو وہ مومن ہی ہو گا اگرچہ ایسا انسان کمال ایمان اور حلاوت ایمان سے محروم ہے، اور یہ کی اسے اپنے کیے کی سزا دوزخ میں جھیلنا ہوگی،،

امام غزالی کی مذکورہ بالا توضیح سے یہ بھی معلوم ہوا کی ایمان کا تعلق کسی شیخ عالم فقیہ مجتہد حاکم مرشد یا غوث و قطب اور محدث و مجدد کے ماننے نہ ماننے پر موقف نہیں ہے، یہاں تک کے کسی صحابی کے ماننے نہ ماننے پر بھی ایمان کا موقف نہیں ہے ،جب تک براہ راست تکذیب رسالت نہ ہو تو ایمان ہی ہو گا کفر نہ ہو گا، یہ الگ بات ہے وہ گمراہ یا خاطی ٹھہرے ،، ذات رسالت کے علاوہ کوئی دوسری ذات خواہ وہ علم و تقویٰ کی کسی بھی چوٹی پر کیوں نہ ہو ایمان کے معاملہ میں وہ مرکز و معیار نہیں بن سکتی۔ عقیدت و محبت میں ایسی باتیں کہ جانا الگ بات ہے اور مقام تحقیق الگ ہے ۔

شان صحابہ اور منکرین خلافت شیخین کے تعلق سے بلعموم فقہا نے تکفیر کا قول کیا ہے،،،۔

کتب فقہ سے اس سیاق میں درجن بھر سے زائد تکفیری عبارتیں نقل کرنے کے بعد امام اہلسنت نے لکھا ہے کہ اگر ایسے بد تمیز لوگ کسی امر ضروری دینی کے منکر نہ ہوں، تو متکلمین ان کی بھی تکفیر نہیں کرتے اور اس حوالے سے میرا موقف بھی یہی ہے۔

اپ فرماتے ہیں ،

والاحوط فیہ قول المتکلمین انھم ضلال من کلاب النار لا کفار و بہ ناخذ یعنی اس میں محتاط متکلمین کا قول یہ ہے کہ وہ گمراہ اور جہنمی کتے ہیں کافر نہیں اور یہی ہمارا مسلک ہے،،

فتاویٰ رضویہ جلد 14 صفحہ 259

علامہ شامی صاب الاختیار علامہ مجد الدین ابو الفضل حنفی کی ایک عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں، اس کلام میں خوارج کی عدم تکفیر کی قطعیت ہے اور اس میں اس بات پر صریح دلالت موجود ہے کہ سب صحابہ اگر کسی تاویل کی بنیاد پر ہو، خواہ وہ تاویل فاسد ہی کیوں نہ ہو اس کی بنیاد پر تکفیر نہیں کی جائے گی،۔

اور اس بات پر بھی اس حکم میں سارے صحابہ یکساں ہیں، اس میں اس بات پر بھی دلالت ہے کہ وہ بدعت موجب اعتقاد و عمل دلیل قطعی کے خلاف ہو۔اس صاحب بدعت کی سے مانع شبہ قرار نہیں دیا جائے گا ، مثلا اس کی بدعت سیدہ عائشہ پر تہمت کی طرف لے جاتی ہو کی براءت اللہ پاک نے قرآن کی نص قطعی سے فرمادی۔

یا صدیق اکبر کی صحبت کے انکار کی طرف لے جاتی ہو جن کی صحبت قرآن سے ثابت ہے، یا وہ یہ کہتا ہو کہ وحی پہنچانے میں جبریل سے غلطی ہو گئ، یا اس قسم کی اور باتیں کرتا ہو، تو اس کی تکفیر کی جائے گی،،

مجموعہ رسائل ابن عابدین، 2۔، 360

واضح رہے کہ علماء کی ایک بڑی تعداد مطلقا سب صحابہ کو کفر کہتی ہے،، لیکن اس پر مزید کلام کر کے جواب کو ہم طویل نہیں کرنا چاہتے،،، اخر میں امام اہلسنت کا ایک فتویٰ نقل کرت ہے،،

امام اہلسنت سے شیعہ عورت کے تعلق سے سوال ہوا،، ہم سوال اور جواب دونوں ہی ذکر کرتے ہیں

مسئلہ از پٹنہ لودی کٹرہ مرسلہ مولانا مولوی عبدالوحید غلام صدیق صاحب بہاری ۱۰ ربیع الآخر ۱۳۱۴ھ

حضرت مولانا اعزکم اللہ فی الدارین تسلیم،ایک شیعہ عورت سے سنی نے نکاح کیا آیا درست ہو گا یا نہیں؟ جلد فتوی مرتب فرماکر روانہ کیجئے ضرورت شدیدہ ہے۔میری خاص رائے عدم مناکحت پر ہے۔ منکرین ضروریات دین کافر ہیں اور کفر کے سبب نکاح مسلمان سے کب درست ہے،والسلام!

الجواب:شیعہ تین قسم ہیں:

اول غالی کہ منکر ضروریات دین ہوں، مثلا اقرآن مجید کوناقص بتائیں، بیاض عثمانی کہیں یا امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ خواہ دیگر ائمہ اطہار کوانبیائے سابقین علیھم الصلوٰۃ والتسلیم خواہ کسی ایک نبی سے افضل جانیں یارب العزت جل وعلا پر بدع یعنی ۲حکم دے کر پشیمان ہونا،پچتا کر بدل دینا،یا پہلے مصلحت کا علم نہ ہونا بعد کو مطلع ہوکر تبدیل کرنا مانیں،یا حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر تبلیغ دین متین میں تقیہ کی تہمت رکھیں الی غیر ذلک من الکفریات اس کے علاوہ دیگر کفریات)یہ لوگ یقینا قطعاً اجماعا کافر مطلق ہیں اور ان کے احکام مثل مرتد،فتاوٰی ظہیریہ وفتاوٰی ہندیہ وحدیقہ ندیہ وغیرہا میں ہے: احکامھم احکام المرتدین ان کے احکام مرتدین والے ہیں۔آج کل کے اکثر بلکہ تمام رفاض تبرائی اسی قسم کے ہیں کہ وہ عقیدہ کفریہ سابقہ میں ان کے عالم جاہل مرد عورت سب شریک ہیں الا ماشاء للہ(مگر جو اللہ تعالٰی چاہے۔) جوعورت ایسے عقیدہ کی ہو مرتدہ ہے کہ نکاح نہ کسی مسلم سے ہوسکتا ہے نہ کافر سے نہ مرتد سے نہ اس کے ہم مذہب سے۔جس سے نکاح ہوگا زنائے محض ہوگا اور اولاد ولد الزنا۔

دوم تبرائی کہ عقاید کفریہ اجماعیہ سے اجتناب اور صرف سَبّ صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کا ارتکاب کرتاہو،ان میں سے منکران خلافت شیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما اور انھیں برا کہنے والے

فقہائے کرام کے نزدیک کافر و مرتد ہیں
نص علیہ فی الخلاصۃ والھندیۃ وغیرھما (خلاصہ اور ہندیہ میں اس پر نص ہے۔)
مگر مسلک محقق قول متکلمین ہے کہ یہ بدعتی ناری جہنمی کلاب النار ہیں مگر کافر نہیں، ایسی عورت سے نکاح اگرچہ صحیح ہے مگر شدید کراہت مکروہ ہے،
فتاوی رضویہ جلد 11 صفحہ 350

واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینتال

اللہ کو حاضر ناظر کہنا کیسا

السلام علیکم و رحمتہ اللہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر کہنا کیسا ہے،،

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب
اللہ عزوجل کے لیے حاضر و ناظر کا لفظ استعمال کرنا ممنوع ہے خواہ لغوی معنی میں ہو یا عرفی معنی میں ہو کہ حاضر ناظر اللہ کے اسمائے توفیقیہ میں سے نہیں ہے اور ان الفاظ کے بعض معنی شان الوہیت کے خلاف ہے، لیکن اگر کسی نے کہا تو کفر نہیں ،۔
در مختار مع شامی میں ہے
یا حاظر و ناظر لیس بکفر،،،

واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

اللہ تعالیٰ کو میاں کہنا کیسا ہے،،

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اللہ تعالیٰ کو میاں کہنا کیسا ہے،،

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب
اللہ تعالی اللہ عزوجل، اللہ جلالہ اللہ سبحانہ جلاشانہ وغیرہ کہنا چاہیے،،میاں نہیں کہنا چاہیے،،،
فتاوی مفتی اعظم جلد 2 صفحہ 7 پر ہے،،عوام میں یہ لفظ بولا جاتا ہے،اس سے انہیں احتراز کرنا چاہیے۔ تفصیل کے لیے احکام شریعت دیکھیں، اس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مفصل تحریر فرمایا ہے،گناہ نہیں مگر یہ لفظ اس کی جناب میں بولنا برا ہے،۔ اس کی شان و عزت کے لائق نہیں،،

واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

انبیاء علیہم السلام کا تقابل کرنا کیسا

سائل محمد ابراہیم رضا قادری دہلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ زید نے دورانے خطاب کہا کہ ہمارے مذہب میں سب طریقہ ہے عیسائی یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ میرے مذہب میں سارا طریقہ ہے اس کے مذہب میں سارا طریقہ نہیں ہے عیسائی سے کہو شادی کیسے کریگا تیرے نبی حضرت عیسیٰ نے تو شادی ہی نہیں کی اگر عیسائی کو شادی کرنا ہوگا تو میرے نبی کی زندگی کو دیکھے گا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی 63 سالہ عمر میں زندگی کے ہر شعبے پر کام کیا جبکہ جنہیں 500 یا 900 سالہ زندگی ملی انہوں نے زندگی کے ہر شعبے میں کام نہیں کیا مزید زید نے انفرادی طور پر کہا کہ حضرت نوح 900 سال دنیا میں تشریف فرمارہے ظاہری زندگی تقریباً 1000 سال لیکن زندگی کے ہر شعبے پر کام نہیں ملے گا آپ کو حضرت موسیٰ کی زندگی میں ہر شعبے پر کام نہیں ملے گا آپ کو حضرت عیسیٰ کی زندگی میں ہر شعبے میں کام نہیں ملے گا آپ کو

اب دریافت طلب امر یہ ہے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دگر انبیاء کرام کے درمیان اس طرح کا تقابل جائز ہے یا نہیں؟ اور اس طرح کا تقابل کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟ اور مذکورہ بالا صورت میں جو حضرات اس تقابل میں نارہ لگا کر داد و تحسین سے نواز رہے تھے ان کے لیے شرع کا کیا حکم ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

الجواب ھو الھادی الصواب،

غیر مذہب میں کس کا کیا طریقہ ہے اس سے ہم کو غرض نہیں، البتہ اتنا ضرور ہے،

ہر مذہب میں طریقہ موجود ہے،

یہ کہنا شادی کا طریقہ نہیں غلط ہے،

چونکہ جو غیر مذہب کا شادی کرتا ہے، وہ بھی ایک طریقہ ہے اور طریقہ کے مطابق ہی کرتا ہے،،، حضرت عیسی نے شادی نہ کی تو اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کی طریقہ ہی نہ ہو،، اگر اس خطیب سے بدلے میں کوئی یہ کہے کہ حضرت عیسٰی آپ کے بھی تو نبی ہے، چونکہ وہ نبی تھے، اب انہونے شادی نہیں کی، تو کیا جو اس وقت حضرت عیسٰی علیہ السلام تھے آپ کی شریعت میں کیا شادی کا طریقہ موجود نہیں تھا،

کیونکہ آپ ہی بولے ہو انہوں نے شادی نہیں کی تو طریقۂ نہیں پتہ عیسائی کو، تو کا اس دور کے مسلمانوں نے بلا طریقہ کے شادی کی تھی کیوں کے ان کے نبی نے تو شادی کی نہیں،،، تو اس خطیب کو جان، چھڑانا بھاری ہو جائے گا،، تو اس طرح کی بے بنیاد فضول کی باتیں بیان نہ کی جائے،،،

خطیب کا یہ کہنا 500 ، 900 سالہ زندگی میں بھی وہ کام نہ کیا،، اور انھوں نے، ہر شعبے میں کام نہ کیا،، مراد تمام نبی ہے،،، بلکل غلط ہے، اس طرح کہنا جائز نہیں، میں حسن ظن رکھتے ہوئے گستاخی تو نہیں کہوں گا،، خطیب کی کم علمی پر محمول کرتا ہوا

جواب دیتا ہوں،، اس طرح انبیاء کے لیے کہنا فلاں نبی نے ہر شعبے میں کام نہ کیا،، جائز نہیں ان کی شان کے خلاف ہے،،، تمام انبیاء اپنی امت کی ہر شعبے میں رہنمائی کرتے ہیں اس کو ہر شعبے کا علم عطا کرتے ہے،،،خطیب صاحب ذرا بتائے وہ کون کون سے نبی ہے ،اور کون کون سے شعبے ہے جن میں انبیاء نے معاذ اللہ کام نہ کیا یا اپنی امت کو نہیں بتایا،،بلکہ ہم دیکھتے ہے چاہے جنگ کے معاملات ہو یا کاروباری، یا زندگی گزارنے کے، ہر شعبے میں انبیاء اپنی امت کی رہنمائی کرتے ہے،،اور یہ جو خطیب نے انبیاء کے درمیان تقابل کیا،، ہے یہ بھی جائز نہیں، کہ نبی علیہ السلام فرماتے، ہے،،

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ، سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى .

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”کسی شخص کے لیے یہ کہنا لائق نہیں کہ میں یونس بن متی سے افضل ہوں۔“

صحیح بخاری 3416

اس حدیث کا مطلب یہ ہے، جب میری شان بیان کی جائے تو اس طرح بیان نہ کروں کی یونس علیہ السلام یا دیگر انبیاء کی توہین یا ان کی شان کم ہو جائے،،،

خلاصہ کلام یہ ہے، خطیب کا یہ کہنا انبیاء نے ہر شعبے میں رہنمائی نہ کی علم نہ دیا جائز نہیں،، اور نہ ہی اس طرح تقابل کرنا جائز ہے،، خطیب کو چاہئے توبہ کرے اور آئندہ اس طرح کے خطابات نہ کرے،،

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنففی ہلدوانی نینیتال

تاویل کرنے والے کی تکفیر کیوں نہیں کی جاتی

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ _کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں اگر کسی قول میں تاویل نکلتی ہو تو تاویل قبول کیوں ہوتی ہے جبکہ جملہ کفریہ ہوتا ہے،، تفصیلی جواب عطا ہو،،

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

تاویل عربی لفظ ہے۔، اس کا مادہ الف واو اور لام ہے یعنی اول ہے،۔

اول کے معنی رجوع عود لوٹنے کے آتے ہیں۔، تاویل جہاں ہوگی وہاں لوٹنے کا مفہوم پایا جائے گا

اصل سے عدول پایا جائے گا اور ایک معنی سے دوسرے معنی کی طرف پھیرنا پایا جائے گا،۔بلاغت کی اصطلاح میں لفظ کو اس کے ظاہری معنی سے غیر ظاہر معنی کی طرف پھیرنے کو تاویل کہتے ہیں،۔ التاویل ھو صرف اللفظ عن ظاھرہ الی غیرہ،،۔

اہل اصول اور ارباب کلام کی تعریفات بھی اسی سے ملتی جلتی ہے،،۔ علامہ سید الدین آمدی۔، فرماتے ہیں،،

تاویل لفظ کو ظاہری معنی کے احتمال کے ساتھ اسے غیر ظاہری معنی پر محمول کرنے کا نام ہے ،لیکن تاویل قبول ہونے کے لیے وہاں کوئی ایسی دلیل ہو جو غیر ظاہری معنی کے مراد ہونے کو تقویت بخشتی ہو،،۔

هو حمل اللفظ علی مدلو له الظاهر منه-، مع احتماله له-، و اما التاءو یل المقبول الصحیح فهو حمل اللفظ علی غیر مدل له الظاهر منه مع احتماله،- بدلیل یعضده،،-

(الاحکام فی اصول الاحکام)

یہاں ایک سوال پیدا ہو گا جب قول کفری ہے تو پھر اس میں تاویل کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے،۔ جب ظاہر معنی کفری ہے تو اسے کفر پر محمول کرنا چاہیے نہ کی تاویل کر کے کفریات گوئی کے جواز کے لیے راستہ ہموار کرنا چاہیے ، اس کا مختصر جواب یہ ہے یہ بات بلکل درست ہے قول و عمل میں اصل یہی ہے ، کہ کلام کو اس کے ظاہر پر رکھا جائے، اس میں تاویل نہ کی جائے تاویل خلاف اصل ہے، اور خلاف اصل کے لیے کوئی اضافی قرینہ دلیل اور علمی ضروت مطلوب ہوتی ہے،، لیکن اس کے باوجود مسلمان کے بظاہر کفری قول و عمل میں تاویل اس لیے کی جاتی ہے ، وہاں تاویل کے لیے قرینہ دلیل موجود ہوتی ہے،،،

وہ یہ ہے ایک مسلمان اسلام پر قائم ہے تو بظاہر اس سے اسلام کا انکار متصور نہیں ہو سکتا،، اسلام قبول نہیں ہوتا تو اسلام پر قائم کیوں رہتا ،،ایسے میں اس کے قول یا عمل سے کفری معنی نکل رہا ہے تو ممکن ہے کہ وہ اپنی بات بتانے میں یا ہم اس کی بات سمجھنے میں کہیں نہ کہیں خطا کر رہے ہیں ایسے میں ضروری ہے کہ اس کے قول و عمل کا ایسا محمل و معنی

تلاش کیا جائے جو اصول اسلام اور مقتضیات سے ہم اہنگ ہو،۔،

رہے وہ لوگ جو پہلے سے ہی ملت کفر کا حصہ ہوں۔، تو اب ان کے کفری اقوال و اعمال کا ظاہر معنی یہی ہے کہ ان کی مراد وہی کفر ہے،۔ بھلا ایک شخص جو پہلے سے ہی کافر ہو وہ کفری قول بول کر ایمانی معنیٰ کیوں مراد لے گا کہ بلا وجہ اور بلا ضرورت اس کے کفری قول و عمل میں ایمانی معنیٰ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے،۔ یہ جاننے کے بعد کے تاویل کفر نہیں ہے اور یہ کہ اہل قبلہ کی تاویل مقبول ہے، اگلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے، کیا ہر تاویل قبول ہے ،۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ اہل قبلہ تاویل اسی وقت قبول ہوگی، جب ان کے قول و عمل میں تاویل کی گنجائش ہو۔

اگر وہ صراحت کے ساتھ دین کی بنیادی باتوں ضروریات دین کا منکر ہو یا ان کی اہانت کرتا ہو جسے علمائے کرام نے انکار کے ہم معنیٰ قرار دیا ہے،۔ تو ایسی صورت میں وہ اہل قبلہ میں شامل ہی نہ رہے۔، لہٰذا اب ان کے کسی قول و عمل میں تاویل نہیں کی جائے گی اگر اس صورت میں بھی کوئی تاویل کرتا ہے تو یہ تاویل غیر مقبول باطل ہوگی،۔ البتہ اگر کوئی اہل قبلہ ہے،۔ وہ دین کی بنیادی باتوں کو تسلیم کرتا ہے، فروعی باتوں کا انکار کرتا ہے، جو ضروریات دین میں شامل نہیں ہیں۔، تو ایسا شخص اس انکار کے باوجود اہل قبلہ اور مسلمان ہی رہے گا۔

واضح رہے کہ تاویل صرف اہل قبلہ کے قول و عمل میں کی جائے گی۔ اب تاویل قبول کیوں کی جاتی ہے ۔ اس کا سیدھا سادھا سا جواب یہ ہے کہ، قول و عمل میں اصل یہ ہے اس کو ظاہر پر محمول کیا جائے، قول و عمل میں تاویل ضرورت کے پیش نظر کی جاتی ہے۔ اور اس ضرورت کا تحقق صرف اہل قبلہ یا اہل اسلام کے قول و عمل میں ہوتا ہے۔ دوسروں میں نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے دوسروں کے قول و عمل میں تاویل بھی نہیں کی جائے گی۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ یہاں تاویل سے مراد یہ ہے کہ کسی کے بظاہر کفری قول و عمل کو کفر پر محمول نہ کر کے اسلام پر محمول کیا جائے۔ ظاہر ہے ایسا ہمیں اسی وقت کرنے کی ضرورت پڑے گی جب ہمیں یہ معلوم ہو گا کہ شخص متعلق پہلے سے مسلمان ہے۔ اہل قبلہ ہے۔ اب ایک مسلمان سے کسی ایسے کفری قول و عمل کا صدور ہو تو ہم یہی سمجھیں گے کہ اس کی مراد کچھ اور کہنا یا کرنا رہا ہو گا ایک مسلمان بھلا کفر کیوں کرے گا اس ضرورت کے پیش نظر ہم اس کے بظاہر کفری قول و عمل میں کوئی مناسب تاویل تلاس کریں گے اور اگر اس کو دور سے بھی کوئی اسلامی معنٰی پہنانا ممکن ہو گا۔تاویل کی کوئی صورت بھی نکل رہی ہو گی خواہ تاویل بعید ہی سہی۔، تو تاویل کریں گے اور اس کے ظاہر کفری قول و عمل کو ایمان پر محمول کریں گے

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہنا کیسا،

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں، اللہ اور اس کے رسول نے چاہا تو یہ کام ہو جائے گا کہنا کیسا ہے، تفصیلی جواب عطا فرمائے،،،

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

ایسا کہنے سے حضور علیہ السلام نے یہود کے اعتراض کرنے شرک کا چرک اگلنے پر ممانعت فرمائی تو جس چیز سے نبی علیہ السلام نے منع فرمادیا اس سے باز رہنا چاہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَ مَآ اٰتیکُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوہُ * وَ مَا نَہیکُم عَنہُ فَانتَہُوا

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو ،،۔،،

اگر کہنا ہو تو اس طرح کہا جائے اللہ نے چاہا پھر اس کا رسول چاہے،۔۔،

سنن ابن ماجہ باب النہی ان یقال ماشاء اللہ و شئت،، میں یہ حدیث ہے

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا الْأَجْلَحُ الْكِنْدِيُّ، عَنْ يزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا حَلَفَ أَحَدُكُمْ، فَلَا يَقُلْ مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ وَلَكِنْ لِيَقُلْ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ شِئْتَ .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص قسم کھائے تو «ما شاء اللہ وشئت» جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں نہ کہے، بلکہ یوں کہے: «ما شاء اللہ ثم شئت» جو اللہ چاہے پھر آپ چاہیں ۔۔۔،

حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ رَأَى فِي النَّوْمِ، أَنَّهُ لَقِيَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ: فَقَالَ: نِعْمَ، الْقَوْمُ أَنْتُمْ لَوْلَا أَنَّكُمْ تُشْرِكُونَ، تَقُولُونَ: مَا شَاءَ اللَّهُ، وَشَاءَ مُحَمَّدٌ وَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَمَا وَاللَّهِ إِنْ كُنْتُ لَأَعْرِفُهَا لَكُمْ قُولُوا: مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ شَاءَ مُحَمَّدٌ .

مسلمانوں میں سے ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ اہل کتاب کے ایک شخص سے ملا تو اس نے کہا: تم کیا ہی اچھے لوگ ہوتے اگر شرک نہ کرتے، تم کہتے ہو: جو اللہ چاہے اور محمد چاہیں، اس مسلمان نے یہ خواب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس بات کو جانتا ہوں (کہ ایسا کہنے میں شرک کی بو ہے)۔ لہٰذا تم «ما شاء اللہ ثم شاء محمد» جو اللہ چاہے پھر محمد چاہیں کہو۔۔،

سنن نسائی حدیث 3804 پر یہ حدیث ہے،،۔

أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ قُتَيْلَةَ امْرَأَةٍ مِنْ جُهَيْنَةَ أَنَّ يَهُودِيًّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّكُمْ تُنَدِّدُونَ وَإِنَّكُمْ تُشْرِكُونَ تَقُولُونَ

مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ وَتَقُولُونَ وَالْكَعْبَةِ فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادُوا أَنْ يَحْلِفُوا أَنْ يَقُولُوا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ وَيَقُولُونَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ شِئْتَ

جہینہ قبیلے کی ایک عورت حضرت قتیلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: تم بھی شرک کرتے ہو اور غیر اللہ کو معبود بناتے ہو کیونکہ تم کہتے ہو: جو اللہ تعالیٰ چاہے اور آپ چاہیں۔ اور تم کعبہ کی قسم کھاتے ہو۔ تو نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جب وہ قسم کھانے لگیں تو کہیں: رب کعبہ کی قسم! اور کہیں جو اللہ تعالیٰ چاہے' پھر آپ چاہیں.،۔۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوا صحابہ کرام نبی کریم کی بارگاہ میں یہ عرض کرا کرتے تھے،۔ اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں،، اللہ اور اپ چاہیں نبی کریم نے اول نہ روکا،، پھر بعد میں اس سے ممانعت کی،، حضور علیہ السلام نے جب اس سے روکا ہے تو ایسا ہر گز نہ کہا جائے، کہنا ہو تو اس طرح کہا جائے، جو اللہ چاہے پھر رسول چاہے

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بھید جانتے ہیں کہنا کیسا ہے

* السلام علیکم و رحمتہ اللہ وبرکاتہ *
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں حضور ﷺ اللہ کے بھید جانتے ہیں کہنا کیسا ہے

وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ وبرکاتہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بھید جانتے ہیں یہ کہنا صحیح ہے،،،، ایک ایسے ہی سوال کے جواب میں مفتی شریف الحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں،،، یہ کہنا صحیح ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بھید جانتے ہیں،،
مگر یہ کہنا غلط ہے، کہ ہر بھید کو جانتے،،،

فتاوی شارح بخاری جلد 1 صفحہ 131،،،
واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

آللہ اکبر اللہ اکبار پڑھنا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں، اللہ اکبر کو آکبر یا اکبار کہنا کیسا ہے،

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

اگر کسی نے جان بوجھ کر اللہ اکبر آللہ اکبر پڑھ دیا تو یہ کفر ہے،، اکبر کو اکبار پڑھا تو یہ بھی کفر ہے،،

فتاوی مرکز تربیت افتاء جلد 2 صفحہ 75 پر ہے،،

اللہ اکبر کو آللہ اکبر کہنا کفر ہے

اللہ کے ہمزے کے ساتھ مد لگانے سے یہ فقرہ سوال انکاری کا بن جائے گا

اور ترجمہ ہو گا کیا اللہ سب سے بڑا ہے اور یہ کفر ہے،

یا اکبر کو اکبار پڑھا تو یہ بھی کفر ہے

کہ اکبار شیطان کا نام ہے،،،

فتاوی ہندیہ میں ہے

و المد فی اول التکبیر کفر،، و فی اخرہ خطا فاحش،،

باب الاذان جلد 1 صفحہ 56

منیتہ المصلی میں ہے ،،،

و ان قال الله اكبار لا يصير شارعا و ان وال فى خلال الصلوته تفسد صلوته عند اكثر المشائخ،،

باب تکبیر تہ الافتتاح ص 238

تکبیرات انتقال میں اللہ یا اکبر کے الف کو دراز کیا آللہ یا آکبر کہا یا بے کے بعد الف بڑھایا اکبار کہا نماز فاسد ہو جائے گی اور تحریمہ میں ایسا ہوا تو نماز شروع ہی نہ ہوئی۔

بہار شریعت جلد 1 حصہ سوم صفحہ 614

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال،

پردے کے پیچھے نبی کریم تھے،،، روایت کی حقیقت کیا ہے*

السلام علیکم و رحمتہ اللہ وبرکاتہ_

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس روایت کے بارے میں،، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ تم وحی کہاں سے اور کس سے لاتے ہو،، آپ نے عرض کیا ایک پردے سے آواز آتی ہے، آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا کبھی تم نے پردے کو اٹھاکر دیکھا ہے، انہوں نے جواب دیا کہ میری یہ مجال نہیں کہ پردے کو اٹھاؤں ،، آپ نے فرمایا اب کی بار پردے کو اٹھاکر دیکھنا،،حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایسا ہی کیا،، کیا دیکھتے ہیں کہ پردے کے اندر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں اور عمامہ سر پر باندھے ہیں اور سامنے شیشہ رکھا ہے،، اور فرمارہے ہیں کہ میرے بندے کو یہ ہدایت کرنا ،،یہ روایت کیسی ہے، اور اس کا بیان کرنا کیسا ہے،،

وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ وبرکاتہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب

یہ روایت محض جھوٹ اور کذب و افتراء ہے، اس کا بیان کرنا جائز نہیں ہے، اس کا بیان کرنے والا ابلیس کا مسخرہ اور اس کے ظاہری معنی کا معتقد ہے تو صریح کافر ہے، معلوم ہے یہ روایت بلکل جھوٹ منگھڑت ہے اس کا بیان کرنے والا دو حال سے کھالی نہیں،

اس کے ظاہری معنی یعنی خدا و رسول ایک ہی ہے یہ اعتقاد رکھ کر بیان کرتا ہے،یا یہ اعتقاد نہ رکھ کر بیان کرتا ہو گا،،،
بصورت اول کفر ہے اور بصورت ثانی حرام گناہ کبیرہ کا مرتکب ،،

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال،

اللہ سے زیادہ اپنے شوہر سے پیار کرتی ہوں کہنا کیسا،،*

شوہر نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ تم مجھ سے کتنی محبت کرتی ہو اسکی بیوی نے جواب دیا کہ اپنے رب سے زیادہ تم سے محبت کرتی ہوں
اس پر شوہر نے انکار بھی نہیں کیا
اب دونوں کے لئے حکم شرع کیا ہے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب
یہ کلمہ محتمل تاویل ہے،، پیار کرتے ہیں میں، محبت طاعت مراد نہ ہو بلکہ محبت شہوت مراد ہو جیسے کہ شوہر اور بیوی کے درمیان ہوتی ہے یا محبت طبیعت مراد ہو جیسے کی انسان کو مال وغیرہ کی محبت ہوتی ہے،، تو حکم تکفیر نہیں ہاں تجدید ایمان و نکاح کا حکم ہو گا،،،
اور اگر مراد محبت طاعت ہو تو ضرور یہ کفر و موجب اکفار ہے،،،
فتاوی ہندیہ میں ہے،،،
و لو قال لائمراته انت آحب الیی من اللہ تعالی یکفر
کذا فی الخلاصتہ
جلد 2 صفحہ 281

اور بحر الرائق میں ہے،،

یکف بقولہ لائمراتہ انت احب الیی من اللہ تعالی و قیل لا،،

ج 5 ص 203

اور اس کا یہ یہ قول تو اللہ سے زیادہ محبوب ہے کفر ہے،، اور کہا گیا ہے کفر نہیں ہے،،،،

اس مسئلہ کے تحت امام اہلسنت
فرماتے ہیں،،
اگر کسی نے کہا تو میرے نزدیک اللہ سے زیادہ محبوب ہے ،،،۔اگر اس کی مراد طبعی محبت ہو تو تکفیر نہیں کی جائے گی،، اور یہی حق ہے، اور جب اس کی مراد معلوم نہیں تو محض شک کی وجہ سے اس کے کفر کا حکم نہیں دیا جائے گا،، اور یہی درست ہے،،،،
تعلیقات رضویہ بر فتاوی عالمگیریہ صفحہ 36

واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

بھوت چڑیل سر کٹا کی کیا حقیقت ہے،

السلام علیکم و رحمتہ اللہ وبرکاتہ

دیو پری چڑیل سر کٹا یا پھر آسیب کا اثر انسان پر ہوتا ہے، ان کی حقیقت کیا ہے،،

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

یہ سب جنات کا اثر ہوتا ہے، اور انہی کو بھوت سر کٹا، کہا جاتا ہے، اور اگر یہ اپنے آپ کو عورت ظاہر کرے تو اس کو چڑیل کہا جاتا ہے،،، مفتی وقار الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں،،

کافر جب مرتے ہیں تو وہ مختلف شکلوں میں نظر آتے ہیں ، اس کے اعتبار سے لوگوں نے مختلف نام گھڑ لیے ہیں،،، کسی انسانی کی روح کا کسی پر سایہ نہیں ہوتا، صرف انسان پر جنات کا اثر ہوتا ہے،، اگر وہ جن اچھی صورت میں نظر آتا ہے اور کبھی واقعی مسلمان ہوتا ہے،،اور کبھی جھوٹ بول کر اپنا مسلمان ہونا بتاتا ہے اسے لوگ مسلمان روح قرار دیکر مختلف معنٰی گھڑ لیتے ہیں، اور اگر کافر ہوتا ہے، کفریات کرتا ہے، تو اسے بھوت کہنے لگتے ہے،، اور اگر اپنا عورت ہونا ظاہر کرتا ہے تو اسے لوگ چڑیل کہتے ہیں،،

وقار الفتاوی جلد 1 صفحہ 254

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

کیا بدمذہب کافر ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
بدمذہب کو کافر کہنا کیسا ہے،،

وعلیکم السلام و حمتہ اللہ وبرکاتہ
جس کا کفر یقینی طور سے ثابت نہ ہو جائے تب تک اس کو کافر نہیں کہا جائے گا،،
اسی طرح ہر بد مذہب کافر نہیں ہے، پر ہر بد مذہب گمراہ ضرور ہے،،،کافر اسی کو کہا جائے گا جس کا عقیدہ حد کفر تک پہنچ جائے،
مفتی وقار الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں،،
ہر بدمذہب کو کافر نہیں کہ سکتے، اس کو کافر کہا جائے گا جس کی بد مذہبی اور اعتقادات
کفریات تک پہنچ جائے

وقار الفتاوی جلد 1 صفحہ 287
واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

دنبہ کا گوشت کہاں گیا

السلام علیکم و رحمتہ اللہ وبرکاتہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ قربانی کے لیے جو دنبہ آیا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو ذبح کیا تھا تو اس کا گوشت کہاں گیا،، اس کو بانٹا گیا یا پھر کیا ہوا،،،

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجواب ھو الھادی الصواب

اس بارے میں تفاسیر میں مختلف اقوال بیان کیے گۓ ہیں۔ مگر مشہور یہ ہے اس کا گوشت جانور کھا گئے تھے

وقار الفتاوی میں ہے اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ دنبہ کے سینگ خانہ کعبہ میں رکھے گئے تھے اور حضور علیہ السلام کی حیات ظاہری تک محفوظ تھے۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حجاج بن یوسف نے کعبہ پر حملہ کیا تھا، جس سے خانہ کعبہ میں آگ لگ گئ تھی اور کعبہ منہدم ہو گیا تھا۔

تو سینگوں کا کیا ہوا۔ اس کا تذکرہ کہیں نہیں ملتا، گوشت کے متعلق زیادہ مشہور قول یہ ہے جس کو علامہ صاوی نے، تفسیر صاوی میں لکھا ہے، کہ اس کا گوشت جانور کھا گئے تھے،،

وقار الفتاوی جلد 1 صفحہ 70

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

* مجتہد کسے کہتے ہے *

السلام علیکم و رحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں مجتہد ہونے کے لیے کیا شرائط ہیں ، اور مجتہد کی تعریف کیا ہے،،،

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

مجتہد کی تعریف یہ ہے، کہ مجتہد وہ عالم ہے جس کا علم، کتاب اللہ قرآن کریم کے تمام اقسام وجوہ معنی،

اور حدیث کی مسانید و متن اور تمام اقسام وجوہ معانی کو جامع و حاوی ہو ۔ اور قیاس کا بجمیع اقسام کا علم رکھتا یو،

اور شرائط اجتہادیہ امور ہیں،۔

قرآن و حدیث کے لغت،۔ 1 مفردات،۔ 2 مرکبات۔ 3 صرف 4 نحو 5 معانی 6 بیان 7 بدیع 8 معانی شرعیہ 9، اور اقسام قرآن و حدیث 10 خاص 11 عام 12 مطلق 13 مقید 14 مشتر 15 مؤول 16 ظاہر 17 نص 18 مفسر 19 محکم 20 خفی 21 مشکل 22 مجمل 23 متشابہ 24 صریح 25 کنایہ 26 حقیقت 27 مجاز 28 عبارتہ النص 29 اشارتہ النص 30 دلالتہ النص 31 اقتضاء النص 32 مفہوم مخالف 33 مفہوم وصف 34 مفہوم شرط 35 بیان تقریر 36 بیان تفسیر 37 بیان تغیر 38 بیان تبدیل 39 بیان ضرورتہ 40 سبب 41 علت 42 شرط 43 علامت اقسام 44 متواتر 45 مشہور 46 خبر واحد 47 مرفوع

48 موقوف 49 مقطوع 50 متصل 51 منقطع 52 معلق 53 مرسل
54 معضل 55 مدلس 56 مضطرب 57 مدرج 58 شاذ 59 مردود
60 محفوظ 61 معلل 62 متابع 63 شاہد 64 صحیح 65 حسن 66
ضعیف 67 غریب 68 عزیز اور احوال روایت سے 69 حجت
70 حافظ 71 ثقہ 72 صدوق 73 لاباس بہ 74 جید الحدیث
75 صالح الحدیث 76 شیخ وسط 77 شیخ حسن الحدیث 78
صلوح 79 دجال 80 کذاب 81 وضاع 82 متہم 83 متفق
علی الترک 84 متروک 85 ذاہب الحدیث 86 ہالک 87 ساقط
88 واہ 89 ضعیف 90 لیس بالقوی 91 یعرف و ینکر 92 فیہ
مقال 93 سی الحفظ 94 مبتدع 95 مجہول 96 اقوال اصحابہ
97 اقوال تابعین 98 اقوال تبع تابعین قیاس اور اقسام 99
جلی 100 خفی صحیح و فاسد وغیرہ سب سو 100 امور پر کامل طور
پر واقف ہونا اور ان سب علموں کا جامع ہونا،،، یہ میں نے
100 علوم کا ذکر کیا ہے، اور کچھ کو میں نے چھوڑ دیا ہے، جیسے
ناسخ منسوخ،، وغیرہ ان علوم کے علاوہ اور بھی علوم جو کی کتب
میں مذکور ہے،، مجتہد کو انکا علم ہونا ضروری ہے،،۔

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

* کیا بزرگوں کی سواری آتی ہے *

السلام علیکم و رحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں، کسی عورت یا مرد پر بزرگ کی سواری آسکتی ہے یا نہیں؟

اور ان سے سوال کرنا کیسا ہے،،

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

کسی مرد یا عورت پر کوئی بزرگ کی سواری نہیں اتی،، یہ صرف جنات کا اثر ہوتا ہے، وہ بھی کسی کسی پر مگر ان جنات سے ائندہ کا حال معلوم کرنا،، یا ان سے سوال کرنا ناجائز ہے، قران پاک میں اللہ فرماتا ہے،،

فَلَمَّا خَرَّ تَبَیَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ مَا لَبِثُوْا فِی الْعَذَابِ الْمُهِیْنِ

پھر جب سلیمان زمین پر آیا جِنوں کی حقیقت کھل گئی اگر غیب جانتے ہوتے تو اس خواری کے عذاب میں نہ ہوتے،،،،

سورہ 34 سباء آیت 14

ان سے سوال کرنا جو خود نہیں جانتے عقل کے بھی خلاف ہے،، اور اس وعید میں داخل ہے جو حدیث میں بیان کی گئی ہیں،

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً»

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی، کہ آپ نے فرمایا: جو شخص کسی غیب کی خبریں سنانے والے (کاہن) کے پاس آئے اور اس سے کسی چیز کے بارے میں پوچھے تو چالیس راتوں تک اس شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

صحیح مسلم حدیث #5821

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

نبی یا ولی سے مدد مانگنا کیسا ہے

السلام علیکم حضرت خیریت سے ہیں میرا سوال یہ ہے کہ سرکار کے وصال کے بعد سرکار سے یا کسی بزرگوں سے مدد طلب کرنا جیسے یا رسول اللہ المدد یا غوث المدد یا دیگر اور بھی اس طریقے کا قرآن وحدیث سے مکمل جواب چاہیے کسی کو بتانا ہے بڑا کرم ہوگا آپکا

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

اولیاء اللہ اور انبیائے کرام سے مدد مانگنا جائز ہے، جبکہ اس کا عقیدہ یہ ہو کہ حقیقی امداد تو اللہ عزوجل کی ہے،، یہ حضرات اس کے مظہر ہیں اور مسلمان کا یہ ہی عقیدہ ہوتا ہے، کوئی جاہل بھی کسی ولی کو خدا نہیں سمجھتا،،

غیر اللہ سے مدد مانگنے کا ثبوت قرآنی آیات احادیث صیحہ اور اقوال فقہا و محدثین کے اقوال ثابت ہے،،

اللہ عزوجل قرآن پاک میں فرماتا ہے سورہ محمد آیت 7

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِن تَنصُرُوا۟ ٱللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ

اے ایمان والو اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا

سورۃ التحریم - آیت 4 :

فَإِنَّ ٱللَّهَ هُوَ مَوْلَىٰهُ وَجِبْرِيلُ وَصَٰلِحُ ٱلْمُؤْمِنِينَ ۖ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَهِيرٌ

بیشک اللہ ان کا مدد گار ہے اور جبرئیل اور نیک ایمان والے ، اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں

: سورۃ المائدہ آیت 55

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾

تمہارے مدد گار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں

مشکاۃ شریف حدیث نمبر 896 میں ہے

وَعَن ربيعة بن كَعْب قَالَ: كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوئِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِي: «سَلْ» فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ. قَالَ: «أَوغير ذَلِك؟». قُلْتُ هُوَ ذَاكَ. قَالَ: «فَأَعِنِّي عَلَى نَفسك بِكَثْرَة السُّجُود».

رَوَاهُ مُسلم

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ، میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں رات بسر کیا کرتا تھا ، میں آپ کے لیے وضو کا پانی اور آپ کی دیگر ضروریات کا انتظام کیا کرتا تھا ، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”مجھ سے کوئی چیز مانگو۔“ میں نے عرض کیا ،

میں آپ سے ، جنت میں آپ کے ساتھ ہونے کا سوال کرتا ہوں ، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا اس کے علاوہ کچھ اور ؟“ میں نے عرض کیا: بس یہی ہے ، آپ ﷺ نے فرمایا: ”پس اپنی ذات کے لیے کثرت سجود سے میری مدد کر ۔“

رواہ مسلم ۔

اس حدیث پاک میں نبی پاک سے جنت مانگی گئ اور آپ نے عطا بھی فرما دی، اور فرمایا سجود کی کثرت سے میری مدد کروں ،، ان آیات قرآنی نی اور حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے

واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

کیا گلاب نبی کریم کے پسینہ مبارک سے پیدا ہوا ہے

سلام کیا گلاب کا پھول آقا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ اطہر سے اگا ؟ کیا اس کے بارے مستند روایت ھے ؟ گلاب کے پھول اگر زمین پہ تشریف لائے تو کیا یہ بے ادبی ھے؟

راہنمائی مطلوب است۔۔۔

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

بعض موضوع من گھڑت حدیث قدیم زمانے سے چلی آرہی ہیں اور حضرات محدثین و علماء دین برابر اعلان کرتے رہے ہیں کتابوں میں لکھتے رہے ہیں کہ یہ روایت جھوٹ ہے اور موضوع ہے گھڑی ہوئی ہے اس کو بیان کرنا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا ہے ان کا سننا سنانا ناجائز ہے

لیکن افسوس ایک طبقہ ایسی جھوٹی روایت بیان کرنے کا دل فیک عاشق ہے انہیں جھوٹی من گھڑت روایات میں سے ایک روایت یہ بھی ہے کی گلاب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پسینے سے پیدا کیا گیا ہے

اور ایک روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے جو کہ فقیر حنفی نے بھی سنی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گلاب میرے عرق خوش رنگ سے پیدا کیا گیا ہے

جو میری خوشبو سونگھنے کی خواہش رکھتا ہو اس کو چاہیے گلاب کو سونگ لے اور ایک روایت یہ بھی ہے شب معراج کی رات میرا کچھ پسینہ زمین پر گرا تو اس سے گلاب نکلا ہے

جو میری خوشبو سونگنا چاہے وہ گلاب کو سونگ لے

ایک روایت یہ بھی ہے سفید گلاب میرے پسینے سے اور لال گلاب جبرئیل کے پسینے سے اور پیلا گلاب کو براق کے پسینے سے بنایا گیا ان روایات کی سندوں میں ایسے راوی ہیں جو کذاب وضع مہتم متروک ہے اسی لیے یہ روایت موضوع اور من گھڑت قرار دی گئی ہے

علامہ عسقلانی نے المواہب میں بھی ذکر کی ہے ،،
لیکن ساتھ ہی لکھ دیا ،،یہ روایت میں نے اسلیے ذکر کی تاکہ اپ کو علم ہوجائے کی یہ روایت موضوع ہے،،،

امام ابن جوزی نے الموضوعات میں ان سب روایات کی تحقیق کرنے کے بعد موضوع من گھڑت ہونے کا حکم دیا ہے

امام ابن حجر نے اس کے موضوع ہونے کا حکم دیا ہے ان سے پہلے ابن عساکر نے موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے امام سیوطی نے اسے موضوع کہا علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے موضوع کہا

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
قال النووی لا یصح وکذا قال شیخنا انہ موضوع و سبقہ لذلک ابن عساکر

امام نووی نے کہا یہ صحیح نہیں ہے اور ہمارے شیخ ابن حجر نے اسے موضوع کہا ہے ان سے پہلے ابن عساکر نے موضوع کہا ہے،

(مقاصد الحسنہ حدیث نمبر 260) (موضوعات کبیر حدیث نمبر 298)
(کشف الخفاء حدیث نمبر 798)

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

سیدہ فاطمہ پاک رضی اللہ عنہا
مطالبہ فدک کے وقت خطائے(اجتہادی) پر تھی کہنا کیسا*

السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت کہ:(1)۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی جانب سے فدک کے مطالبہ کو یہ کہنا کہ: جب وہ مانگ رہی تھیں تو خطاء(متکلم کی وضاحت خطاءاجتھادی) پر تھیں اور جب اپنے باباجان کی حدیث سنی تو سر تسلیم خم کرلیا۔یہ کہنا کیسا؟

(2)۔اجتھاد کب ہوتا ہے؟

نام: محمد کاشف پتا: ضلع گجرات،پنجاب،پاکستان

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

حضرت سیدہ پاک فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب فدک کا مطالبہ کیا،چونکہ یہ مطالبہ اجتہاد پر مبنی تھا،، تو اس اعتبار سے یہ کہنا کوئی عیب نہیں اور نہ ہی یہ گستاخی ہے،، کہ جب آپ مطالبہ کر رہی تھی تو خطا اجتہادی پر تھی،،، چونکہ مجتہد اجتہاد میں مصیب بھی ہوتا ہے اور مخطی بھی ،، لیکن عند اللہ ماجور وہ دونوں صورتوں میں ہو گا،، اجتہاد کے لغوی معنی ہے طاقت مشقت سے ماخوذ ہے،، اصطلاحی معنی یہ ہے اسلام میں ایسے لوگ جو اپنی صلاحیت علمی میں ممتاز ہوں شرعی امور میں ایک خاص درجہ مقام رکھتے ہوں،، ان کو مجتہد کہا جاتا ہے،

مجتہد جب کوئی حکم اخذ کرتا ہے اجتہاد سے تو اگر وہ صحیح ہے تو بھی اجر ملتا ہے اور اگر مخطی ہے تو بھی اجر پاتا ہے،

امام تفتازانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

اور مجتہد کبھی خطا کرتا ہے،، فرماتے ہیں، ان المجتہد قد یخطئ،، کہ مجتہد کبھی خطا بھی کرتا ہے،، مزید فرماتے ہیں

الاحادیث والآثار الدالته علی تردید الاجتهاد بین الصواب والخطا. بحیث صارت متواترته المعنی قال علیه السلام --. ان اصبت فلک عشر حسنات و ان اخطاءت فلک حسنته واحدته-- و فی حدیث آخر جعل للمصیب اجرین و للمخطی اجر او احدا،،،

احادیث اور آثار متواتر المعنی ہیں جو اجتہاد کے خطا اور صواب کے ما بین دائر ہونے پر دال ہے، نبی علیہ السلام نے فرمایا اگر تم مصیب ہوگے تو تمہارے لیے دس نیکیاں ہیں اور خطا کروگے تو ایک نیکی ہے،،دوسری حدیث میں ہے،، مصیب کے لیے دو اور خطا کرنے والے کے لیے ایک اجر کی بات کہی گئ ہے،،،،

آپ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں ۔و عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ

ان اصبت فمن الله و الا فمنی و من الشیطان. . وقد اشتهرت تخطءته الصحابته بعضهم بعضا فی اجتهادیات ، ، ،

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،اگر میں درستگی کی راہ پر رہا تو یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر خطا کر گیا تو یہ میری اور شیطان کی جانب سے ہے اور اجتہادی مسائل میں بعض صحابہ کرام کا بعض کو خطا کار قرار دینا مشہور ہے،،
شرح العقائد،،،۔

بخاری شریف میں روایت ہے،،

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يَقُولُ : إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ، ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ ، وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ، ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حاکم کوئی فیصلہ اپنے اجتہاد سے کرے اور فیصلہ صحیح ہو تو اسے دہرا ثواب ملتا ہے اور جب کسی فیصلہ میں اجتہاد کرے اور غلطی کر جائے تو اسے اکہرا ثواب ملتا ہے

صحیح البخاری حدیث 7352۔۔،

فقہ حنفی کی مشہور کتاب المنار کی شرح میں علامہ احمد جیون حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں،،
المجتهد يخطی ويصيب والحق فی موضع الخلاف واحد،،
مجتہد صحیح فیصلہ کرتا ہے اور غلط بھی اگرچہ موضع اختلاف میں حق ایک ہی کے ساتھ ہو گا،،،
نور الانوار مبحث الاجتهاد 251

صدر الشریعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں، خطائے اجتہادی یہ مجتہد سے ہوتی ہے،،اور اس میں اس پر عند اللہ اصلا مؤاخذہ نہیں،،
بہار شریعت صحہ 1 صفحہ 258
مذکورہ عبارات سے ثابت ہوا، کہ اجتہاد کرنے والا،، مجتہد چاہے مصیب ہو یا مخطی وہ اللہ کی طرف سے اجر پاتا ہے جس فعل پر اجر ملے وہ محمود و مقبول ہی ہوگا مذموم و مقبوح نہیں ہو سکتا،،، معظم و مکرم شخصیات کی طرف خطائے اجتہادی کی نسبت توہین و تنقیص شمار نہیں کی جا سکتی،،اگر محض نسبت کرنا ہی توہین یا تنقیص ہوتا تو،، معاذ اللہ انبیاء و رسل
علیہم السلام کی جانب نسبت کرنا کفر ہوتا کیوں کہ انبیاء کرام کی توہین و تنقیص کرنا کفر ہیں،،
جب یہ ثابت ہو گیا اجتہادی خطا کوئی عیب نہیں ہے اور نہ کوئی توہین ہے،، تو اس طرح کہنے میں بھی کوئی توہین و تنقیص نہیں کہ،،
سیدہ فاطمہ پاک مطالبہ کے وقت خطائے اجتہادی پر تھی،،
2 جب کوئی ایسا مسئلہ در پیش اۓ جس کا ذکر کتاب سنت حدیث میں نہ ہو،، تو پھر اجتہاد کیا جاتا ہے،،

و اللہ اعلم بالصواب
داش حنفی ہلدوانی نینیتال

انبیاء علیہم السلام کا کوئی وارث نہیں ہوتا، کیا یہ حدیث سیدہ پاک کے علم میں نہ تھی

السلام علیکم و رحمتہ اللہ وبرکاتہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کیا فدک کے مطالبہ پر اجتہاد کیا تھا،، اگر کیا تھا تو وہ اجتہاد کیا تھا،، کیوں کہ سیدہ پاک نے قرآن کی آیت سے استدلال کیا تھا، جب صریح آیت سے استدلال کیا تھا تو اجتہاد کیا سیدہ نے یہ کہنا غلط ہے، اور کیا سیدہ رضی اللہ عنہا کے علم میں وہ حدیث پہلے سے تھی یا نہیں،،،
برائے کرم تفصیلی جواب عطا فرمائے،،سائل عبد اللہ

السلام علیکم و رحمتہ اللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

یہ سوال مجھ سے پہلے بھی کچھ اور لوگوں نے کیا ہے،،
فدک والے مسئلے میں سیدہ پاک نے اجتہاد نہیں کیا تھا، بلکہ آیت کے عموم سے استدلال کیا تھا،، انبیاء علیہم السلام کا ترکہ وراثت میں تقسیم نہیں ہوتا،، یہ روایت سیدہ پاک کے علم میں ہی نہ تھی تو اجتہادی خطا کہنا بھی غلط ہے،،,, اگر سیدہ کے علم میں ہوتی تو آپ مطالبہ نہ کرتی یہ اعتراض شیعوں کا ہے،، وہ اس مسئلے پر مذکورہ اعتراض کرتے ہے،، لیکن اب یہ اعتراض وہاں سے نکل کر سنیوں میں بھی آگیا ہے،، کچھ لوگ یہی اعتراض کرتے نظر آتے ہیں،،
اس اعتراض کا جواب بھی ہم ذکر کریں گے

دوسرا اعتراض ۔،،۔

آیت سے جب استدلال کیا،، صریح آیت کے ہوتے ہوئے اجتہاد نہیں کیا جاتا،، جب آیت سے استدلال کیا تو پھر خطا اجتہادی کہنا بھی غلط ہے،، جبکہ سیدہ پاک نے اجتہاد کیا تھا،، ایت کے عموم اور قیاس سے استدلال کیا تھا،، سیدہ پاک کے علم میں وہ حدیث تھی،،، ان سب کا ذکر میں تفصیلی طور پر کرتا ہوں،،سب سے پہلے اس پر کلام کرتے ہیں اپ کے علم میں وہ حدیث تھی یا نہیں،،

فنقول وباللہ التوفیق،،،،

نبی علیہ السلام نے اس حدیث پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی مطلع فرما دیا تھا،، کہ امام مسلم نے حضرت مالک بن اوس سے روایت کیا ہے،، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے قسم دیکر پوچھا، کہ کیا تم کو علم ہے رسول اللہ نے فرمایا تھا ہم کسی کو وارث نہیں بناتے،،ہم نے جو کچھ چھوڑا ہے وہ سب صدقہ ہے،،حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں نے فرمایا ہاں،، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ دونوں اس حدیث پر مطلع تھے تو یقیناً سیدہ پاک بھی اس حدیث پر مطلع ہوں گی،حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جو حدیث میں نے ذکر کی ہے، وہ حدیث بہت طویل ہے،، اس کو میں بعد میں نقل کرتا ہوں،، اس سے پہلے ایک حدیث نقل کرتا ہو

جو ہماری اس بات کی تائید کرتی ہے، کہ سیدہ پاک کو علم تھا اس حدیث کا، اس کے بعد صحیح مسلم کی طویل روایت نقل کروں گا،

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْبَرِيدِ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَام يَقُولُ: اجْتَمَعْتُ أَنَا، وَالْعَبَّاسُ، وَفَاطِمَةُ، وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ عند النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُوَلِّيَنِي حَقَّنَا مِنْ هَذَا الْخُمُسِ فِي كِتَابِ اللَّهِ، فَأَقْسِمْهُ حَيَاتَكَ كَيْ لَا يُنَازِعَنِي أَحَدٌ بَعْدَكَ فَافْعَلْ، قَالَ: فَفَعَلَ ذَلِكَ قَالَ: فَقَسَمْتُهُ حَيَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ وَلَّانِيهِ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَتَّى إِذَا كَانَتْ آخِرُ سَنَةٍ مِنْ سِنِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَإِنَّهُ أَتَاهُ مَالٌ كَثِيرٌ فَعَزَلَ حَقَّنَا، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقُلْتُ: بِنَا عَنْهُ الْعَامَ غِنًى وَبِالْمُسْلِمِينَ إِلَيْهِ حَاجَةٌ فَارْدُدْهُ عَلَيْهِمْ فَرَدَّهُ عَلَيْهِمْ،

عبد الرحمان بن ابی لیلی نے کہا

میں، عباس، فاطمہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم چاروں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے، میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ مناسب سمجھیں تو

ہمارا جو حق خمس میں کتاب اللہ کے موافق ہے وہ ہمارے اختیار میں دے دیجئیے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ رہنے کے بعد مجھ سے کوئی جھگڑا نہ کرے، تو آپ نے ایسا ہی کیا، پھر میں جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہے اسے تقسیم کرتا رہا پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے اس کا اختیار سونپا، یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری سال میں آپ کے پاس بہت سا مال آیا، آپ نے اس میں سے ہمارا حق الگ کیا، پھر مجھے بلا بھیجا، میں نے کہا: اس سال ہم کو مال کی ضرورت نہیں جب کہ دوسرے مسلمان اس کے حاجت مند ہیں، آپ ان کو دے دیجئیے، عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دے دیا۔،،۔۔

ابو داود باب خمس کے مصارف قرابت داروں کو حصہ دینے کا بیان

حدیث ،،2984

اس حدیث پاک میں سیدہ پاک بھی موجود ہیں،، حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی،، اس حدیث میں تقسیم کرنے کی بات کہی جارہی ہے، کہ نبی علیہ السلام کا جو کچھ ترکہ ہے وہ تقسیم ہوتا رہا،،، کسی کی ذاتی ملک میں نہیں آیا،، نبی علیہ السلام کے بعد بھی،، اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے،، انبیاء علیہم السلام کا وارث نہیں ہوتا،،، یہ حدیث سیدہ پاک کے علم میں تھی،، کہ سیدہ کی موجودگی میں ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تقسیم کرنے کی اجازت طلب کی تھی،، اور اجازت مل بھی گئ تھی،،،، پتہ چلا سیدہ پاک کے علم میں وہ حدیث پاک تھی انبیاء کا وارث نہیں ہوتا،،،

سیدہ پاک کے علم میں وہ حدیث تھی اس کی تائید ان حدیثوں سے بھی ہوتی ہے،، جن میں یہ ذکر آیا ہے،، کہ سیدہ پاک نے مطالبہ کیا تھا،،، اس حدیث میں ہمیں تین طرح کا ذکر ملتا ہے ایک یہ کی سیدہ پاک نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھیج کر مطالبہ کیا،، دوسری روایت میں سیدہ پاک خود گئیں اور مطالبہ کیا،، تیسری روایت میں ہے،، سیدہ پاک حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ،، گئیں تھی،،،اور مطالبہ کیا،،،یہ تینوں حدیث بھی اس پر دلالت کرتی ہے کہ سیدہ کے علم میں وہ حدیث تھی،، خاص طور سے جس میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ کا ذکر ہے کیونکہ اوپر ہم ذکر کر ائے ہیں اس حدیث کا علم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی تھا،، اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے علم میں ہونے کے بعد بھی سیدہ پاک کے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جاتے ہیں،،تو اب یہ نہیں کہا جا سکتا کی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی اس حدیث کا علم نہ تھا،، جس طرح حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو علم تھا پھر بھی سیدہ پاک کے ساتھ جاتے ہیں،، اسی طرح سیدہ پاک کو بھی اس حدیث کا علم تھا،،،اس حدیث کا علم ہونے کے بعد بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاکر مطالبہ کرنا بھی صاف ظاہر کرتا ہے کی آپ کے علم میں وہ حدیث تھی،،بلکہ سیدہ پاک کے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جاتے ہیں ،،اور ایک روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی مطالبہ

کرنے جاتے ہیں،،اب اس سے زیادہ صاف صریح کونسی بات کی ضرورت ہے،،،وہ حدیث آپ سب کے علم میں ہونے کے بعد بھی کیوں مطالبہ کیا بار بار،،،اس کا جواب میں آگے استدلال کی بحث میں کروں گا،،،

پہلے میں ان تیوں حدیثوں کو نقل کرتا ہوں

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنْ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ ، وَالْعَبَّاسَ عَلَيْهِمَا السَّلَام أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيرَاثَهُمَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَهُمَا حِينَئِذٍ يَطْلُبَانِ أَرْضَيْهِمَا مِنْ فَدَكَ ، وَسَهْمَهُمَا مِنْ خَيْبَرَ .

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور عباس رضی اللہ عنہ ، ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنی میراث کا مطالبہ کرنے آئے، یہ فدک کی زمین کا مطالبہ کر رہے تھے اور خیبر میں بھی اپنے حصہ کا،،،،

صحیح بخاری حدیث 6725

بخاری شریف کی اس حدیث میں سیدہ پاک حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ جائی،،،،

اور ترمذی شریف میں روایت ہے،،،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَتْ: مَنْ يَرِثُكَ؟ قَالَ: أَهْلِي وَوَلَدِي قَالَتْ: فَمَا لِي لَا أَرِثُ أَبِي؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا نُورَثُ، وَلَكِنِّي أَعُولُ مَنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُولُهُ، وَأُنْفِقُ عَلَى مَنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ،،سے روایت ہے،،فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہا: آپ کی وفات کے بعد آپ کا وارث کون ہو گا؟ انہوں نے کہا: میرے گھر والے اور میری اولاد، فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: پھر کیا وجہ ہے کہ میں اپنے باپ کی وارث نہ بنوں؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ”ہم (انبیاء) کا کوئی وارث نہیں ہوتا“ (پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا) لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کی کفالت کرتے تھے ہم بھی اس کی کفالت کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس پر خرچ کرتے تھے ہم بھی اس پر خرچ کریں گے۔،،،،

ترمذی حدیث 1608

ترمذی شریف کی اس حدیث میں سیدہ پاک کا تنہا جانا ذکر ہے،،،،اور سنن ابو داؤد میں روایت ہے،،،

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عُقَيْلِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَام مِنْهَا شَيْئًا.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے (کسی کو) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا، وہ ان سے اپنی میراث مانگ رہی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ترکہ میں سے جسے اللہ نے آپ کو مدینہ اور فدک میں اور خیبر

کے خمس کے باقی ماندہ میں سے عطا کیا تھا، تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہے، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اولاد اس مال سے صرف کھا سکتی ہے (یعنی کھانے کے بمقدار لے سکتی ہے) ، اور میں قسم اللہ کی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صدقہ کی جو صورت حال تھی اس میں ذرا بھی تبدیلی نہ کروں گا، میں اس مال میں وہی کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے، حاصل یہ کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس مال میں سے (بطور وراثت) کچھ دینے سے انکار کر دیا۔ ۔۔،،

سنن ابو داؤد حدیث 2968

ابو داؤد کی اس حدیث میں سیدہ پاک نے کسی کو بھیج کر مطالبہ کیا،،، یہ ذکر ہے،،

اب میں مسلم شریف کی وہ طویل روایت نقل کرتا ہوں جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا تھا،،

وحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَنَّ مَالِكَ بْنَ أَوْسٍ، حَدَّثَهُ، قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَجِئْتُهُ حِينَ تَعَالَى النَّهَارُ، قَالَ: فَوَجَدْتُهُ فِي بَيْتِهِ جَالِسًا عَلَى سَرِيرٍ مُفْضِيًا إِلَى رُمَالِهِ، مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ، فَقَالَ لِي: يَا مَالُ، إِنَّهُ قَدْ

دَفَّ أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِنْ قَوْمِكَ، وَقَدْ أَمَرْتُ فِيهِمْ بِرَضْخٍ، فَخُذْهُ فَاقْسِمْهُ بَيْنَهُمْ، قَالَ: قُلْتُ: لَوْ أَمَرْتَ بِهَذَا غَيْرِي، قَالَ: خُذْهُ يَا مَالُ، قَالَ: فَجَاءَ يَرْفَا، فَقَالَ: هَلْ لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فِي عُثْمَانَ، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، وَالزُّبَيْرِ، وَسَعْدٍ؟ فَقَالَ عُمَرُ: نَعَمْ، فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا، ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ: هَلْ لَكَ فِي عَبَّاسٍ، وَعَلِيٍّ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَذِنَ لَهُمَا، فَقَالَ عَبَّاسٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هَذَا الْكَاذِبِ الْآثِمِ الْغَادِرِ الْخَائِنِ، فَقَالَ الْقَوْمُ: أَجَلْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَاقْضِ بَيْنَهُمْ وَأَرِحْهُمْ]، فَقَالَ مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ: يُخَيَّلُ إِلَيَّ أَنَّهُمْ قَدْ كَانُوا قَدَّمُوهُمْ لِذَلِكَ، فَقَالَ عُمَرُ: اتَّئِدَا، أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ»، قَالُوا: نَعَمْ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ، وَعَلِيٍّ، فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، أَتَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ»، قَالَا: نَعَمْ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ اللهَ جَلَّ وَعَزَّ كَانَ خَصَّ رَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِخَاصَّةٍ، لَمْ يُخَصِّصْ بِهَا أَحَدًا غَيْرَهُ، قَالَ: { مَا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَى فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ } [الحشر: 7] مَا أَدْرِي هَلْ قَرَأَ الْآيَةَ الَّتِي قَبْلَهَا أَمْ لَا قَالَ: فَقَسَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَكُمْ أَمْوَالَ بَنِي النَّضِيرِ، فَوَاللهِ، مَا اسْتَأْثَرَ عَلَيْكُمْ، وَلَا أَخَذَهَا دُونَكُمْ، حَتَّى بَقِيَ هَذَا الْمَالُ، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُ مِنْهُ نَفَقَةَ سَنَةٍ، ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ أُسْوَةَ الْمَالِ، ثُمَّ قَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، أَتَعْلَمُونَ ذَلِكَ؟ قَالُوا: نَعَمْ، ثُمَّ نَشَدَ عَبَّاسًا، وَعَلِيًّا، بِمِثْلِ مَا نَشَدَ بِهِ الْقَوْمَ، أَتَعْلَمَانِ ذَلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ، قَالَ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجِئْتُمَا تَطْلُبُ مِيرَاثَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ، وَيَطْلُبُ هَذَا مِيرَاثَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَق

امام مالک نے زہری سے روایت کی کہ انہیں مالک بن اوس نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے میری طرف قاصد بھیجا، دن چڑھ چکا تھا کہ میں ان کے پاس پہنچا۔ کہا: میں نے ان کو ان کے گھر میں اپنی چارپائی پر

بیٹھے ہوئے پایا، انہوں نے اپنا جسم کھجور سے بنے ہوئے بان کے ساتھ لگایا ہوا تھا اور چمڑے کے تکیے سے ٹیک لگائی ہوئی تھی، تو انہوں نے مجھ سے کہا: اے مال (مالک)! تمہاری قوم میں سے کچھ خاندان لپکتے ہوئے آئے تھے تو میں نے ان کے لیے تھوڑا سا عطیہ دینے کا حکم دیا ہے، اسے لو اور ان میں تقسیم کر دو۔ کہا: میں نے کہا: اگر آپ میرے سوا کسی اور کو اس کا حکم دے دیں (تو کیسا رہے؟) انہوں نے کہا: اے مال! تم لے لو۔ کہا: (اتنے میں ان کے مولیٰ) یرفا ان کے پاس آئے اور کہنے لگے: امیر المومنین! کیا آپ کو عثمان، عبدالرحمان بن عوف، زبیر اور سعد رضی اللہ عنہم (کے ساتھ ملنے) میں دلچسپی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ تو اس نے ان کو اجازت دی۔ وہ اندر آ گئے، وہ پھر آیا اور کہنے لگا: کیا آپ کو عباس اور علی رضی اللہ عنہما (کے ساتھ ملنے) میں دلچسپی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ تو اس نے ان دونوں کو بھی اجازت دے دی۔ تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المومنین! میرے اور ان کے درمیانن فیصلہ کر دیں۔ کہا: اس پر ان لوگوں نے کہا: ہاں،

امیر المومنین! ان کے درمیان فیصلہ کر کے ان کو (جھگڑے کے عذاب سے) راحت دلا دیں۔۔ مالک بن اوس نے کہا: میرا خیال ہے کہ انہوں نے ان لوگوں کو اسی غرض سے اپنے آگے بھیجا تھا۔۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم دونوں رکو، میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا تھا: ہمارا کوئی وارث نہیں بنے گا، ہم جو چھوڑیں گے وہ صدقہ ہو گا؟ ان سب نے کہا: ہاں۔ پھر وہ حضرت عباس اور علی رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میں تم دونوں کو اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں! کیا تم دونوں جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ہمارا کوئی وارث نہیں ہو گا، ہم جو کچھ چھوڑیں گے، صدقہ ہو گا؟ ان دونوں نے کہا: ہاں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص چیز عطا کی تھی جو اس نے آپ کے علاوہ کسی کے لیے مخصوص نہیں کی تھی، اس نے فرمایا ہے: جو کچھ بھی اللہ نے ان بستیوں والوں کی طرف سے اپنے رسول پر لوٹایا وہ اللہ کا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔۔ مجھے پتہ نہیں کہ انہوں نے اس سے پہلے والی آیت بھی پڑھی یا نہیں۔۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنونضیر کے اموال تم سب میں تقسیم کر دیے، اللہ کی قسم! آپ نے (اپنی ذات کو) تم پر ترجیح نہیں دی اور نہ تمہیں چھوڑ کر وہ مال لیا، حتیٰ کہ یہ مال باقی بچ گیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اپنے سال بھر کا خرچ لیتے، پھر جو باقی بچ جاتا اسے (بیت المال کے) مال کے مطابق (عام لوگوں کے فائدے کے لیے) استعمال کرتے۔ انہوں نے پھر کہا: میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں! کیا تم یہ بات جانتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پھر انہوں نے عباس اور علی رضی اللہ عنہما کو

وہی قسم دی جو باقی لوگوں کو دی تھی (اور کہا) : کیا تم دونوں یہ بات جانتے ہو؟ انہوں نے کہا: جی ہاں ۔ پھر کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشیں ہوں تو آپ دونوں آئے ، آپ اپنے بھتیجے کی وراثت مانگ رہے تھے اور یہ اپنی بیوی کی ان کے والد کی طرف سے وراثت مانگ رہے تھے ۔ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ہمارا کوئی وارث نہیں ہو گا ، ہم جو چھوڑیں گے ، صدقہ ہے ۔

صحیح مسلم باب فے کا حکم حدیث 4577،

اس حدیث مبارکہ میں ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ قسم دیکر معلوم کرتے ہیں،، کیا آپ کو اس حدیث کا علم نہیں تو ان دونوں حضرات کی جانب سے جواب ہاں میں ملتا ہے،،،اس حدیث سے غور کرنے پر ایک اور بات معلوم ہوئی ،،، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا،، آپ دونوں حضرات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھی مطالبہ کرنے گئے تھے،،انہوں نے فرمایا تھا، انبیاء کسی کو وارث نہیں بناتے،،، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس دونوں حضرات مطالبہ کرنے آتے ہیں،،،

یہ ساری روایات اس بات پر صریح طور پر دلالت کرتی ہیں،، انبیاء کسی کو وارث نہیں بناتے،، اس حدیث کا علم سیدہ پاک کو بھی تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی تھا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ

کو بھی تھا،، اب سوال پیدا یہ ہوتا ہے جب ان سب حضرات کو اس حدیث کا علم تھا،، تو کیوں بار بار مطالبہ کیا آخر کیا وجہ تھی حدیث معلوم ہونے کے بعد بھی مطالبہ کیا،،، تو اس کا جواب یہی ہے آپ سب حضرات نے اجتہاد کیا تھا،، جس وجہ سے مطالبہ کیا اجتہاد کیا تھا،، اسے میں تفصیلی طور پر ذکر کرتا ہوں

البدایتہ والنھایتہ میں ہے

وقد روینا ان فاطمتہ رضی اللہ عنھا احتجت اولا بالقیاس وبالعموم فی الآیتہ۔۔۔ فاجابھا الصدیق بالنص علی الخصوص بالمنع فی حق النبی

ہم نے روایت کیا ہے پہلے سیدہ پاک نے قیاس اور آیت کے عموم سے استدلال فرمایا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نص کے ذریعہ جواب دیا کہ حضور علیہ السلام کے ساتھ یہاں پر منع خاص ہے۔

البدایتہ و النھایتہ ج 5 ص 289،،۔

مذکورہ عبارت میں تین چیز بیان کی گئ یے،،

ایک سیدہ پاک نے آیت کے عموم سے استدلال فرمایا،،

دوم یہ کی سیدہ پاک نے قیاس سے استدلال فرمایا،،

سوم یہ کی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نص مختص سے جواب دیا جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مال کو وارثوں میں تقسیم کرنا ممنوع ہے،،،

آپ سیدہ پاک نص مختص سے واقف تو تھی لیکن آپ نے یہ سوچا کہ یہ خبر واحد ہے، اور کتاب اللہ کے حکم عام کی تخصیص خبر واحد

یا قیاس سے جائز نہیں ہے،، اسی لیے آپ نے مطالبہ فرمایا جیسا کہ علامہ ابن حجر ہیتمی، رحمہ اللہ فرماتے ہیں،،

و اما عذر فاطمته فی طلبها مع روایته لها الحدیث فیحتمل انه لکونها رائت ان خبر الواحد لا یخصص القران کما قیل به فاتضح عذره فی المنع و عذرها فی الطلب فلا یشکل علیک ذلک و تامله فانه مهم،،

ترجمہ،، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مطالبہ میں جو عذر پیش کیا ہے اس حدیث مبارکہ میں تو احتمال یہ کہ انہوں نے دیکھا کہ خبر واحد کے ذریعہ قرآن میں تخصیص نہیں کی جا سکتی جیسا کہ کہا گیا ہے تو پس منع و طلب میں دونوں کے عذر کی وضاحت ہو گئ تو اب کوئی اعتراض باقی نہ رہا غور کیجیے کیوں کہ یہ بہت اہم ہے،۔۔،
الصواعق المحرقہ صفحہ 127،،

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے جب خبر واحد سے قرآن کی تخصیص جائز نہیں ہے تو پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تخصیص کیوں کی تو اس کا جواب یہ ہے اگرچہ ہماری طرف نسبت کرتے ہوئے حدیث احاد سے ہے، لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جنہوں نے نبی علیہ السلام کی زبان حق ترجمان سے اپنے کانوں سے سنا ان کے لیے یہ حدیث متواتر، قطعی ہے اور متن کی قطعیت میں آیت موارث کے برابر ہے رہا اپ کا اپنے فہم کے مطابق محمول کرنا تو تمام ممکن احتمالات کو قرینہ حالیہ سے انتفاء کرکے آپ کے نزدیک وہ آیت کی عمومیت کو مخصوص کرنے کی قطعی حجت بن گئ

کیوں کہ محسوسات کا درجہ متواترات سے اوپر ہے،،،،اور یہ کہنا بھی غلط ہو گا کی یہ روایت صرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی نے روایت کی ہے،، بلکہ ہم اوپر صحیح مسلم کی روایت نقل کر آئے ہیں ، جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے اس حدیث میں پوری صحابہ کی جماعت ہے اور قسم کھاکر اس روایت کی تصدیق کرتی ہیں، کہ ہم نے نبی علیہ السلام سے یہ سنا ہے،،، تو بتہ چلا اس روایت کو صرف تنہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے روایت نہیں کیا بلکہ صحابہ کی جماعت نے اس کو روایت کیا ہے، ان روایتوں کو ذکر کرکر مزید جواب طویل نہیں کرنا چاہتا انصاف پسندوں کے لیے تو اتنا ہی کافی ہے

جب ایسا ہے تو یہ خبر واحد نہ رہی،،،

اب جب یہ ثابت ہو گیا سیدہ پاک نے اجتہاد کیا تھا آیت کے عموم سے،، اور یہی اجتہاد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کیا تھا،،تو اب ہم اس طرف آتے ہے آپ نے قیاس سے استدلال کس طرح کیا تھا،،،

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے قیاس سے استدلال فرمایا جیسا کی سنن ترمذی میں روایت ہے،

:جَاءَتْ فَاطِمَةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ ، فَقَالَتْ: مَنْ يَرِثُكَ ؟ قَالَ: أَهْلِي وَوَلَدِي قَالَتْ: فَمَا لِي لَا أَرِثُ أَبِي ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا نُورَثُ ، وَلَكِنِّي أَعُولُ مَنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُولُهُ ، وَأُنْفِقُ عَلَى مَنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ ،

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا: آپ کی وفات کے بعد آپ کا وارث کون ہو گا؟ انہوں نے کہا: میرے گھر والے اور میری اولاد، فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: پھر کیا وجہ ہے کہ میں اپنے باپ کی وارث نہ بنوں؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ "ہم (انبیاء) کا کوئی وارث نہیں ہوتا" (پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا) لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کی کفالت کرتے تھے ہم بھی اس کی کفالت کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس پر خرچ کرتے تھے ہم بھی اس پر خرچ کریں گے۔

(سنن ترمذی حدیث 1608)۔

مسند احمد میں روایت ہے،،

عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ لِاَبِیْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ مَنْ یَرِثُکَ اِذَا مِتَّ؟ قَالَ: وَلَدِیْ وَأَهْلِیْ. قَالَتْ: فَمَا لَنَا لَانَرِثُ االنَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَقُوْلُ: ((اِنَّ النَّبِیَّ لَایُوْرَثُ۔)) وَلٰکِنِّیْ أَعُوْلُ مَنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَعُوْلُ وَأُنْفِقُ عَلٰی مَنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یُنْفِقُ۔

۔ سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا:

جب آپ فوت ہوں گے تو آپ کا وارث کون ہو گا؟ انہوں نے کہا: میری اولاد اور میری بیوی، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: پھر ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث کیوں نہیں بن سکتے؟ انہوں نے کہا: کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک نبی کا وارث نہیں بنا جاتا۔ ہاں میں (ابو بکر) ان کی کفالت کروں گا کہ جن کی کفالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کرتے تھے اور میں ہر اس شخص پر خرچ کروں گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس پر خرچ کیا کرتے تھے۔

(مسند احمد حدیث 6349)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہانے قیاس سے استدلال فرمایا تھا، کیونکہ سیدہ پاک نے دیکھا جب کسی مومن مسلمان کا وصال ہوتا ہے تو اس کی وراث اس کی اولاد اور گھر والوں پر تقسیم ہوتی ہے حتی کے کہ خلیفتہ المسلمین حضرت ابو بکر کی وراثت ان کی اولاد اور گھر والوں پر تقسیم ہو گی تو میرے والد محترم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت بھی اسی طرح تو تقسیم ہونی چاہے جیسا کی سیدہ پاک نے فرمایا لیکن جب حضرت ابو بکر سے حدیث سنی اور آپ پر دلیل واضح ہو گی تو اپنے موقف سے رجوع فرما لیا اور پھر کبھی مطالبہ نہ فرمایا،،

اگر یہ باتیں ٹھیک سے پڑھنے کے بعد غور کرے اگر سیدہ پاک کے اس موقف کو اس معاملہ میں حق پر مانا جائے تو خلیفہ راشد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ضرور یہ ماننا پڑیگا کہ آپ سے اپنے اس موقف میں خطائے اجتہادی ہوئی

حالاں کہ معاملہ ایسا نہیں ہے، بلکہ اس معاملہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حق پر ہونے کو ، تمام صحابہ کرام حضرت علی رضی اللہ عنہ بلکہ خود سیدہ پاک نے قبول فرمایا،،

جیسا کی تفسیر رازی میں ہے،،

ان فاطمتہ علیھا السلام رضیت بقول ابی بکر بعد ھذہ المناظرتہ، و انعقد الاجماع علی صحتہ ذھب الیہ ابو بکر،،،

سیدہ پاک پر سلامتی ہو بیشک وہ اس مباحثہ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے راضی ہو گئیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے موقف کی صحت پر اجماع منعقد ہو گیا۔،،

(تفسیر رازی جلد 9 ص 514)

وہ حضرات ان عبارتوں پر غور فرمائیں جو سرے سے ہی اس معاملہ میں اجتہاد کا انکار کرتے ہیں، کیا ان عبارتوں احادیث اور اقوال سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سیدہ پاک نے اجتہاد فرمایا تھا،،

سیدہ پاک کا مطالبہ اس وجہ سے تھا کہ آپنے سوچا آیت میراث کے مقابلے میں جو حدیث ہے وہ خبر واحد ہے، جس سے تخصیص جائز نہیں لیکن بعد میں آپ پر معاملہ واضح ہو گیا ،اسی کو اجتہاد کہا جاتا ہے مجتہد حکم شرع کے حصول کے لیے حتی الوسع کوشش کرے اگر دلیل کے مخفی ہونے کے سبب درست حکم کو نہ پا سکے تو مخطی ہے اور اگر مراد کو پہنچ جائے تو مصیب ہے اگر اجتہاد نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے گا۔جب سیدہ مطالبہ کر رہی تھی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب اپ کو حدیث سنائی تو سیدہ پاک پر بھی

یہ واضح ہو گیا کی اس معاملہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اجتہاد مصیب ہے، اور حدیث انبیاء کسی کو وارث نہیں بناتے، کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ زیادہ بہتر جانتے ہیں،،خود سیدہ پاک نے یہ فرما دیا،،مسند احمد میں روایت ہے

۔عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ فَاطِمَةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ: أَنْتَ وَرِثْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْ أَهْلُهُ؟ قَالَ: فَقَالَ: لَا، بَلْ أَهْلُهُ. قَالَتْ: فَأَيْنَ سَهْمُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا أَطْعَمَ نَبِيًّا طُعْمَةً ثُمَّ قَبَضَهُ، جَعَلَهُ لِلَّذِييَقُومُ مِنْ بَعْدِهِ۔)) فَرَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّهُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ. فَقَالَتْ: فَأَنْتَ وَمَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمُ۔

سیدنا ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاں پیغام بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث آپ ہیں یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کے افراد؟ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: جی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وارث میں نہیں ہو

بلکہ آپ کے اہل خانہ ہی ہیں، سیدہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حصہ کہاں ہے؟ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب آپ نے کسی نبی کو کوئی چیز عطا کرتا ہے اور اسکے بعد اپنے نبی کی روح کو قبض کر لیتا ہے تو وہ چیز اس کے خلیفہ کے کنٹرول میں آجاتی ہے۔ پس میں نے سوچا ہے کہ میں اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دوں، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تو پھر آپ ہی اس کو جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سنی ہے، بہتر جانتے ہیں۔

(مسند احمد حدیث 12168)

اس حدیث میں سیدہ پاک واضح فرمارہی ہے،، کہ آپنے جو نبی پاک سے حدیث سنی ہے، آپ زیادہ بہتر جانتے ہیں،،

اسی وجہ سے سیدہ پاک نے مطالبہ ترک کر دیا تھا،جو فیصلہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے، اس فیصلہ کے متعلق حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،،

قال زید واللہ لو رفع الامر فیھا الی لقضیت بقضاء ابی بکر۔۔،

حضرت زید نے فرمایا اللہ کی قسم اگر یہ معاملہ میرے پاس آتا تو میں وہی فیصلہ کرتا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا،،،

(الصواعق المحرقة صفحہ 127،،۔،،

اب نہ جانے جو لوگ سیدہ پاک کے اجتہاد کا انکار کرتے ہیں ان کے پاس اس انکار کی کیا وجہ ہے،،۔ ورنہ علمائے کرام کی اقوال و عبارات احادیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مطالبہ ، اجتہاد کر کے فرمایا تھا،،،

واللہ اعلم بالصواب

فقیر محمد دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

فاسق سے ممبر رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر نعت پڑھوانا کیسا

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان کرام اس مسئلے کے ذیل میں کہ ایک شخص داڑھی منڈا ہے فرض نماز کا پابند بھی نہیں ہے اور وہ ممبر رسول پر بیٹھ کر حضور صلی االلہ علیہ وسلم کی شان میں نعت خوانی کر رہا ہے اور عوام اس پر پیسے لٹا رہی اور اسکی واہ واہ کر رہی ایسے شخص کے اوپر کیا حکم شرع ہو گا برائے کرم باحوالہ تفصیلی جواب عنایت فرمادیں - سائل محمد فیضان رضا عطاری

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

ان افعال کا قبیحہ کا مرتکب سخت ترین کبائر کا مرتکب ہے،،اور ان افعال کا ارتکاب فاسق فاجر بلکہ نہایت سخت ترین فاسق فاجر مستحق عذاب نار ہے ایسے شخص کو ممبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بٹھانا اور اسے مجلس یا جلسہ یا کانفرنس وغیرہ میں بلاکر نعت پڑھوانا حرام ہے،،

امام اہلسنت فرماتے ہیں

افعال مذکورہ سخت کبائر ہیں، ان کا مرتکب اشد فاسق مستحق عذاب نار اور دنیا میں مستوجب ہزاراں ذلت وہوں ان خوش اوازی خواہ کسی علت نفسانی کے باعث اسے منبر و مسند پر کہ

حقیقتہ مسند حضور پر نور صلی اللہ علیہ والم ہے تعظیما بٹھانا اس سے مجلس مبارک پڑھوانا حرام ہے،، تبین الحقائق و فتح المعین و طحطاوی علی مراقی الفلاح و غیرہ میں ہے،،

فی تقدیم الفاسق تعظیمه و قد وجب علیهم اهانته شرعا،،

فاسق کو اگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے، حالانکہ بوجہ فسق لوگوں پر شرعاً اس کی توہین کرنا واجب اور ضروری ہے

الفتاوی الرضویہ الجلد الثالث و العشرون الصفحتہ 734 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

اعلی حضرت نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر کیوں نہ فرمائی

السلام علیکم و رحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں، اسماعیل دہلوی کی تکفیر فضل حق خیر آبادی نے فرمائی، اور دیگر علمائے کرام نے تکفیر کی، لیکن فاضل بریلوی امام احمد رضا نے تکفیر کیوں نہ فرمائی،، کیا وجہ تھی جس وجہ سے کف لسان کیا،،،

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجواب ھو الھادی الصواب

مولوی اسماعیل دہلوی اپنی عبارات کفریہ کے سبب کافر مرتد ہے،، چونکہ علامہ فضل حق خیر آبادی رحمہ اللہ کا وصال 1278 ھ میں ہوا اور اس وقت تک اسماعیل دہلوی کی توبہ مشہور نہیں ہوئی تھی، جس کی بنا پر آپ نے اس کی تکفیر فرمائی،، بر خلاف اس کے امام اہلسنت محدث بریلوی کی ولادت 1272 ھ میں ہوئی ،، اور آپ کا وصال 1340 ھ میں ہوا،،۔

اس وقت تک اسماعیل دہلوی کی توبہ مشہور ہو چکی تھی اس لیے آپ نے احتیاطاً اس کی تکفیر سے کف لسان فرمایا،،۔ جیسا کی خود تحریر فرماتے ہیں،، کہ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے کف لسان ماخوذ و مختار و مرضی و مناسب ،،،

فتاوی رضویہ جلد 15 صفحہ 242

اور احتیاط کی وجہ اسماعیل دہلوی کا اپنے اقوال کفریہ ملعونہ سے توبہ کی خبر مشہور ہونا ہے،،

یہی وجہ تھی جس وجہ سے امام اہلسنت نے تکفیر سے کف لسان فرمایا،،، صدر الافاضل مرادآبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں،،
چونکہ اسماعیل کی نسبت یہ مشہور تھا کہ اس نے اپنے تمام اقوال سے توبہ کرلی تھی اس لیے علمائے محتاطین نے اس کو کافر کہنے سے احتیاطا زبان روکی،،،۔
آپ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں،،
جن علمائے کرام نے سنا اس کی نسبت توبہ شہرت ہے انہوں نے احتیاط کی اور مفتی کو ایسا ہی چاہے جیسا کی ائمہ دین نے یزید کی تکفیر سے احتیاط کی،،

اطیب البیان صفحہ 339
واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

مداری سلسلہ میں بیعت ہونا کیسا

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مداری سلسلہ میں بیعت ہونا کیسا ہے،،

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

ایک ایسے ہی سوال کے جواب میں امام اہلسنت محدث بریلوی فرماتے ہیں، حضرت شاہ بدیع الدین مدار قدس سرہ الشریف اکابر اولیائے عظام سے ہیں، مگر ولی ہونے کو یہ ضروری نہیں کہ اس سے سلسلہ بیعت بھی جاری ہو۔ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں صرف چند صاحبوں سے سلسلہ بیعت ہے،باقی کسی صحابی سے نہیں۔پھر ان کی ولایت کو کس کی ولایت پہنچ سکتی ہے۔اس خاندان کا جو سلسلہ اکابر میں چلا آیا ہے وہ محض تبرک کے لئے ہے۔جیسے حدیث شریف کا سلسلہ،باقی افاضہ کا اجراء اس سے نہ ہوا،جیساکہ حضرت سیدنا میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ السامی نے سبع سنابل شریف میں فرمایا:توجسے بیعت صحیحہ سلاسل نافذہ منفقہ میں ہو وہ اپنے مشائخ سے تبرکًا اس سلسلہ کی بھی سند لے لے تو حرج نہیں،اوراسی پر اکتفاء،اور خصوصًا اہل فسق جو اکثر اس سلسلہ کا غلط نام بدنام کرنے والے ہیں ان سے رجوع،یہ باطل اور ممنوع ہے

فتاوی رضویہ جلد 26 صفحہ 556

واللہ اعلم بالصواب

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

نبی اور رسول کسے کہتے ہیں

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ امید ہے بخیر ہونگے حضور والا کی بارگاہ میں عرض ہے۔ کہ نبی اور رسول کی وضاحت فرمائیں قرآن و احادیث کی روشنی میں؟

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ الجواب ھو الھادی الی الصواب
نبی کا لغوی معنی ہے اللہ عزوجل کی طرف سے خبر دینے والا۔، پیشن گوئی کرنے والا خدا تعالیٰ کے متعلق خبریں دینے والا،، اور رسول کے معنی ہے بھیجا ہوا،،، نبی اور رسول دونوں کا اصطلاحی معنی ہے وہ انسان اور بشر جس کو اللہ نے اپنے احکام کی تبلیغ کے لیے مخلوق کی طرف بھیجا ہو، اور ان دونوں میں یہ فرق بھی کیا جاتا ہے کہ نبی وہ ہے جس پر وحی نازل کی گئ ہو عام ازیں کہ اس پر کتاب بھی نازل کی گئ ہو یا نہیں، اور رسول وہ انسان ہے اس پر کتاب بھی نازل کی گئ ہو اور وحی بھی نازل کی گئ ہو،،،،

شرح عقائد میں علامہ تفتازانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں،،
والرسول انسان بعثہ اللہ تعالی الی الخلق لتبلیغ الائحکام، وقد یشترط فیہ الکتاب بخلاف النبی فانہ اعم،،

اور رسول وہ انسان ہے جسے اللہ عزوجل نے تبلیغ احکام کے لیے مخلوق کی طرف مبعوث کیا ہو۔، کبھی اس میں کتاب کی بھی شرط لگائی جاتی ہے، بر خلاف نبی کے، لہذا نبی عام ہے،،

میر سید شریف علی بن جرجانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں،،
الرسول انسان بعثہ اللہ الی الخلق لتبلیغ الاحکام ،،،
رسول وہ انسان ہے جسے اللہ احکام کی تبلیغ کے لیے

مخلوق کی طرف بھیجتا ہے،،

کتاب التعریفات صفحہ 81،۔

علامہ کمال الدین ابن ھمام رحمہ اللہ لکھتے ہیں،،

النبی انسان بعثہ لتبلیغ ما اوحی لیہ و کذا الرسول،،،

نبی وہ انسان ہے جس کو اللہ نے اس کی طرف کی ہوئی وحی کی تبلیغ کے لیے بھیجا ہو رسول کی بھی یہی تعریف ہے،،۔

المسائرہ مع المسئرہ صفحہ 207

علامہ عبد العزیز پر ہاروی رحمہ اللہ نے یہ تعریف نقل کی ہے،،

والرسول انسان بعثہ اللہ تعالی الی الخلق لتبلیغ الاحکام الشرعیہ،،

رسول وہ انسان ہے جس کو اللہ نے مخلوق کی طرف احکام شرعیہ پہنچانے کے لیے بھیجا ہے،،

النبراس صفحہ 79

صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں،انبیاء وہ بشر ہے جن کے پاس اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے، یہ وحی کبھی فرشتہ کی معرفت سے آتی ہے کبھی بے واسطہ

کتاب العقائد صفحہ 8

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمہ لکھتے ہیں،نبی اس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ نے ہدایت کے لیے وحی بھیجی ہو،،اور رسول بشر ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملائکہ میں بھی رسول ہیں،،۔

بہار شریعت جلد 1 صفحہ 30

دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

میں مسلمان بعد میں پہلے ہندوستانی یا انسان ہوں کہنا کیسا

السلام علیکم حضرت خیریت سے ہیں
حضرت ایک شخص نے دورانِ تقریر یہ جملہ استعمال کیا کہ ہم ہندو ہوں مسلم ہوں سکھ ہوں عیسائی ہوں مگر ہم سب سے پہلے ہندوستانی ہیں اس کے لیے کیا حکم شرع ہو گا

وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ وبرکاتہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب

ہم ہندوستانی پہلے ہیں مسلمان بعد میں،، یہ کلمہ بھی کہا جاتا ہے، ہم انسان پہلے ہیں مسلمان بعد میں ،،یہ دونوں جملے کفر ہیں توبہ و تجدید ایمان کرے،،، اس طرح کے کلمات سیکولروں کے اجاد کیئے ہوئے ہیں عوام کو پھسانے یا یہ کہو گمراہ کرنے اور الحاد کی طرف لیکر جانے والی ایک خوشنما دلیل ہے،،
چونکہ مسلمان ہونے کا مطلب یہ ہے میں اصلا و حقیقتاً خدا کا بندہ ہوں ایمان والا ہوں،، اور کیا اس حقیقت کے علاوہ کوئی اور بھی ہماری حقیقت ہے جس کا یہ اقرار کرانا چاہتے ہیں ان کلمات سے کہ ہندوستانی یا انسان پہلے ہوں بعد میں مسلمان ہوں،،اصل میں اس کے دو جواب ہیں ایک یہ کہ میں خدا کا بندہ مسلمان ہوں،،،دوسرا یہ کہ میں آزاد و قائم بالذات ہوں،، مسلمان ہونے سے قبل انسان یا ہندوستانی ہونے کی دعوت کا اصل مطلب اس بات کا اقرار کروانا ہے کہ میں اصلا آزاد ہوں میرا کوئی مذہب کوئی خدا نہیں ہے،، اور یہ جو اپنے کو مسلمان سمجھا جاتا ہے تو یہ اسی آزاد ہستی کے اپنے ارادے کے تحت اختیار کردہ اپنی ذات کے بارے میں کچھ تصورات ہیں،،جو اصل حقیقت نہیں ،یعنی آسان الفاظ میں یہ سمجھے میں حقیقت کے اعتبار سے آزاد ہوں،، کسی کا پابند نہیں اور اسی آزادی نے یہ اختیار دیا ہے،، کی مسلمان ہونے کا جو تصور ہے وہ اپنایا جائے لیکن اسلام کو جو تصور ہے وہ حقیقی نہیں ہے،،

یعنی اصلا میں مسلم نہیں،،، جب ان کلمات میں آزادی کا اظہار ہے اور اللہ کے احکام کا پابند نہ ہونے کا اظہار ہے اور ایک خدا کو نہ ماننے کا اظہار ہے تو یہی الحاد کی بنیاد ہے جو کہ کفر ہے، خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ کہنا میں مسلمان بعد میں انسان یا ہندوستانی پہلے ہوں یہ کہنا کفر ہے، کہ اس میں اپنی اصل کو خدا اور ایمان سے الگ قرار دینا ہے جو کہ کلمہ کفر ہے،،

واللہ اعلم بالصواب

فقیر دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

(امام عالی مقام کے قاتل کیا کافر ہیں)

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ مفتی صاحب سے عرض ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے عمر بن سعد کے متعلق اہلسنت کا کیا عقیدہ ہے؟وہ مسلمان تھے وغیرہ-سائل عبداللہ ملتان

وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

امام عالی مقام اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کرنے والے فاسق و فاجر ضرور ہیں، لیکن وہ کافر نہیں ہیں،، ہاں اگر امام عالی مقام کو قتل اس وجہ سے کیا جاتا کہ وہ نبی علیہ السلام کے نواسے ہیں یا یہ کہ نبی علیہ السلام کے جانشین ہیں، تو ضرور کافر ہیں-علامہ مفتی شریف الحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں،امام عالی مقام اور آپ کے ساتھیوں کو اس وجہ سے قتل کیا جاتا کہ وہ نبی علیہ السلام کے نواسے یا جانشین ہیں تو ضرور کافر ہیں،، مگر کربلا میں امام عالی مقام اور آپ کے ساتھیوں کو نواسے رسول جانشین رسول ہونے کی وجہ سے قتل نہیں کیا گیا،، بلکہ وہ ظالم یزید کو خلیفہ برحق مانتے تھے،۔ اور امام عالی مقام کو باغی،، اس لیئے امام عالی مقام کو شہید کرنے والے کافر نہیں۔البتہ بدترین فاسق فاجر جفاکار ضرور ہیں،،۔ اس لیئے کے ان کا گمان فاسد تھا۔ یزید خلیفہ برحق نہ تھا، اور نہ ہی امام عالی مقام باغی تھے۔ یزید غاصب متغلب تھا،، حق خلافت اس کو حاصل نہ تھا اور نہ اس کا وہ اہل تھا۔، شبہ کا فائدہ ہمیشہ ملزم کو پہنچتا ہے،۔ اسی بنا پر علماء نے انہیں کافر نہیں کہا۔، علامہ ابن حجر ہیتمی الصواعق المحرقہ میں فرماتے ہیں،،۔ قاتل حسین کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔، اس نے گناہ عظیم کا ارتکاب کیا ہے۔ قتل پر صرف اس قاتل کی تکفیر کی جائے گی جو نبی کا قاتل ہو ۔(فتاوی شارح بخاری جلد 2 صفحہ 48)

واللہ اعلم بالصواب

فقیر دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

شیعہ کا ذبیحہ کھانا کیسا ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شیعہ کے یہاں کا ذبح کرا کھانا، کیسا ہے ،، اس پر روشنی ڈالیں۔،

الجواب ھو الھادی الی الصواب

شیعہ کے یہاں کا ذبح کیا ہوا کھانا ناجائز مثل مردار ہے،،

امام اہلسنت فرماتے ہیں، آج کل کے رافضی تبرائی علی العموم کافر مرتد ہیں، شاید ان میں گنتی کے ایسے نکلیں جو اسلام سے کچھ حصہ رکھتے ہوں،ان کا عام عقیدہ یہ ہے کہ یہ قرآن شریف جو بحمد اللہ تعالٰی ہمارے ہاتھو ں میں موجود ہے یہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد پورا نہ رہا،اس میں سے کچھ پارے یا سورتیں یاآیتیں صحابہ کرام اور اہلسنت نے معاذ اللہ کم کردیں،اور یہ بھی ان کے چھوٹے بڑے سب مانتے ہیں کہ حضرت مولا علی ودیگر ائمہ اطہار کرم اللہ تعالٰی وجوہہم اگلے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل تھے، یہ دونوں عقیدے خالص کفر ہیں جو شخص قرآن مجید سے ایک حرف،ایک نقطہ کی نسبت ادنٰی احتمال کے طور پر کہے کہ شاید کسی نے گھٹادیا یا بڑھادیا یابدل دیا ہو وہ کافر ہے اور قرآن عظیم کا منکر، یونہی جو کسی غیرنبی کو کسی نبی سے افضل بتائے وہ بھی کافر، اور جبکہ ان اشقیاء نے باوصف ادعائے اسلام عقائد کفر اختیار کئے تو مرتد ہوئے،

فتاوٰی عالمگیری میں ہے:

ھؤلاء القوم خارجون عن ملۃ الاسلام و احکامہم احکام المرتدین ،،

یہ قوم ملت اسلامیہ سے خارج ہے ان کے احکام مرتدین والے ہیں،۔
اور مرتد کے ہاتھ کا ذبیحہ نرا حرام ومردار سوئر کی مانند ہے۔، اگرچہ اس نے لاکھ تکبیریں پڑھ کر ذبح کیا ہو، درمختارمیں ہے:

لاتحل ذبیحۃ غیر کتابی من وثنی ومجوسی و مرتد۔

غیر کتابی کا ذبیحہ حلال نہیں ہے خواہ وہ بت پرست ہو مجوسی ہو یا مرتد ہو۔ اسی طرح جس مذہب کا عقیدہ حد کفر تک پہنچا ہو، جیسے نیچیری کہ وجود ملائکہ ووجود جن وجود شیطان وجود آسمان وصحت معجزائے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃوالسلام وحشر ونشر وجنت و نار بطور عقائد اسلام وغیرہا بہت ضروریات دینیہ سے منکر ہیں۔یونہی وہ وہابی کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مثل سات یا چھ یا دو یا ایک خاتم النبیین کسی طبقہ زمین میں کبھی موجود مانے یا ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کسی اور کو نبوت ملنی جائز جانے اور اسے آیۃ وخاتم النبیین کے مخالف نہ سمجھے،یانبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی توہین شان اقدس کے لئے حضور کو بڑا بھائی،اپنے آپ کو چھوٹا بھائی کہے،یا حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نسبت یہ ناپاک کلمہ لکھے کہ مرکر مٹی میں مل گئے، وعلی ہذاالقیاس جو بد مذہب ضروریات دین اسلام میں سے کسی عقیدہ کا منکر ہو یا اس میں شرک کرے یا تاویلیں گھڑے،باجماع تمام علماء اسلام وہ سب کے سب کافر ومرتد ہیں اگر چہ لوگوں کے سامنے کلمہ،نماز قرآن پڑھتے، روزہ رکھتے، اپنے آپ کو سچا پکا مسلمان جتاتے ہوں کہ جب وہ ضروریات اسلام کے منکر ہوئے تو انھوں نے خدا ورسول وقرآن کو صاف صاف جھٹلایا،پھریہ جھوٹے طورپر کلمہ وغیرہ کیا نفع دے سکتاہے۔نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی منافق لوگ کلمہ ونماز پڑھتے اور اپنے آپ کوقسمیں کھا کھاکر مسلمان بتاتے تھے اور اللہ تعالٰی نے ان کی ایک نہ سنی اور صاف فرمایا "وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ ،،۔

اللہ گواہی دیتاہے کہ یہ لوگ نرا جھوٹے ہیں،، دعوی اسلام کرتے ہیں،،،۔

خاص ایسے لوگوں کے کفر میں ہر گز شک نہ کیا جائے کہ

جو ان کے عقیدہ پر مطلع ہو کر پھر سمجھ بوجھ کر ان کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ در مختار میں ہے:

من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر واما ارتدادہم فہو الصحیح الثابت المنصوص علیہ کما اوضحناہ بتوفیق اللہ تعالٰی فی السیر من فتاوٰینا وفی رسالتنا" المقالۃ المسفرۃ عن احکام البدعۃ المکفرۃ"۔

جو ان کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ کافر ہے ،۔ لیکن ان کا ارتداد تو صحیح ثابت منصوص علیہ ہے جیسا کہ ہم نے اللہ تعالٰی کی توفیق سے اپنے فتاوٰی کے باب السیر میں واضح کر دیا ہے نیز اس اپنے رسالہ "المقالۃ المسفرۃ عن احکام البدعۃ المکفرۃ" میں بیان کیا ہے۔،

اس قسم کے ہر بدمذہب کا ذبیحہ مردار وحرام، ان کے ساتھ نکاح حرام وباطل و محض زنا، ان کے ساتھ کھانا پینا بیٹھنا اٹھنا،ملنا جلنا، کوئی برتاؤ مسلمان کا سا کرنا ہر گز ہر گز کسی طرح جائز نہیں،ہاں جو مذہب دین اسلام کی ضروری باتوں سے کسی بات میں شک نہ کرتا ہو، صرف ان سے نیچے درجہ کے عقیدوں میں مخالف ہوں، جیسے رافضیوں میں تفضیلی، یا وہابیوں میں اسحاقی وغیرہم وہ اگرچہ گمراہ ہے کافر نہیں اس کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے،۔

(فتاوٰی رضویہ جلد 20 صفحہ 246)

واللہ تعالٰی اعلم بالصواب

فقیر دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

(شاہ است حسین یہ شعر کس نے لکھا ہے)

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کیا فرماتے ہیں علماء کرام مفتیان شرع شاہ است حسین بادشاہ است حسین یہ شعر کس نے لکھا اور اس کا پڑھنا کیسا ہے حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائے-السائل.. غلام احمد رضا جھارکھنڈ

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

اس بارے میں فقیر کی کوئی تحقیق نہیں ہے ،، البتہ اس سوال کے متعلق علامہ شریف الحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔،، باجود تتبع تام استقراء حتی الامکان کے تا ہنوز حضرت سلطان الہند خواجہ غریب نواز رحمہ اللہ یا ان کے سلسلے کے بزرگوں یا ہندوستان کے معتمد مصنفین کی تصنیفات میں کہیں اس رباعی کا تذکرہ نہیں۔، قصاص قسم کے واعظین بڑے طم طراق سے اسے حضرت غریب نواز کی طرف منسوب کرتے ہیں،، میں نے ان قصاص سے پوچھا کہ اس کی کیا سند ہے تو اب تک کوئی بھی اس کی سند نہیں پیش کر سکا کسی نے بازاری رسالوں کا نام لیا کسی نے کسی واعظ کا حوالہ دیا۔ حد یہ ہے غریب نواز کی طرف ایک دیوان منسوب ہے۔، اس میں بھی یہ رباعی نہیں ہے۔، غرض کے اب تک یہ ثابت نہیں کہ سلطان الہند کی رباعی ہے۔، حضرت غریب نواز کے آستانہ عالیہ پر میں نے کہیں کندہ نہیں دیکھی۔، ہو سکتا ہے کندہ ہو میں نے دسوں بار کی حاضری کے باوجود کتابت پڑھنے کی بھی کوشش نہیں کی۔، میرا ذوق یہ ہے کہ جتنی دیر کتابت کے پڑھنے میں مصروف رہوں اتنی دیر مواجہ اقدس میں کیوں نہ وقت گزاروں۔، اور اگر بالفرض یہ رباعی وہاں کندہ ہو بھی تو یہ اس کی دلیل نہیں کہ رباعی حضرت کی ہو ، *(فتاوی شارح بخاری جلد 2 صفحہ 204)*

واللہ اعلم بالصواب

فقیر دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

بھارت ماتا کی جے کہنا کیسا

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

بھارت ماتا کی جے کا نعرہ لگانا کیسا ہے؟ کوئی لگا دے تو کیا حکم شرع ہو گا؟
قرآن وحدیث کہ روشنی میں جواب عنایت فرمائیں
سید ابوالفرح امجھر شریف

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب

بھارت ماتا کی جے بولنا کفر ہے،
بھارت ماتا ہندوؤں کی ایک دیوی ہے جو کہ معبود باطل ہے ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ اس ملک کی مٹی ہم کو کھانا رہنا دیتی ہے ، یہ ہماری ماتا دیوی ہے جو کہ معبود ہے ، اس لیئے بھارت ماتا کی جے ہم لوگ کہا کرتے ہیں، ، مسلمان کو بھارت ماتا کی جے کہنا کفر ہے کہنے والا توبہ و تجدید ایمان کرے،،
مفتی شریف الحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں بھارت ماتا کی جے کہنا کفر ہے،،
بھارت ماتا کی جے وندے ماترم مہاتما گاندھی کی جے لگانے والا دین سے خارج ہو گئے ، ان کے سارے اعمال حسنہ اکارت ہو گئے ان کی بیویاں ان کے نکاحوں سے نکل گئیں ان سب پر فرض ہے بلا تاخیر ان کفری اقوال سے توبہ و تجدید ایمان کریں،

(فتاوی شارح بخاری جلد 2 صفحہ 589)

واللہ اعلم بالصواب
فقیر محمد دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

ایسے پروگرام جس میں تمام مذہب کے لوگ جمع ہو بھارت ماتا کی جے کہا جائے تو اس میں جانا کیسا*

السلام علیکم و رحمتہ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ پندرہ اگست کا ایک پروگرام رکھا گیا ہے مسجد اور مندر کے درمیان کی جگہ پر وہاں تمام مذہب کے لوگ ہاتھ میں جھنڈا لیئے حاضر ہوں گے اور بھارت ماتا کی جے اور راشٹر گان بھی پڑھا جائے گا،، اس پروگرام میں جانا کیسا ہے، نیز امام مسجد اور دیگر لوگوں کی بھی اجازت ہے اس پروگرام کرنے کی،،،

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ وبرکاتہ
الجواب ھو الھادی الصواب
اس طرح کے پروگرام کی اجازت دینا اشد حرام ہے اور اس طرح کے پروگرام میں جانا بھی حرام ہے،، جن گڑ من گڑ پھڑنا بھی ناجائز ہے،،اور بھارت ماتا کی جے لگانا کفر ہے،، لہذا اس طرح کے پروگرام میں ہر گز نہ جایا جائے، اور نہ ہی اس پروگرام کی اجازت دی جائے،، اگر پروگرام ہوتا ہے اور اس میں یہ سب امور کو انجام دیا جاتا ہے تو حرام و کفر ہے،،
بھارت ماتا کی جے بولنا کفر ہے،
بھارت ماتا ہندوؤں کی ایک دیوی ہے جو کہ معبود باطل ہے ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ اس ملک کی مٹی ہم کو کھانا رہنا دیتی ہے ، یہ ہماری ماتا دیوی ہے جو کہ معبود ہے ، اس لیئے بھارت ماتا کی جے ہم لوگ کہا کرتے ہیں،،
مسلمان کو بھارت ماتا کی جے کہنا کفر ہے کہنے والا توبہ و تجدید ایمان کرے،،

مفتی شریف الحق رحمہ اللہ

فرماتے ہیں بھارت ماتا کی جے کہنا کفر ہے،، بھارت ماتا کی جے وندے ماترم مہاتما گاندھی کی جے لگانے والے دین سے خارج ہوگئے، ان کے سارے اعمال حسنہ اکارت ہوگئے ان کی بیویاں ان کے نکاحوں سے نکل گئ ان سب پر فرض ہے بلا تاخیر ان کفری اقوال سے توبہ و تجدید ایمان کریں،،

(فتاوی شارح بخاری جلد 2 صفحہ 589)

واللہ اعلم بالصواب

فقیر محمد دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

کیا دس محرم کو دکان بند رکھنی چاہئے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علماء کرام مفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ نو دس محرم الحرام کو کاروبار کر سکتے ہیں مطلب دوکان وغیرہ کھول سکتے ہیں یا بند کرنی چاہیے اس حوالے سے رہنمائی فرماکر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں
المستفتی نعمان شیخ پاکستان*

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

الجواب ھو الھادی الصواب

شرع شریف کی طرف سے ایسا کوئی حکم نہیں کہ دوکان وغیرہ بند کرے، رہا یہ کہ تعظیم یا ادبا، تو نہ تو اس طرح کوئی تعظیم ہے اور نہ ہی کوئی یہ ادب ہے، بہتر ہے دوکان کھولے کاروبار کرے حلال کمائیں اور اپنے اہل عیال پر خرچ کریں، اس میں ثواب بھی پائے گا،، نہ کہ یہ کہ دوکان بند کرے اور خود بھی پریشان ہو اور گھر والوں کو بھی پریشانی میں ڈالے،،

واللہ اعلم بالصواب
فقیر دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

شریعت کی ایسی کی تیسی کہنے والے پر کیا حکم ہے)*

السلام علیکم و رحمتہ اللہ وبرکاتہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں،، ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا تم یہاں سے چلی جاؤ اپنے گھر،،
اس پر بیوی بولی اکیلے کیسے جا سکتی ہوں میں،،
تو اس پر شوہر نے بولا شریعت کی ایسی کی تیسی
تو شوہر پر کیا حکم ہو گا جواب عنایت فرمائے،،

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ وبرکاتہ
الجواب ھو الھادی الصواب
یہ کہنا شریعت کی ایسی کی تیسی کفر ہے اس میں شریعت کی توہین ہے ، اور پھر ایک شرعی مسئلہ کی ضد میں اس طرح کہنا شریعت کی ایسی کی تیسی بہت بڑا جرم کفر ہے ، توبہ تجدید ایمان و تجدید نکاح کرے،،

واللہ اعلم بالصواب
فقیر محمد دانش حنفی
ہلدوانی نینیتال

(میں چاہوں تو اس زید کا رزق بند ہو جائے کہنا کیسا)

السلام علیکم* ورحمتہ للہ وبرکاتہ۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ذیل کے مسئلے کے بارے میں

کہ زید ایک نعت خواں ہے جسے عوام و خواص میں کافی مقبولیت حاصل ہے اور بکر ایک مکتب کا سرپرست ہے زید سے کسی ذاتی رنجش کی وجہ سے بکر کہتا ہے کہ زید شکر منائے کہ ہم نے ابھی تک اسکے رزق پر لات نہیں ماری ہے اگر میں چاہوں تو اس کا رزق بند ہو جائے دانے دانے کے لئے وہ محتاج ہو جائے۔اب سوال یہ ہے کہ بکر کے مذکورہ جملوں پر شریعت کا کیا حکم نافذ ہو گا، قران و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں کرم ہو گا۔

فقط والسلام خدا حافظ محمد رہبر القادری بلرامپور

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب-رزق دینے والی ذات اللہ عزوجل کی ہے وہ اپنی مخلوق کو رزق عطا فرماتا ہے جسے جتنا چاہے عطا فرماتا ہے،، ساری مخلوق اسی کی محتاج ہے وہی رزق دینے والا ہے۔اللہ کریم قران پاک میں فرماتا ہے،،

وَاللّٰہُ یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ

اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے(البقرتہ ایت 212)

بکر کا یہ جملہ خلاف شرع ہے بکر خود اللہ کا محتاج ہے اگر اللہ اپنا رزق روک لے تو بکر کو اتنی طاقت نہیں کہ وہ خود کہیں سے کچھ رزق کھا سکے ، بکر کو اللہ سے ڈرنا چاہئے کے اس طرح کے الفاظ سے اللہ کریم ناراض ہو گیا تو اس کا کیا بنے گا اپنے ان الفاظ سے توبہ کرے اور آئندہ اس طرح کے کلمات نہ بولے اللہ کریم کا عاجز بندہ بنکر زندگی گزارے اور اللہ سے ہر دم ڈرتا رہے،،

واللہ اعلم بالصواب

فقیر دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

(مسلمانوں کا کوئی مذہب نہیں ہنود کا مذہب صحیح ہے کہنا کیسا)

السلام علیکم و رحمتہ اللہ -کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں، کی زید نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی شریعت کا حکم یہ ہے کہ اب حلالہ ہوگا یہ قانون بتانے پر زید کے والدین اور بہن نے اس قانون کو مان نے سے انکار کردیا اور اس کی شد و مد کے ساتھ مخالفت کی اور مغلظات بکی، والد نے کہا کی اہل ہنود کا مذہب صحیح ہے اور وہ صحیح کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا کوئی دھرم نہیں ہے۔ اور شریعت کو گالی بھی دی والدہ نے کہا کی ہم اس قانون کو نہیں مانیں گے ایسا کچھ نہیں ہے،،بہن نے بھی اس قانون کو مان نے سے انکار کردیا اور علماء کی ماں کو گالیاں دی حضور ایسے لوگوں پر شریعت کا کیا حکم ہے جو دین اسلام کی مخالفت کرے اور گالیاں دیں، ہمیں اس جواب کا فتوی عطا فرمائیں ،،

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ ۔

الجواب ھو الھادی الی الصواب ۔جن لوگوں نے اس حکم کو مان نے سے انکار کیا اور علمائے کرام کی ماں کو گالیاں دی ،، اگر اس حکم کو اس لیے مان نے سے انکار کیا کہ چونکہ یہ شریعت کا حکم ہے اور شریعت کے حکم کو ہم نہیں مانتے اور علماء کو گالیاں اس لیے دی کہ وہ مذہبی رہنماء ہیں وہ دین کے عالم ہیں تو یہ کفر ہے،، توبہ وہ تجدید ایمان وہ نکاح کرے،، اور اگر صرف اس حکم کو نفس کی شرارت کی وجہ سے نہیں مانا اور علماء کو گالیاں بھی صرف نفس کی شرارت کی وجہ سے دیں اگرچہ یہ بہت بڑا جرم و گناہ ہے لیکن کفر نہیں اپنے اس جرم سے توبہ کرے کہ یہ جرم کفر تک لے جانے والا ہے،،،

اور جن لوگوں نے شریعت کو مغلظات بکے ہیں ہنود کے مذہب کو صحیح ٹھرایا ہے ،، اور مسلمانوں کے مذہب کا انکار کیا ہے وہ سب کافر مرتد ہو گیئے بیوی والے ہیں تو نکاح بھی ختم ہو گیا،،توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح کریں،

واللہ اعلم بالصواب

فقیر دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

(کیا حضرت عمار کو ابو الغادیہ صحابی نے قتل کیا تھا)

السلام علیکم و رحمتہ اللہ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ مسند احمد کی روایت میں ہے حضرت عمار کا قتل ایک صحابی نے کیا ہے جن کا نام ابو الغادیہ ہے وہ خود اس کا اقرار کرتے ہیں کے عمار کو میں نے قتل کیا ہے،

ان صحابی پر کیا حکم ہو گا،،، روایت یہ رہی

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو مُوسَى الْعَنَزِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ كُلْثُومِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ كُنَّا بِوَاسِطِ الْقَصَبِ عِنْدَ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ فَإِذَا عِنْدَهُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو الْغَادِيَةِ اسْتَسْقَى مَاءً فَأُتِيَ بِإِنَاءٍ مُفَضَّضٍ فَأَبَى أَنْ يَشْرَبَ وَذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا أَوْ ضُلَّالًا شَكَّ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ فَإِذَا رَجُلٌ يَسُبُّ فُلَانًا فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَئِنْ أَمْكَنَنِي اللَّهُ مِنْكَ فِي كَتِيبَةٍ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ صِفِّينَ إِذَا أَنَا بِهِ وَعَلَيْهِ دِرْعٌ قَالَ فَفَطِنْتُ إِلَى الْفُرْجَةِ فِي جُرُبَّانِ الدِّرْعِ فَطَعَنْتُهُ فَقَتَلْتُهُ فَإِذَا هُوَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ قَالَ قُلْتُ وَأَيَّ يَدٍ كَفَتَاهُ يَكْرَهُ أَنْ يَشْرَبَ فِي إِنَاءٍ مُفَضَّضٍ وَقَدْ قَتَلَ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ

ترجمہ:کلثوم بن حبر سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ شہر واسط میں عبدالاعلی بن عامر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی دوران وہاں موجود ایک شخص جس کا نام ابوغادیہ تھا نے پانی منگوایا، چناچہ چاندی کے ایک برتن میں پانی لایا گیا لیکن انہوں نے وہ پانی پینے سے انکار کردیا اور نبی ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے یہ حدیث ذکر کی کہ میرے پیچھے کافر یا گمراہ نہ ہوجانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ اچانک ایک آدمی دوسرے کو برا بھلا کہنے لگا، میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! اگر اللہ نے لشکر میں مجھے تیرے اوپر قدرت

عطاء فرمائی (تو تجھ سے حساب لوں گا) جنگ صفین کے موقع پر اتفاقا میرا اس سے آمنا سامنا ہو گیا، اس نے زرہ پہن رکھی تھی، لیکن میں نے زرہ کی خالی جگہوں سے اسے شناخت کرلیا، چناچہ میں نے اسے نیزہ مار کر قتل کردیا، بعد میں پتہ چلا کہ وہ تو حضرت عمار بن یاسر تھے، تو میں نے افسوس سے کہا کہ یہ کون سے ہاتھ ہیں جو چاندی کے برتن میں پانی پینے پر ناگوارئ کا اظہار کر رہے ہیں جبکہ انہی ہاتھوں نے حضرت عمار کو شہید کر دیا تھا۔

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

صحابہ کرام کے درمیان جو کچھ اس طرح کے معاملات ہوئے ہیں اس سے انسان کو دور ہی رہنا چاہئے کسی صحابی پر لعنت ملامت جائز نہیں، اللہ عزوجل نے ان سے راضی ہونے کا اعلان فرمادیا ہے، سارے صحابہ جنتی ہیں، کسی صحابی کی ادنا سے بھی گستاخی جائز نہیں صحابہ کا گستاخ جہنم کا کتا ہے،، جس روایت کا آپ نے ذکر کیا ہے ہر چند کے حضرت ابو الغادیہ یہ فرماتے ہیں کے عمار کو میں نے شہید کیا ہے، لیکن حضرت ابو الغادیہ کا یہ دعویٰ یقینی اور قطعی نہیں ہے جب جنگ ہو رہی ہو اور ہر طرف سے تیر کی بارش ہو رہی ہو نیز زرہ بھی پہنی ہوئ ہو

تو یہ بات یقینی طور پر نہیں کی جا سکتی کی میرا تیر ہی لگا ہے ممکن ہے کسی اور کا تیر لگا ہو۔ اور دیکھنے میں یہ محسوس ہوا ہو کہ میرا ہی تیر لگا ہے اس لیۓ یقینی قطعی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ ابو الغادیہ نے ہی قتل کیا ہے، کیوں کہ حضرت عمار کے قتل کے 2 لوگ اور دعوے دار ہیں جیسا کی مسند احمد میں ہے،،۔

عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ خُوَيْلِدٍ الْعَنْزِيِّ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا عِنْدَ مُعَاوِيَةَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي رَأْسِ عَمَّارٍ يَقُولُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا: أَنَا قَتَلْتُهُ،

حنظلہ بن خویلد عنبری سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر تھا کہ دو آدمیوں نے ان کے ہاں آکر سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے سر کے بارے میں جھگڑنا شروع کر دیا یعنی قتل کے بارے میں، ہر ایک کا دعویٰ یہ تھا کہ اس نے ان کو قتل کیا ہے،

(مسند احمد حدیث 6538)

اس روایت میں ابو الغادیہ کے علاوہ دو لوگ اور قتل کے دعوے دار ہیں

اس طرح ایک قتل کے تین دعوے دار ہو گئے اور ان میں سے ہر ایک یہ کہتا ہے میں نے حضرت عمار کو قتل کیا ہے،،

لہٰذا حضرت عمار کے قتل کی نسبت یقینی قطعی طور پر حضرت ابو الغادیہ کی طرف نہیں کی جا سکتی،،

واللہ اعلم بالصواب

فقیر دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

(نبی علیہ السلام اللہ کے نور میں سے نور ہیں یہ عقیدہ رکھنا کیسا)

السلام علیکم و رحمتہ اللہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ کے نور میں سے نور ہیں، اور اگر کوئ یہ نہیں مانتا تو اس پر کیا حکم ہے، جواب عنایت فرمائیں

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب

نبی علیہ السلام کو یہ کہنا کہ وہ اللہ کے نور میں سے ہیں، یہ عقیدہ رکھنا کفر ہے،، اللہ کے نور میں سے ہیں کا معنی ہے کہ اللہ کا نور ٹکڑے ہو گیا، اور نبی کریم خدا کا جز بن گئے، اور یہ عقیدہ رکھنا سراسر کفر شرک ہے،،
بلکہ یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ اللہ نے نبی کو اپنے نور سے بنایا، جس کا معنی یہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ،اللہ سے بلا واسطہ فیض لینے والے ہیں اور تمام خلقت نے نبی کریم کے واسطے سے فیض حاصل کیا ہے،
نبی کریم کا نور ہونا قران حدیث سے ثابت ہے ، جس کا انکار کرنے والا گمراہ ہے،، البتہ ایسا انسان کافر نہیں،،

واللہ اعلم بالصواب
فقیر دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

(خدا مجھے مداری لگا کہنا کیسا)

السلام علیکم و رحمتہ اللہ

مداری مجھے خدا لگا جب چھوٹا تھا تب، خدا مجھے مداری لگا جب بڑا ہو کر دیکھتا ہوں تماشے اس کے، اگر کوئ یہ کہتا ہے تو اس پر کیا حکم ہے،

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب

اس طرح کہنا کفر ہے توبہ و تجدید ایمان کرے بیوی والا ہے تو ت جدید نکاح بھی کرے،

واللہ اعلم بالصواب
فقیر دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

(اعلی حضرت سے کسی مسئلہ میں خطا نہیں ہو سکتی کہنا کیسا)

السلام علیکم- بد مذہب اعتراض کرتے ہیں کہ احکام شریعت میں لکھا ہے کہ " اعلی حضرت کے قلم کا یہ حال دیکھا کہ مولا تعالیٰ نے اسے اپنی حفاظت میں لے لیا اور قلم و زبان سے ذرا برابر خطا ممکن نہیں"

جبکہ ایسا دعویٰ الانبیاء کرام کے متعلق بھی نہیں ہے کہ ان سے خطائے اجتہادی نہیں ہو سکتی بلکہ حضور ﷺ سے بھی خطائے اجتہادی ہوتی ہے تو اعلی حضرت سے ناممکن ٹھہرانا گستاخی نہیں ،توہین نہیں ؟

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

جو کوئ بھی اس طرح کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے، امام اہلسنت نے اپنی کسی کتاب میں اپنے متعلق یہ دعویٰ ہر گز نہیں کیا ہے بلکہ احتیاط تو یہ ہے اپنے موقف میں امکان خطا سمجھتے ہوئے اپنے فتاوی میں نرمی اور احتیاط کا پہلو اپنایا جاے چونکہ مسئلہ پر حکم قطعی نہیں، لگایا جاتا بلکہ خطا کا امکان ہوتا ہے،اگر کوئ یہ دعویٰ کرے کہ خطا کا امکان بھی نہیں ہے تو پھر ایسے شخص کے پاس یا تو وحی الہی آئ ہے یا آپ کو یہ غیب سے بتایا گیا کہ آپ ہی اس مسئلہ میں حق پر ہیں، اور پھر اس طرح کہنے والا خود امام اہلسنت کی تعلیم کے خلاف کہتا ہے، امام اہلسنت فرماتے ہیں جو کوئی ان تمام باتوں کے باوجود کسی ایک طرف پختہ یقین دیکھائے تو وہ بے باک نڈر اور بے احتیاط ہے، پس راسخ علماء اور محتاط حضرات کی یہی پہچان ہے کہ وہ مختلف اجتہادی مسائل میں کسی ایک طرف یقین نہیں رکھتے ،

فتاوی رضویہ جلد 23 صفحہ 176

واللہ اعلم بالصواب

فقیر دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

(حکم شرع کو فرضی کہنے والے پر کیا حکم ہے)

السلام علیکم و رحمتہ اللہ

ہولی دیوالی کرسمس وغیرہ کو اچھا سمجھنا اور اس کی مبارکباد دینا کفر ہے،
کسی صاحب نے کہا ہے یہ فرضی ہے تو ایسا کہنے والے پر کیا حکم ہو گا
جواب ارشاد فرمائیں ۔،

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب
حکم شرع کو فرضی بتاتا ہے
توبہ و تجدید ایمان کرے بیوی والا ہے تو تجدید نکاح بھی کرے

واللہ اعلم بالصواب
فقیر دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

(بد مذہب کی تحقیق پر اعتماد کرنا کیسا)

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ
سوال یہ کرنا تھا حضرت
بعض لوگ بدمذہب کی حدیث دانی کے دیوانے ہیں اور انکی تخریج و تحقیق و تحکیم پر پورا اعتماد کا اظہار کرتے ہیں
ایسا کرنا کیسا
اور کیا سنی علماء نے حدیث پر کام کم کیا ہے کیا

السلام علیکم و رحمتہ اللہ
الجواب ھو الھادی الصواب
بدمذہب کی تحقیق پر اعتماد کرنا جائز نہیں
بد مذہب حدیث کی تحقیق و تشریح اپنے مذہب کے مطابق کرتا ہے، اس لیئے نہ تو اس سے تحقیق کرانا جائز اور نہ ہی اس کی تحقیق پر اعتماد کرنا جائز،
علمائے اہلسنت نے اس پر بہت کام کیا ہے، انہی کی کتب پر اعتماد کیا جائے اور انہی کی کتب پڑھنا چاہیئے،
فقیر کی ان 2 کتابوں کا بھی مطالعہ فرمائے 1 مشہور موضوع روایات کا تحقیقی جائزہ 2 واقعات کربلا کی تحقیق و تردید
دونوں کتاب کی PDF گوگل سے مل سکتی ہیں۔
واللہ اعلم بالصواب
فقیر دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

(قادیانی کہتے ہیں حضرت عیسی علیہ السلام نبی ہوں گے یا امتی)

السلام علیکم و رحمتہ اللہ

حضرت عیسی علیہ السلام نبی بنکر اس امت میں آیں گے یا رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے امتی بنکر، کیوں کے قادیانی سنیوں کو گمراہ کرنے کے لیئے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آخری نبی ہیں تو عیسی علیہ السلام کے بارے میں کیا کہوگے، اور اگر وہ امتی بنکر آیں گے تو کیا وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی افضل ہوں گے،، اس کا جواب دیں کہ بہت سے لوگ ان وسوسوں کا شکار ہیں،سائل عاقب

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

حضرت عیسی علیہ السلام جب اس دنیا میں تشریف لایں گے تو وہ ہمارے نبی علیہ السلام کے امتی بنکر ایں گے، حضرت عیسی کا امتی بنکر آنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ معاذ اللہ ان کی نبوت کو چھین لیا گیا ہو ،، بلکہ یہ معنی ہیں حضرت عیسی کوئ دوسری نئ شریعت نہیں لایں گے، بلکہ اسی شریعت پر عمل کی دعوت دیں گے،، اسی شریعت کے مطابق فیصلہ کریں گے،

اور حضرت عیسی علیہ السلام نبی ہیں، یعنی وہ بطور نبی وہ پہلے اس دنیا میں تشریف لیکر آچکے ہیں،،اب دوبارہ آنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ اب ان کو دوبارہ نئ نبوت ملے گی اور آپ پھر دوبارہ نبی بنیں گے ایسا نہیں ہے،، اور حضرت عیسی علیہ السلام کا دوبارہ آنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آخری نبی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ رہے، یہ بات تو اس وقت کہی جا سکتی تھی ، جب حضرت عیسی کی آمد پہلے نہ ہوئ ہوتی ، اور ہمارے نبی کی آمد ہو گی ہوتی، اور اب حضرت عیسی بطور نبی آتے تو اعتراض ہو سکتا تھا، کہ آخر میں بطور نبی جو ائے ہیں وہ حضرت عیسی ہیں نہ کے محمد علیہ السلام،، جب کی ایسا نہیں ہے، کہ حضرت عیسی کی آمد پہلے ہو چکی ہے، اور سب سے آخر میں ہمارے نبی

صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں، اور آپ کے آنے کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو گیا ہے، اور اب کوئ نیا نبی نہیں ائے گا،، جیسا کہ قران حدیث سے اس کا ثبوت ہیں،، قران پاک میں اللہ عزوجل فرماتا ہے،،

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا

لوگو تمہارے مردوں میں کسی کے باپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں , لیکن آپ اللہ تعالی کے رسول ہیں اور آخری نبی ہیں اور اللہ تعالی ہر چیز کا بخوبی جاننے والا (سورۃ الاحزاب آیت 40)

قران پاک کی یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر نص قطعی ہے اس آیت سے آپ علیہ السلام کا آخری نبی ہونا یقینی ہے،،

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کو بہ طور دین پسند فرمایا(سورۃ المائدۃ آیت 3)

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دین کو نبی علیہ السلام پر کامل و تمام کر دیا گیا ہے، نبی علیہ السلام پر دین کا کامل ہونا تمام ہونا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ آپ آخری نبی ہو،،

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ

جب اللہ تعالٰی نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب و حکمت سے دوں پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو تمہارے پاس کی چیز کو سچ بتائے تو تمہارے لئے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا ضروری ہے ۔ فرمایا کہ تم اس کے اقراری ہو اور اس پر میرا ذمہ لے رہے ہو۔ سب نے کہا کہ ہمیں اقرار ہے ، فرمایا تو اب گواہ رہو اور خود میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں ۔(سورۃ آل عمران آیت 81)

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہوں تبھی تو تمام نبیوں سے آپ کی نصرت مدد کرنے اور ایمان لانے پر اقرار لیا گیا ہے ،، اگر نبی علیہ السلام کے بعد دوسرا نبی آنا ممکن ہو تو یہ آیت اس بات کا تقاضا کرے گی کہ اس نبی کی مدد کرنے اس پر ایمان لانے کا اقرار آپ سے بھی لیا گیا ہو ،، اور اپ کے بعد کوئ اور رسول ائے گا جس کے تعلق سے اقرار لیا گیا ہے،، حالانکہ ایسا نہیں ہے یہ باطل ہے،، قران حدیث سے بالکل واضح ہے کہ آخری نبی ہمارے نبی ہیں یہی وہ نبی ہیں جن کے تعلق سے نبیوں سے اقرار لیا گیا ہے اور آپ ہی سب سے آخر میں آنے والے ہیں

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا

جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بھی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے ہم اسے ادھر ہی متوجہ کردیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور دوزخ میں ڈال دیں گے ، وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے ۔(سورۃ النساء آیت 115)

یہ آیت اس بات کا تقاضا کرتی ہے جب ہدایت کی راہ واضح ہوجائے جو کوئ اس راہ کو نہیں اپنائے تو وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا،، عہد رسالت سے

مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے نبی علیہ السلام ہی آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئ نبی نہیں ائے گا، ،تو جو کوئ اس عقیدہ کے خلاف عقیدہ رکھے تو وہ ضرور دوزخ میں ڈالا جائے گا اور وہ اس آیت کی وعید میں شامل ہے

قران پاک کی ان آیات سے یہ واضح ہو جاتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی آخری نبی ہیں ،حدیث پاک میں ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ ، قَالَ : فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میری اور مجھ سے پہلے کے تمام انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنایا اور اس میں ہر طرح کی زینت پیدا کی لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹ گئ۔ اب تمام لوگ آتے ہیں اور مکان کو چاروں طرف سے گھوم کر دیکھتے ہیں اور تعجب میں پڑ جاتے ہیں لیکن یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ یہاں پر ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئ تو میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔“ (صحیح بخاری حدیث (3535

ترمذی میں ہے

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ ، وَحَتَّى يَعْبُدُوا الْأَوْثَانَ ، وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی یہاں تک کہ میری امت کے کچھ قبیلے مشرکین سے مل جائیں، اور بتوں کی پرستش کریں، اور میری امت میں عنقریب تیس جھوٹے (دعویدار) نکلیں گے، ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں خاتم النبین ہوں میرے بعد کوئی (دوسرا) نبی نہیں ہو گا۔ (ترمذی حدیث 2219)

مسند احمد میں ہے

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: ((اِنِّيْ عِبْدُ اللّٰهِ فِيْ أُمِّ الْكِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهِ وَسَأُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيْلِ ذٰلِكَ، دَعْوَةِ أَبِيْ إِبْرَاهِيْمَ وَبِشَارَةِ عِيْسٰى قَوْمَهُ وَرُؤْيَا أُمِّيَ الَّتِيْ رَأَتْ أَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ أَضَاءَتْ لَهُ قُصُوْرُ الشَّامِ، وَكَذٰلِكَ تَرٰى أُمَّهَاتُ النَّبِيِّيْنَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ۔)

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کا وہ بندہ ہوں، جس کو ام الکتاب میں اس وقت خاتم النبین لکھ دیا گیا تھا، جب آدم علیہ السلام ابھی تک اپنی مٹی میں پڑے ہوئے تھے، اور میں عنقریب تم کو اس کی تاویل کے بارے میں بتلاؤں گا، میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا، عیسی علیہ السلام کی بشارت اور اپنی ماں کا خواب ہوں، میری ماں نے خواب دیکھا تھا کہ اس سے ایک ایسا نور نکلا، جس نے اس کے لیے شام کے محلات روشن کر دیئے اور نبیوں کی مائیں اسی طرح کے خواب دیکھتی رہی ہیں، اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمتیں ہوں۔

(مسند احمد حدیث 10457)

ان قرانی ایات و احادیث سے واضح ہو جاتا ہے ہمارے نبی آخری نبی ہیں اب کوئی نبی نہیں آے گا،، اب رہا یہ کہ حضرت عیسی علیہ السلام امتی ہوں گے

یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے تمام نبی ہمارے نبی کے امتی ہیں، بخاری شریف میں ہے،،

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ .ح قَالَ : وحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ النَّضْرِ ، قَالَ : أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ ، قَالَ : أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ ، قَالَ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ هُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ الْفَقِيرُ ، قَالَ : أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي ، نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ ، وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا ، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ ، وَأُحِلَّتْ لِي الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي ، وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ ، وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً ، وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً .

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئی تھیں۔ ایک مہینہ کی مسافت سے رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے اور تمام زمین میرے لیے سجدہ گاہ اور پاکی کے لائق بنائی گئی۔ پس میری امت کا جو انسان نماز کے وقت کو (جہاں بھی) پالے اسے وہاں ہی نماز ادا کر لینی چاہیے۔ اور میرے لیے غنیمت کا مال حلال کیا گیا ہے۔ مجھ سے پہلے یہ کسی کے لیے بھی حلال نہ تھا۔ اور مجھے شفاعت عطا کی گئی۔ اور تمام انبیاء اپنی اپنی قوم کے لیے مبعوث ہوتے تھے لیکن میں تمام انسانوں کے لیے عام طور پر نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

(صحیح بخاری حدیث 335)

بہار شریعت میں ہے

سب سے پہلے مرتبۂ نبوّت حضور (صلی للہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ملا۔ روزِ میثاق تمام انبیا سے حضور (صلی للہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان لانے

اور حضور (صلی للہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا اور اِسی شرط پر یہ منصبِ اعظم اُن کو دیا گیا۔ حضور (صلی للہ تعالیٰ علیہ وسلم) نبی الانبیا ہیں اور تمام انبیا حضور (صلی للہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے اُمّتی، سب نے اپنے اپنے عہدِ میں حضور (صلی للہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نیابت میں کام کیا، للہ عزوجل نے حضور (صلی للہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اپنی ذات کا مظہر بنایا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے نُور سے تمام عالَم کو منور فرمایا

(بہار شریعت جلد 1 صفحہ 85)

اب رہا یہ کہ حضرت عیسی علیہ السلام افضل ہیں یا پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ،، تو ولی ہو یا صحابی کوئی بھی غیر نبی۔ نبی سے افضل نہیں ہو سکتا جو کوئی کسی ولی یا صحابی کو کسی نبی سے افضل مانے تو وہ کافر ہے۔
بہار شریعت میں ہے

انبیائے کرام، تمام مخلوق یہاں تک کہ رُسُلِ ملائکہ سے افضل ہیں ولی کتنا ہی بڑے مرتبہ والا ہو، کسی نبی کے برابر نہیں ہوسکتا۔ جو کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل یا برابر بتائے، کافر ہے۔،

(بہار شریعت جلد 1 صفحہ 47)

واللہ اعلم بالصواب
فقیر محمد دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

(دیوالی کے دن درود فاتحہ لگوانا کیسا)

السلام علیکم کیا فرماتے ہیں علمائے کرام

حضرت سوال عرض یہ ہے کی آج دیوالی ہے اور اس دن مسلمان درود لگ واتے ہیں

پوچھتے ہیں کس کی درود لگ واتے ہو تو کہتے ہیں کہ آج کے دن حضرت زکریا علیہ السلام کو شہید کیا گیا تھا

پوچھنا یہ ہے کہ کیا آج کے دن زکریا علیہ السلام کو شہید کیا گیا تھا،اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابراھیم علیہ السلام کو اسی دن آگ میں ڈالا گیا تھا

حضرت آج کے دن کی حقیقت کیا ہے ارشاد فرما دیں

سلام اللہ آپ کو سلامت رکھے۔

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ۔

الجواب ھو الھادی الی الصواب

دیوالی کا تعلق نہ تو کسی نبی سے ہے اور نہ ہی کسی ولی سے ہے۔ اور یہ کہنا اسی دن حضرت زکریا علیہ السلام شہید ہوئے یا حضرت ابراھیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے محض منگھڑت ہے ۔ دیوالی اہل ہنود اس لیئے مناتے ہیں، رام بنواس سے اس دن ایودھیا لوٹا جس کی خوشی میں ہنود نے دیوالی منائی

مسلمان کو دیوالی منانا اس کی مبارکباد دینا ناجائز حرام ہے بلکہ کفر تک لے جانے والا کام ہے۔ رہا فاتحہ دلانے کا مسئلہ تو شریعت نے اس کے لیئے کوئی خاص دن مقرر نہیں کیا ہے، جب چاہیں جس وقت چاہیں دلا سکتے ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

فقیر دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

(مسلمان عورت کو قشقہ لگانا کیسا)

السلام علیکم
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں مسلمان عورت ماتھے پہ قشقہ لگائے تو اس کا کیا حکم ہے۔

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب
مسلمان عورت کو قشقہ لگانا ناجائز حرام و کفر ہے،،
امام اہلسنت فرماتے ہیں قشقہ لگانا کفر ہے

فتاویٰ رضویہ جلد 15 صفحہ 160،

ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں
قشقہ لگانا علامت کفر ہے

فتاوی رضویہ جلد 5 صفحہ 121

فقیر دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

(سر سید احمد مسلمان ہے یا کافر)

السلام علیکم۔

حضرت کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں سر سید احمد اہلسنت کے نزدیک مسلک حق پر تھے یا منافق کیا حکم ہے ارشاد فرمائیں ۔

سائل ذیشان۔

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ۔

الجواب ھو الھادی الی الصواب

سید احمد اپنے باطل عقائد و نظریات کی بلا پر کافر و مرتد ہے اس کے متبعین بھی کافر ہیں،

امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت فرماتے ہیں،احمد خاں علی گڑھ اور اس کے متبعین سب کفار ہیں۔ فتاوی رضویہ جلد 29 صفحہ 615۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

(اسم محمد علیہ السلام)

کے فضائل فقیر نے اپنے فتاوٰی میں متعدد جگہ لکھیں ہیں تو محمد عبدالوہاب نجدی وغیرہ گمراہوں کے لئے ان حدیثوں میں اصلًا بشارت نہیں،نہ کہ سید احمد خان کی طرح کفار جن کا مسلک کفر قطعی کہ کافر پر تو جنت کی ہوا تک یقینا حرام ہے۔

فتاوی رضویہ جلد 24 صفحہ 688۔

جب امام اہلسنت سے سوال ہوا کہ بعض علی گھڑی کو سید صاحب لکھتے ہیں، تو آپ نے جواب میں فرمایا وہ تو ایک خبیث مرتد تھا۔ حدیث میں ارشاد فرمایا۔

لا تقولوا للمنافق سیدا فانہ ان یکن سید کم فقد اسخطتم ربکم۔

منافق کو سید نہ کہو کہ وہ اگر تمہارا سید ہو تو یقینا تم نے اپنے رب کو غضب دلایا

الملفوظ حصہ سوم صفحہ 322

مزید امام اہلسنت فرماتے ہیں

تو ان میں سے نیچری سید احمد کولی علیہ ما علیہ کے پیروکار ہیں کولی نسبت ہے کول کی طرف کاف مضمومہ اور واو غیر مشبعہ کے ساتھ ہندوستان کے شہروں میں سے ایک شہر ہے جسے علی گھڑ بھی کہتے ہیں اور لفظ سید پر تعریف کے لیئے الف لام داخل کرنا عربیت کے لحاظ سے جائز نہیں اور نہ شرعا حلال ہے اس لیئے کے عربیت کے لحاظ سے لام تعریف کے دخول کے غیر صحیح ہونے کی وجہ یہ ہے کی لفظ سید اس کے علم مرکب کا جز ہے اور ایسے اعلام پر الف لام داخل نہیں ہوتا۔اور جب الف لام داخل کرو ایسے علم پر تو ایسی صورت میں تم نے اسے جزئیت علم سے خارج کر کے وصفیت کی طرف پہنچا دیا لہذا تم نے کافر کو سیادت سے موصوف کیا حالانکہ سید العالمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کو سید نہ کہو اس لیئے کے اگر منافق سید ہو تمہارے نزدیک تو بیشک تم نے اپنے رب کو ناراض کیا

المعتمد المستند صفحہ 229

علامہ مفتی شریف الحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

سر سید نے وحی فرشتے حنت دوزخ کی وہ حقیقت جو قران مجید اور احادیث میں مذکور ہے سب کا انکار کیا ہے۔ اس بنا پر نہ صرف علمائے اہلسنت بلکہ دیوبندیوں نے بھی اس کو کافر کہا ہے۔ ذرا اپ ان کی تفسیر قران آپ دیکھیے اس میں انہوں نے کیا کیا گل کھلائے ہیں۔ رہ گئے حالی شبلی تو یہ دونوں ان کے حامی و ہم نوا اس کے نو رتن میں شامل تھے تو اس لیئے ان دونوں کا بھی وہی حکم ہے

فتاویٰ شارح بخاری جلد 3 صفحہ 491۔

واللہ اعلم بالصواب

فقیر دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

پیر حنبلی ہیں تو حنفیت چھوڑ کر حنبلیت اختیار کرنا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں۔کوئی شخص حنفی مسلک چھوڑ کے۔ حنبلی مسلک اپنانا چاہتا ہے تو کیا ایسا کر سکتا ؟؟ اس وجہ سے کہ ان کے مرشد حنبلی ہیں۔ یا امامت کرنے میں مسئلہ ہونے کی وجہ سے

نام :- سارا، شہر :- حیدرآباد۔

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب۔

مذہب حنفی چھوڑ کر اگر کوئی شخص مذہب حنبلی اختیار کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیئے مذہب حنفی چھوڑنا ناجائز و حرام ہے۔ہاں اگر اس کے آس پاس حنبلی مذہب کے لوگ موجود ہوں حنبلی مذہب کی کتب موجود ہوں جس سے وہ مذہب حنبلی کا علم حاصل کر سکتا ہے ۔ تو ایسا شخص حنبلی مذہب اختیار کر سکتا ہے،، فقط اس وجہ سے مذہب حنبلی اختیار کرنا جائز نہیں کہ اس کے پیر حنبلی ہیں تو یہ بھی حنبلی ہو جائے،،

امام اہلسنت فرماتے ہیں۔

ان بلاد میں کہ جہاں نہ حنبلی مذہب کے عالم ہیں نہ کتابیں ، حنفیت چھوڑ کر حنبلیت اختیار کرنا ہرگز جائز نہیں ، انتقال کرنے والا مذہب حنفی کا عالم تھا تو یہ انتقال صراحۃً مراد شرع کے مضاد ہو گا کہ شرع نے طلب علم کا حکم فرمایا اور یہ ترک علم وطلب جہل کرتا ہے حاشاللہ حنبلیت جہل نہیں چاروں مذہب حق وہدی ورشاد ہیں مگر جہاں نہ جس مذہب کے عالم نہ کتابیں وہاں اس کا اختیار صراحۃً اپنے جہل کا اختیار ہے اور اگر اول سے جاہل تھا تو اپنے لئے عالم و عمل کا دروازہ بند کرتا ہے احکامِ حنفیت سے آگاہ نہ تھا تو فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ (اہل ذکر سے پوچھو) کے امتثال پر تو قادر تھا اب کہ وُہ مذہب اختیار کرتا ہے جس کے اہلِ ذکر بھی یہاں نہیں تو صراحۃً جہل کے ساتھ عجز ملتا

اور اپنے منہ پر شریعت مطہرہ کا بند کرتا ہے واللہ الھادی

فتاوی رضویہ جلد 6 صفحہ 510

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

فاذا کان انسان جاھل فی بلاد الھند او فی بلاد ما وراء النھر۔ ولیس ھناک عالم شافعی ولا مالکی ، ولا حنبلی ، ولا کتاب من کتب ھذہ المذاھب ، وجب علیہ ان یقلد لمذھب ابی حنیفتہ ، ویحرم علیہ ان یخرج من مذھبہ،
لانہ حینئذ یخلع ربقتہ الشریعتہ و یبقی سدی مھملا، بخلاف ما اذا کان فی الحرمین فانہ متیسر لہ ھناک معرفتہ جمیع المذاھب ،

جب کوئ عامی شخص ہندوستان یا ما وراء النہر کسی خطہ میں ہو ، اور اس کے قریب کوئ شافعی مالکی حنبلی عالم موجود نہ ہو اور نہ ہی ان کے مسالک فقہ کی کوئ کتاب ہو۔ تو اس پر واجب ہے کہ وہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید کرے اور اس سے بہار جانا یعنی ان کی تقلید کو چھوڑنا اس کے لیئے حرام ہو گا اس لیئے کے وہ ایسا کرتا ہے تو وہ اپنے اپ کو دائرہ شریعت سے نکال لے گا اور بے لگام بن کر رہ جائے گا بخلاف اس کے کہ وہ حرمین میں موجود ہو چونکہ وہاں اس کو تمام مذاہب کی معرفت حاصل ہو جائے گی۔

الانصاف فی بیان اسباب الاختلاف صفحہ 79

اب رہا یہ کہ نماز امامت کا مسئلہ ہونے کی وجہ سے ایسا کر سکتا یے یا نہیں، تو ہمارے فقہاء نے فرمایا ہے۔ اگر شافعی یا کوئ اور مذہب کا امام اگر حنفی مذہب کی رعایت کرتا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔

رد المحتار میں ہے

و اما الاقتداء بالمخالف فی الفروع کالشافعی فیجز

اور فروع میں اختلاف کرنے والے جیسے شافعی وغیرہ تو ان کی اقتدا جائز ہے (یعنی اگر شافعی حنفی مذہب کی رعایت کرتا ہے تو اقتدا جائز ہے)

رد المحتار جلد 2 صفحہ 303

امام اہلسنّت فرماتے ہیں ، شافعی کی اقتدا جائز ہے جبکہ وہ مقامات اختلاف میں احتیاط کرتا ہو

فتاوی رضویہ جلد 7 صفحہ 696

علامہ امجد علی اعظمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں،
شافعی یا دوسرے مقلد کی اقتدا اس وقت کر سکتے ہیں ،جب وہ مسائل طہارت و نماز میں ہمارے فرائض مذہب کی رعایت کرتا ہو

بہار شریعت حصہ سوم صفحہ 566

واللہ اعلم بالصواب
فقیر دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

(کیا سیدوں کو گالی دینے والا کافر ہے)

السلام علیکم و رحمتہ اللہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں، اگر کوئی شخص سیدوں کو گالی دے اصلی اصلی ماں بہن کی تو کیا اس کا ایمان سلامت رہے گا یا کافر ہو جائے گا۔ سائل نوری۔

وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ۔
الجواب ھو الھادی الی الصواب

سادات کرام کی تعظیم فرض ہے ان کی توہین کرنا ان کو گالیاں دینا ناجائز و حرام ہے جہنم میں لے جانے والا کام ہے البتہ ایسا شخص کافر نہ ہو گا ہاں اگر اس وجہ سے گالیاں دیتا ہے کہ وہ سید ہیں بطور سید ہونے پر گالی دیتا ہے، تو یہ گالی دینے والا شخص کافر ہو جائے گا۔

امام اہلسنت رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔
سادات کرام کی تعظیم فرض ہے۔اور ان کی توہین حرام بلکہ علمائے کرام نے ارشاد فرمایا جو کسی عالم کو مولویا یا کسی کو میروا بروجہ تحقیر کہے کافر ہے۔
مجمع الانہر میں ہے:

الاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر ومن قال لعالم عویلم اولعلوی علیوی قاصدا بہ الاستخفاف کفر

سادات کرام اور علماء کی تحقیر کفر ہے جس نے عالم کی تصغیر کر کے

عویلم یا علوی کو علیوی تحقیر کی نیت سے کہا تو کفر کیا۔
بیہقی امیر المومنین مولی علی کرم اللہ وجہہ سے اور ابوالشیخ و دیلمی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من لم یعرف حق عترتی والانصار والعرب فھو لاحدی ثلاث اما منافقا واما لزنیۃ واما لغیر طھور۔ ھذا لفظ البیھقی من حدیث زید بن جبیر عن داؤد بن الحصین عن ابن ابی رافع عن ابیہ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولفظ غیرہ امامنافق واما ولد زنیۃ واما امرء حملت بہ امہ فی غیر طھر

جو میری اولاد اور انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین علتوں سے خالی نہیں۔یا تو منافق ہے یا حرامی یا حیضی بچہ۔(یہ بیہقی کے الفاظ زید بن جبیر نے اپنے والد کے حوالہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کئے دوسروں کے الفاظ یوں ہیں۔ یا منافق،ولدزنا یا اس کی ماں نے ناپاکی کی حالت میں اس کا حمل لیا

واللہ اعلم بالصواب
فقیر دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

(قران پڑھنا نہیں آتا ڈوب کر مر جانا چاہئے کہنا کیسا ہے)

السلام علیکم و رحمتہ اللہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مولانا محمد زید جو کہ امام مسجد ہیں جمعہ کی نماز میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ (کہ آج کا مسلمان کتنی تیزی کے ساتھ ترقی کر رہا ہے آج بنا پڑھے لکھے لوگ بھی انٹرنیٹ پہ فیسبک facebook ارو واٹسیپ whatsapp فون میں سب کچھ سیکھ رہا ہے ہم سب جانتے ہیں اس بات کو اور جب بات آتی ہے قرآن پاک پڑھنے کی تو ہم کتنی آسانی سے مسکراکر کہتے ہیں کہ ہمیں قرآن پاک پڑھنا نہیں آتا ہے ارے ڈوب کے مر جانا چاہیے ان لوگوں کو جو قرآن پاک پڑھنا نہیں جانتے ہیں باقی سب آتاہے) تو اس ڈوب جانے والی بات کا دو تین نمازیوں کو اتنا برا لگا کہ امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھ رہیں ہیں اس بات کا بتنگڑ بنا لیا ہے تو کیا امام صاحب قبلہ نے غلط بیان کیا یا صحیح اصلاح فرمایں حضرت عین نوازش ہو گی

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

قران پڑھنا نہیں آتا ڈوب کر مر جانا چاہئے اس طرح کے کلمات زجر و توبیخ کے لیئے استعمال کیئے جاتے ہیں۔ اور واقعی یہ بڑی عار کی بات ہے کے مسلمان کو قران کریم پڑھنا نہیں اتا جن لوگوں کو قران پڑھنا نہیں اتا جن کے دلوں میں قران نہیں ہے ان کے دل ویران گھر کی طرح ہیں خود حدیث میں آیسے لوگوں کے لیئے کہا گیا ہے

حدثنا احمد بن منيع، حدثنا جرير، عن قابوس بن ابي ظبيان، عن ابيه، عن ابن عباس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن الذي ليس في جوفه شيء من القرآن كالبيت الخرب"،

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ شخص جس کے دل میں قرآن کا کچھ حصہ یاد نہ ہو وہ ویران گھر کی طرح ہے“۔

ترمذی حدیث نمبر 2913

مولانا صاحب نے جو کچھ کہا ہے وہ زجر و توبیخ اور عار دلانے کے لیئے کہا ہے ان کا یہ کہنا صحیح ہے کوئ غلط نہیں ہے
اور جو لوگ اس کا بتنگڑ بنا رہے ہیں ان کو شرم کرنی چاہئے امام صاحب سے جاکر معافی مانگے اگر قران کریم پرھنا نہیں اتا تو امام صاحب سے پڑھنا سیکھے

واللہ اعلم بالصواب
فقیر محمد دانس حنفی
ہلدوانی نینیتال

(مرنے کے بعد روح زمین آسمان کے درمیان تو نہیں رہے گی)

السلام علیکم ۔۔

سوال ۔ یدی ہم اپنے کسی دوست کو یا بھائی کو اپنے حصہ میں سے کچھ حصہ دیں جیسے کہ پیسے زمین یا کچھ اور تو کیا وہ دوست یا بھائی تب تک جنت میں نہیں جائے گا جب تک کی وہ قرض نہ ادا کردے جبکہ میں نے وہ قرض کہکر نہ دیا ہو۔۔

یا پھر اس کو حساب دینا جائز ہوگا اللہ کی بارگاہ میں اور حدیث کے مطابق اسکی روح زمین آسمان کے بیچ پھسی تو نہیں رہے گی؟ مختصر یہ کہ حضرت ہم اپنے دوست یا بھائی کے لیئے کس طرح سے مدد کرسکتے ہیں اور وہ قرض میں آئے گا یا پھر ہماری طرف سے اس کو معاف کیا جاسکتا ہے کہ نہیں آپ سے تفصیل سے جواب کی گزارش ہے۔۔ غلام شعیب ملک ہریدوار اتراکھنڈ

وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

آپ جس طرح مدد کرنا چاہے کرسکتے ہیں پیسہ زمین وغیرہ سے اگر یہ بطور مدد ہے تو قرض نہیں ہے اور اگر قرض کہکر دیں تو قرض ہے قرض دیا ہے اگر معاف کردیا ہے تو معاف ہو جائے گا معاف نہیں کیا تو معاف نہیں ہوگا مرنے کے بعد مسلمان کی روح حسبِ مرتبہ مختلف مقاموں میں رہتی ہے، بعض کی قبر پر، بعض کی چاہِ زمزم شریف میں بعض کی آسمان و زمین کے درمیان بعض کی پہلے، دوسرے، ساتویں آسمان تک اور بعض کی آسمانوں سے بھی بلند، اور بعض کی روحیں زیرِ عرش قندیلوں میں اور بعض کی اعلیٰ علیین میں۔۔

واللہ اعلم بالصواب

فقیر محمد دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

(کیا حضرت خواجہ غلام فرید نے علمائے دیوبند کو ولی کامل کہا تھا)

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں
علماء دیوبند کے متعلق جو فتویٰ سیدی پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے کہ علماء دیوبند اہل سنت کا عظیم فرقہ ہے یا خواجہ غلام فرید نے اکابرین دیوبند مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی محمد قاسم نانوتوی کے ولی کامل ہونے کا فتوی " مقابیس المجالس " میں دیا ہے واقعی ان بزرگان دین کی کتابوں میں یہ فتاویٰ جات مسطور ہیں اور صحیح ہیں پیر شرقپوی نے نوری کہا ہے۔
باقی سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی کفر لاعلمی کی بناپر تھا جب علماء دیوبند کی کتب المہند وغیرہ جیسی کتابیں منظر عام پر آئیں تو اعلی حضرت فاضل بریلوی نے اپنے فتویٰ کفر سے رجوع فرماکر تمھید الایمان اور سبحان السبوح وغیرہ میں صاف الفاظ میں لکھ دیاکہ حاشااللہ حاشااللہ ہزار بار حاشااللہ میں ہرگز ان علماء دیوبند کی تکفیر نہیں کرتا یعنی مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد اور مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ کو تو مسلمان ہی جانتا ہوں اور مولوی اسماعیل دہلوی پر بھی کفر کا فتویٰ نہیں دیتا یہ اعلیٰ حضرت بریلوی کا وہ آخری فتوی ہے جس پر مہر حق ثبت کرتے ہوئے سیدی وسندی قبلہ مولوی احمد سعید شاہ صاحب کاظمی نے الحق المبین میں فتویٰ دیاہے کہ ہمارے اکابرین علماء بریلوی نے کبھی بھی علماء دیوبند کو نہ کافر کہا اور نہ کسی کتاب میں ان کو کافر لکھا ہے بلکہ ہم ان کو سنی علماء ہی مانتے ہیں۔
کیا یہ بات صحیح ہیں کیا واقعی ایسا ہے جواب ارشاد فرمائے۔ ۔،سائل غلام رضا
السلام علیکم و رحمتہ اللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

یہ ساری باتیں سراسر جھوٹ ہیں یہ تحریر میں نے نیٹ پر بھی دیکھی ہے اور کچھ گروپس میں بھی دیکھی ہے لوگوں نے اس کے متعلق سوال کیا تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا ہے جیسے کی یہ تحریر Viral ہو رہی ہے۔ بہر حال اس تحریر میں

جو کچھ کہا گیا ہے سب جھوٹ ہے عبارات اپنے مطلب کی بنا کر اپنا الو سیدھا کرنے کی ناکام کوشش کی ہے صحیح تو یہ ہے سیدی پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ نے اپنی کتب میں اہل دیوبند اور وہابیوں کا جگہ جگہ رد کیا ہے اور دیوبندیوں کی تکفیر بھی کی ہے اپ رحمہ اللہ دیوبندیوں کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔
نبی علیہ السلام کو علم غیب حاصل ہے آپ علیہ السلام کو علم غیب بحسب نصوص قرانیہ اور علم ما کان وما یکون از روئے احادیث نبویہ یہ من جانب اللہ عطا ہوا ہے۔، نبی علیہ السلام کے حاضر ناظر ہونے کے متعلق فرماتے ہیں۔
رہا آپ علیہ السلام کا بالجسد العنصری ہر مکان و ہر زمان میں حاضر و ناظر ہونا تو یہ امر مختلف فیہ ہے قائل و منکر و لکل وجھتہ میرے خیال میں ظہور و سریان حقیقت احمدیہ کہر عالم و ہر مرتبہ اور ہر ذرہ ذرہ میں عند المحققین من الصوفیہ ثابت ہے **- فتاوی مہریہ صفحہ 6**

جب دیوبندی وہابیوں نے مسلمانوں کے درمیان اختلاف و فتنہ برپا کیا توسل نزر و نیاز سماع موتی اور علم غیب وغیرہ ماننے والے مسلمانوں پر کفر و شرک کے فتوے لگائے گئے تب امت پر ایک اور احسان فرمایا اور ایک کتاب اس امت کو عطا فرمائی جس کا نام ہے
اعلاء کلمتہ اللہ فی بیان وما اھل بہ لغیر اللہ۔ جس کو پڑھنے کے بعد ایک انصاف پسند شخص تسلیم کیئے بنا نہیں رہ سکتا۔،
حضرت مولانا غلام محمد سے پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ نے پوچھا کہ غلام محمد لوگوں میں مشہور ہے کہ دیوبندیوں کی کتابیں گستاخیوں سے بھری پڑی ہیں کیا یہ بات صحیح ہے۔ تو جوابا میں نے عرض کی حضور واقعی میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جنکے متعلق فاضل بریلوی اعلی حضرت اور علمائے حرمین نے کفر کا فتوی دیا ہے یہ صحیح ہے اور واقعی یہ توہین آمیز عبارتیں ہیں۔ تو حضرت پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ نے فرمایا پھر تو ایسی باتیں واقعی کفریہ ہیں اور فتاوی صحیح ہیں۔ **درج الالی فی حیات شاہ جمالی صفحہ 106**

ان عبارات سے معلوم ہوا سیدی پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ نے وہابیوں دیوبندیوں کے عقائد باطلہ کا رد کیا ہے ۔ اور امام اہلسنت علمائے حرمین کے فتاوی کو صحیح ٹھرایا،۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ نے دیوبندیوں کا رد نہیں کیا ان کی تکفیر نہیں کی وہ لوگ پیر صاحب کی کتب سے یہ ثابت کریں اور اس کا بھی جواب دیں دیوبندی جن امور پر کفر شرک کا فتوی لگاتے ہیں مثلاً نیاز فاتحہ سمع موتی حاضر ناظر ماکان وما یکون علم غیب توسل وغیرہ کو پیر صاحب نے اپنی کتب و فتاوی میں دلائل کے ساتھ اس کو ثابت کیوں کیا اور ان کے منکروں کا رد کیوں کیا۔مزید اپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔فرقہ وہابیہ نجدیہ کا آباعن جد آبا و اجداد سے یہی شیوہ و شعار رہا ہے کے مستحسنات بزرگان دین کو بدعت سیہ ضلالت کفر و شرک کہ دیتے ہیں۔

فتاوی مہریہ صفحہ 33

اب رہا یہ کہ آپ رحمہ اللہ نے اہل دیوبند کو اہلسنت کا عظیم فرقہ قرار دیا ہے تو یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ اس طرح کہنے والے نے منافقت سے کام لیا ہے۔ فتاوی مہریہ میں ہے اپ رحمہ اللہ سے سوال ہوا نبی پاک کے لیئے لفظ بشر کا اطلاق جائز ہے یا نہیں چونکہ بعض جائز کہتے ہیں بعض ناجائز آپ نے اس کا تفصیلی جواب لکھا اور فرمایا میرے خیال میں فرقین از علمائے کرام متنازعین اہلسنت سے ہیں اور ذکر نبی علیہ السلام کو بالاسماء المعظمہ واجب اور ضروری اعتقاد کرتے ہیں۔۔ اس مقام پر پیر صاحب نے فرمایا دونوں فریقین قین اہلسنت کے ہیں اب چونکہ وہابی دیوبندی نبی پاک کو صرف بشر کہتے ہیں تو خیانت کرنے والوں نے یہ منافقت دکھائی یہاں دونوں فریقین سے دیوبندی مراد لے لیا چونکہ وہ نبی کو صرف بشر کہتے ہیں۔ حالانکہ یہاں تو دیوبندی وہابی کا ذکر ہی نہیں ہے بلکہ اپ رحمہ اللہ نے اس کے آگے خود یہ فرمایا اور وہابیوں کا رد کیا فرماتے ہیں۔ لہذا ان سے ہر گز ہر گز متصور نہیں کہ معاذ اللہ فرقہ ضالہ نجدیہ وہابیہ کی طرح صرف لفظ بشر کا اطلاق جائز کہیں۔

البتہ ان کا خیال ہے بقصد تحقیر لفظ بشر کا اطلاق بغیر انضمام کلمات تعظیم نہ چاہیے کہ بوجہ شیوع عرف وقصد فرقہ ضالہ صرف بشر کہنے میں ایہام امر ناجائز کا ہے۔

یہاں تو خود پیر صاحب نے دیوبندیوں وہابیوں کا رد فرمایا ہے اللہ کریم انہیں مارے کے جہنم میں جا گرے پیر صاحب کی عبارت کو لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیئے توڑ مروڑ کر جھوٹی بات کی نسبت آپ رحمہ اللہ کی طرف کرد ہے،۔

اور یہ بھی جھوٹ و فریب ہے کہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب نے دیوبندیوں کے اکابر کو ولی کامل کہا ہے۔ بلکہ غلام فرید صاحب نے اہل دیوبند کے نظریات کا رد کیا ہے جن امور کو دیوبندی ناجائز یا حرام شرک کہتے ہیں آپ نے ان کا رد کیا ہے ۔

حاجی امداداللہ محاجر مکی کا فتوی نقل فرماتے ہیں۔

فقیر کا یہ امر ہے ہر سال اپنے پیر مرشد کی ورح کو ایصال ثواب کرتا ہوں قرآن خوانی ہوتی ہے اگر وقت میں وسعت ہو تو میلاد شریف بھی ہوتا ہے اس میں میلاد کا جواز نکل آیا۔

اور بلا مزامیر کے سمع ہوتا ہے سنا اور سنایا جاتا ہے پھر کھانا کھلایا جاتا ہے اس سے عرس پر طعام پکانے اور فاتحہ دلانے کا جواز نکل آیا ہے جس سے آج کل کے دیوبندیوں کی آنکھیں کھولنے والی چیز ہے کیونکہ آج کل کے دیوبندی نہ عرس کے قائل ہیں نہ میلاد کے نہ فاتحہ کے نہ سماع بغیر آلات کے حالانکہ دیوبند کے بانی اور علماءدیوبند کے پیر و مرشد کے نزدیک یہ تمام امور جائز ہیں۔ اسی صفحہ پر آگے فرماتے ہیں۔

کاش کے آج کل کے دیوبندی دارالعلوم دیوبند کے بانی مبانی اور اکابر دیوبند کے پیر و مرشد کے فتوی پر عمل کرتے اور خواہ مخواہ سماع اور اہل سماع پر اعتراضات کی بارش سے پرہیز کرتے۔،

مقابیس المجالس صفحہ 172

خواجہ غلام فرید صاحب نے اہل دیوبند اور وہابیوں کا جگہ بہ جگہ رد کیا ہے یہ کہنا نہایت ہی عظیم جرم ہے کہ آپ نے علمائے دیوبند کو ولی کامل کہا ہے۔
مقابیس المجالس میں یہ بات لکھی ہوئی ہے حاجی امداد اللہ صاحب کے رشید احمد گنگوہی مرید اور خلیفہ اکبر تھے۔ اس عبارت سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ وہ ولی کامل تھے میں کہتا ہوں اگر اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہوتا کہ گنگوہی اور قاسم نانوتوی ولی کامل غوث ابدال میں سے ہیں وقت کے مجدد تھے تب بھی یہ بات لائق اعتبار نہ ہوتی چونکہ مقابیس المجالس نہایت ہی غیر معتبر کتاب ہے اس کتاب میں زبردست تحریف کی گئ ہے چند عبارات پیش نظر کرتا ہوں۔جسے دیکھ کر یقین ہی نہیں یقین کامل حاصل ہو جائے گا کہ یہ تحریف شدہ کتاب ہے-صفحہ 796 پر ہے سر سید احمد کس قسم کا آدمی ہے فرمایا نہایت ہی اچھے آدمی تھے ان کے چہرے سے برکت ٹپکتی تھی۔ میں کہتا ہوں مجھے بتائے کونسی برکت اس کے چہرے سے ٹپکتی تھی جب کی وہ اپنے نظریات و عقائد باطلہ کی وجہ سے کافر ہے
امام اہلسنت نے سر سید احمد کو کافر کہا ہے خود دیوبندیوں کا سر سید احمد پر کفر کا فتوی ہے تو کیا اس عبارت سے سر سید کے ولی کامل ہونا مانا جائے گا؟
اسی صفحہ کے نیچے لکھا ہے- توحید کے بارے میں وہابیوں کے عقائد صوفیاء کرام سے ملتے جھلتے ہیں۔ وہابی کہتے ہیں انبیاء اور اولیاء سے مدد مانگنا شرک ہے بیشک غیرے خدا سے امداد مانگنا شرک ہے توحید یہ ہے کہ خاص اللہ سے مدد طلب کی جائے ۔ اب ذرا بتائیں وہابیوں کے کونسے عقائد صوفیاء سے ملتے ہیں اگر وہابیوں کے عقائد صوفیاء سے ملتے ہوتے تو وہابی صوفیاء کو مشرک کیوں کہتے صوفیاء تو انبیاء اولیاء سے مدد طلب کرتے ہیں صوفیاء تو نہیں کہتے ان سے مدد طلب کرنا شرک ہے۔ تو پھر وہابیوں کے عقائد صوفیاء سے کہا سے ملتے جھلتے ہیں۔اسی صفحہ پر یہ لکھا ہے- حضور لوگ مولوی نذیر حسین کو غیر مقلد اور وہابی کہتے ہیں وہ کیسے آدمی تھے۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ وہ تو ایک صحابی معلوم ہوتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کسی عام آدمی کو یا مولوی کو یہ کہنا کے وہ صاحبی معلوم ہوتے ہیں گستاخی نہیں تو اور کیا ہے۔ کوئی مولوی کتنے ہی علم و فن میں ماہر کیوں نہ ہو مقام غوثیت پر فائز کیوں نہ ہو صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا تو پھر یہ کیسے صحابی کی طرح ہو سکتا ہے۔۔

صفحہ 388 پر لکھا ہے سری کرشن جی اور رام چندر صاحب فقیر اور درویس تھے یا نہیں۔

تو آپ نے فرمایا تمام اوتار اور رشی لوگ اپنے اپنے وقت کے پیغمبر تھے اور نبی تھے اور ان میں سے ہر ایک کے پاس کتاب ہے چنانچہ چار وید زبان سنسکرت میں اب بھی موجود ہیں اور ان میں سے ہر نبی لوگوں کی رسومات توڑنے کے لیئے مبعوث ہوئے ۔ تھوڑا آگے جاکر اسی صفحہ پر لکھا ہے پھر مہاتما بدھ مبعوث ہوئے جب گاو پرستی کی رسم پکڑ گئ تو سری کرشن جی مبعوث ہوئے جنہوں نے گاو پرستی کو ختم کیا

اور صفحہ 390 پر لکھا ہے ۔

ان لوگوں میں اگرچہ عادات اور عبادات کے فروغ میں اختلاف ہے لیکن اصل سبب ایک ہے یعنی رجوع الی اللہ اور توحید۔۔

میں کہتا ہوں رام چندر کرشن اور گوتم بدھ کو نبی کہنا یہ گمراہیت نہیں تو اور کیا ہے ان ویدوں کو آسمانی کتاب اور رشیوں کو پیغمبر کہنے والوں کا ایمان خطرہ میں ہے پہلے تو یہی نہیں معلوم یہ انسان تھے بھی یا نہیں ان کا وجود تھا بھی یا نہیں محض لوگ ان کو اس لیئے جانتے ہیں ہنود ان کی پوجا کرتے ہیں۔ کیا آپ کے پاس وحی آئ ہے کہ یہ انسان نبی تھے کیونکہ کسی نبی کا نبی ہونا اسی وقت مانا جا سکتا ہے جس کا ذکر قرآن حدیث میں ہو دلیل قطعی سے جس کی نبوت واضح ہو جائے ۔ ان کے نبی ہونے پر کون سی دلیل قائم ہے کیا ان کا ذکر قرآن حدیث میں آیا ہے اگر نہیں تو پھر ان کو نبی کہنا وہ بھی صرف اس وجہ سے ہنود ان کی پوجا کرتے ہیں یہ تو کھلی ہوئی ہنود کی حمایت اور وکالت کرنے کے مترادف ہے۔ ہنود تو ان کو انسان تک نہیں مانتے کیا آپ

نے نہیں دیکھا کسی کی دم ہے تو کسی کا ہاتھی کا سر ہے تو کوئی بندر ہے کسی کے چار تو کسی کے چھے ہاتھ پیر ہیں۔ اس طرح کی شکلیں انسان کی نہیں ہوا کرتی اور یہ عادات الٰہی اور عقل کے خلاف ہے اللہ تو قرآن میں فرماتا ہے ہم نے انسان کو اچھی شکل پر پیدا کیا ہے۔ ہنود تو ان کو جانور مانتے اور اپ نبی کیسے مان سکتے ہیں۔

امام اہلسنت فرماتے ہیں۔ قران کریم یا حدیث کریم میں رام کرشن کا ذکر تک نہیں ہے ان کے نفس وجود پر سوائے تواتر ہنود ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں کہ واقع میں کچھ اشخاص تھے بھی یا محض انیاب اغوال و رجال بوستاں خیال کی طرح اوہام تراشیدہ ہیں۔ تواتر ہنود اگر حجت نہیں تو انکا وجود ہی ناثابت اور اگر حجت ہے تو اسی تواتر سے ان کا فسق فجور لہو ولعیب ثابت پھر کیا معنی کے وجود کے لیئے تواتر ہنود مقبول اور احوال کے لیئے مردود مانا جائے اور انہیں کامل و مکمل بلکہ ظنا معاذ اللہ انبیاء و رسل مانا جائے۔

فتاوی رضویہ 14 جلد صفحہ 660

فتاوی فقیہ ملت صفحہ 24 پر ہے رام کرشن گوتم بدھ وغیرہ ہرگز نبی نہیں انہیں نبی رسول خیال کرنا سخت گمراہی جہالت ہے۔۔

یہ چند عبارات بطور نمونہ فقیر نے اسی کتاب سے پیش نظر کی ہیں جس کتاب سے علمائے دیوبند کے ولی کامل ہونے کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے اب ذرا بتائے وہ لوگ جو بطور حوالہ اس کتاب کو پیس کرتے ہیں کیا اب ان ساری عبارتوں کی بھی تصدیق کریں گے اگر نہیں تو پھر اپنے مطلب کی بات کیوں مانتے ہو کیا بعض کی تصدیق کرتے ہو اور بعض کا انکار۔ میں نے بطور نمونہ چند عبارات پیس نظر کی ہیں اگر اس پر کلام کیا جائے تو وجود میں ایک کتاب آجائے۔ نیز اب یہ بات بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہو گئ کہ اس کتاب میں کتنی زبردست تحریف کی گئ ہے اس لیئے یہ کتاب غیر معتبر ہے۔ ساتھ ہی جو لوگ اس کتاب سے علمائے دیوبند کے ولی کامل ہونے کی دلیل پکڑتے ہیں

ان کی دلیل کے بھی پرخچے اڑ گئے ہیں۔یہ بات بھی سراسر جھوت و فریب ہے کہ امام اہلسنت نے اپنے فتوے سے رجوع کرلیا تھا۔
اس عبارت میں قطع بریدی سے کام لیا گیا ہے در اصل بات یہ ہے کہ امام اہلسنت پر لوگوں نے یہ الزام لگایا کہ احمد رضا فلاں فلاں کو کافر کہتے ہیں۔ تو اس کے جواب میں امام اہلسنت نے فرمایا۔ یہی دشنامی لوگ جن کے کفر پر اب فتوی دیا ہے جب تک ان کی صریح دشنامیوں پر اطلاع نہ تھی، مسئلہ امکان کذب کے باعث ان پر 78 اٹھتر وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے سبحان السبوح میں بالآخر صفحہ 80 طبع اول پر یہی لکھا کہ حاشاللہ حاشاللہ ہزار بار حاشاللہ میں ہر گز ان کی تکفیر ہر گز پسند نہیں کرتا، ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت و ضلالت میں شک نہیں
تمہید ایمان صفحہ 132۔
یہ سب امام اہلسنت نے ان لوگوں کے جواب میں فرمایا ہے جو لوگ یہ کہتے تھے احمد رضا تو فلاں فلاں کو کافر کہتے ہیں۔
یعنی علمائے دیوبند کی میں نے تکفیر اس وقت تک نہ کی جب تک مجھے ان کی گستاخیوں کا قطعی علم حاصل نہ ہو گیا جبکہ امکان کذب کے باعث 78 وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے آخر یہی لکھا میں ہر گز ان کی تکفیر نہیں کرتا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ان کا کفر علم یقین سے حاصل نہ ہوگیا اور جب علم قطعی سے حاصل ہو گیا اور کوئی تاویل کی گنجائش نہ رہی
تو میں نے تکفیر کی ہے بلا وجہ میں نے کسی کو کافر نہیں کہا۔
سبحان اللہ امام اہلسنت نے یہاں علمائے متکلمین کا طریقہ اپنایا ہے اور کفر کا فتوی اس وقت تک نہ دیا جب تک ضعیف سے ضعیف تاویل کی گنجائش تھی کیوں کہ ہمیں یہی حکم ہے اہل قبلہ کی تکفیر نہ کی جائے جب تک ضروریات دین کا انکار لازم نہ آتا ہو۔، دیوبندیوں کو امام اہلسنت کا یہ فتوی انکھیں کھول کر پڑھنا چاہئے کہ دیوبندی ہر دوسری بات پر مسلمانوں پر شرک کفر

کا فتوی لگاتے ہیں۔ لیکن اعلی حضرت نے کتنی احتیاط برتی تمہارے اسماعیل دہلوی کی تکفیر کلامی نہ کی اور تمہارے دیگر علمائے دیوبند کی بھی اس وقت تک تکفیر نہ کی جب تک علم قطعی سے کفر ثابت نہ ہو گیا۔ لیکن دیوبندیوں تمہارا حال تو یہ ہے اگر انبیاء یا اولیاء سے مدد طلب کی جائے تو تم فوراً مسلمان کو مشرک بنادیتے ہوں۔، بجائے امام اہلسنت کا شکر ادا کرنے کے ان کی عبارات میں قطع برید کر کے لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہو۔ بتاؤ اس عبارت میں کہا لکھا ہے وہ جو مطلب تم نے بیان کیا۔

سعید احمد کاظمی صاحب کا موقف بھی وہی ہے جو امام اہلسنت کا ہے اپ فرماتے ہیں۔ جو کوئ اپنے قول یا فعل سے التزام کفر کرے گا ہم اس کی تکفیر میں تامل نہیں کریں گے خواہ وہ دیوبندی ہو یا بریلوی مزید فرماتے ہیں ہمارے علماء نے بارہا اعلان کیا ہے کہ ہم کسی دیوبند یا لکھنؤ والے کو کافر نہیں کہتے ہمارے نزدیک صرف وہی لوگ کافر ہیں جنہوں نے اللہ و رسول کی شان میں گستاخیاں کیں اور باوجود تنبیہ شدید کے انہوں نے اپنی گستاخیوں سے توبہ نہیں کی نیز وہ لوگ جو ان کی گستاخیوں کو حق سمجھتے ہیں اور گستاخیاں کرنے والوں کو مومن اہل حق اپنا مقتداء اور پیشوا مانتے ہیں ان کے علاوہ ہم نے کسی مدعی السلام کی تکفیر نہیں کی

الحق المبین صفحہ 25

اس سے سعید احمد کاظمی صاحب کا موقف بھی بالکل واضح ہے ان کا بھی وہی موقف ہے جو امام اہلسنت کا یعنی علمائے دیوبند میں جن جن نے گستاخیاں کی ہیں وہ سب کے سب کافر ہیں ان کی ہم تکفیر کرتے ہیں۔،

واللہ اعلم بالصواب

فقیر محمد دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

(لڑکی نے ہندو لڑکے سے شادی کرلی ہے تو لڑکی پر کیا حکم ہوگا)

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

حضرت سوال یہ ہے کہ ۔۔ ایک لڑکی نے ھندو لڑکے سے کورٹ میں شادی کی۔ جب باپ کو اطلاع دی تو باپ نے بعد میں بخوشی ایک بہت بڑا فنکشن کیا لڑکے والوں کو دعوت کھلایا گیا۔ بہت سارا جہیز، زیور وغیرہ دیکر با قاعدہ رخصت کیا۔ شرعاً باپ پر کیا حکم لگیگا۔۔ ؟؟

جواب عنایت فرمائیں

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

مسلمان کا کافر سے نکاح نہیں ہو سکتا جیسا کی قران حدیث میں ہے اگر کوئ شادی کرتا ہے تو یہ ناجائز حرام گناہ کبیرہ ہے کافر سے نکاح حلال سمجھ کر قران کے حکم کا انکار کرکے کیا گیا ہے تو یہ کفر ہے اسی طرح باپ نے حلال سمجھ کر حکم قران کا انکار کرتے ہوئے نکاح کو جائز سمجھا اس پر راضی رہا جس بلا پر دعوت وغیرہ کی تو یہ بھی کفر ہے اور اگر ویسے ہی نفسانی خواہش پر لڑکی اور باپ نے ایسا کیا ہے تو یہ ناجائز و حرام گناہ کبیرہ ہے کفر نہیں، لڑکی اور لڑکی کے باپ کو سمجھایا جائے اور لڑکی کو واپس لانے کو کہا جائے اگر اس پر باپ راضی نہیں ہوتا اور کہتا ہے میں نہیں لاؤں گا واپس تو مسلمانوں کو چاہئے اس کا بائیکاٹ کریں سلام کلام اس سے ختم کریں یہاں تک کے وہ اس پر راضی ہو جائے

واللہ اعلم بالصواب

فقیر محمد دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

(گستاخانہ وسوسہ آنے سے کیا کافر ہو جائے گا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوال ۔۔،زید گناہ کے کام میں تھا یعنی وہ زنا کی ویڈیو فحش ویڈیو دیکھ رہا تھا۔ اسی وقت اس کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلّق سے گستاخنہ وسوسہ آیا۔ زید ان برے خیالات کو بالکل بھی پسند نہیں کیا اور اپنے دماغ سے ان وسوسوں کو دور کرنے کی کوشش بھی کیا لیکن زید اس وقت گناہ کی ویڈیو بند نہیں کیا مسلسل وہ گناہ اسی حرام کام میں مبتلا رہا اور اس کے بعد بھی وسوسے آتے رہیں جس کی وجہ سے زید شک میں مبتلا ہو گیا ہے کے کہیں وہ کافر تو نہیں ہو گیا یا گستاخ رسول تو نہیں ہو گیا ہے۔۔

اب کافی پریشان ہے تمام گناہوں کے کام سے توبہ کرلی برے کام بند کر دیا اب زید کیا کریں کافی پریشان ہے ۔۔۔

خدا نا خواستہ اگر معاذاللہ گستاخی ہوئی ہے تو گستاخ کی توبہ قبول نہیں بلکہ بادشاہ اسلام کو حکم ہیں کہ توبہ کے بعد بھی اسے قتل کیا جائے

اب زید کیا کرے برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں

سائل ۔۔ عبداللہ رضا بہار

وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

مسلمان کو چاہئے ہر اس کام کو نہ کرے جس کام میں اللہ و رسول کی ناراضی ہو فحش عریانی دیکھنا تو شدید گناہ ہے زنا کی طرف لیکر جانے والا کام ہے۔ ہر دم اس گناہ سے دور رہے اللہ کی بارگاہ میں دعا کرے اور عرض کرے کہ مجھے میرے نفس پر قابو عطا فرما۔۔

رہا یہ کے زید کو جو نبی علیہ السلام کے بارے میں وسوسہ ایا تو یہ شیطان مسلمانوں کو وسوسوں کے ذریعہ پریشان کیا کرتا ہے لیکن ان وسوسوں کی طرف ذرا بھی دھیان نہیں دینا چاہے

صحابہ کرام نبی پاک کی بارگاہ میں حاضر رہا کرتے تھے ۔۔ہر دم اپ کی اطاعت میں مشغول رہا کرتے تھے شیطان ان کے دلوں میں وسوسے ڈالتا تھا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم اپنے دلوں میں ایسے وسوسے محسوس کرتے ہیں جسے ہم بیان نہیں کرسکتے یعنی زبان پر نہیں لاسکتے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کیا تم نے ایسا پایا ہے عرض کی جی ہاں فرمایا یہ تو کھلا ایمان ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلُوهُ: إِنَّا نَجِدُ فِي أَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاظَمُ أَحَدُنَا أَنْ يَتَكَلَّمَ بِهِ، قَالَ: «وَقَدْ وَجَدْتُمُوهُ؟» قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: «ذَاكَ صَرِيحُ الْإِيمَانِ.

حضرت ابوہریرہ سے روایت کی، انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کچھ لوگ حاضر ہوئے اور آپ سے پوچھا: ہم اپنے دلوں میں ایسی چیزیں محسوس کرتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی ان کو زبان پر لانا بہت سنگین سمجھتا ہے، آپ ﷺ نے پوچھا: ”کیا تم نے واقعی اپنے دلوں میں ایسا محسوس کیا ہے ؟“ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ”یہی صریح ایمان ہے۔“ صحیح مسلم حدیث 132

اسی طرح ابو داود میں روایت ہے۔۔

عن ابن عباس، قال: جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: "يا رسول الله، إن احدنا يجد في نفسه يعرض بالشيء لان يكون حممة احب إليه من ان يتكلم به , فقال: الله اكبر الله اكبر الله اكبر، الحمد لله الذي رد كيده إلى الوسوسة" ,

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور اس نے عرض کیا:

یارسول اللہ ہم میں سے کسی کے دل میں ایسا وسوسہ پیدا ہوتا ہے،

کہ اس کو بیان کرنے سے راکھ ہو جانا یا جل کر کوئلہ ہو جانا بہتر معلوم ہوتا ہے، آپ نے فرمایا: اللہ اکبر، اللہ اکبر، شکر ہے اس اللہ کا جس نے شیطان کے مکر کو وسوسہ بنا دیا۔۔
(اور وسوسہ مومن کو نقصان نہیں پہنچاتا)۔

ابو داود حدیث 5112

خلاصہ کلام یہ ہے زید گناہوں سے بچتا رہے اور جو ویڈیوں وغیرہ دیکھتا ہے اس کو نہ دیکھنے کی سچی توبہ کرے اور اس پر ثابت قدمی کی اللہ سے مدد چاہتا رہے ان وسوسوں پر دھیان نہ دے اگر اس طرح کا وسوسہ اتا ہے تو فوراً اس کی طرف سے دھیان ہٹا لے زید پر کوئ حکم کفر نہیں ہے زید مسلمان ہی ہے اس طرح کے وسوسے شیطان ایمان والوں کو ڈالا کرتا یے لیکن اس طرف دھیان نہیں کرنا چاہئے۔۔

واللہ اعلم بالصواب
فقیر دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

(کیا صرف ایک ہی مفتی کے فتاوی پر عمل کرنا لازم ہے)

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ!

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے متعلق کہ علماء اہلسنت کا مسائل میں اختلاف ہوتا رہتا ہے۔ کیا یہ ضروری ہے کہ ہم ایک مفتی صاحب کے فتوی پر ہی عمل کریں۔ ایک مسئلہ میں آپ کے فتوی پر عمل کرلیا۔ اور دوسرے میں کسی اور مفتی صاحب کے فتوے پر عمل کر لیا۔ کیا ایسا صحیح ہے؟ جب کہ علماء سب حنفی سنی بریلوی ہی ہوں۔ دعوت اسلامی والے کہتے ہیں ایسا کرنا ناجائز ہے۔ آپ کو ہر مسئلہ میں ایک مفتی صاحب کے فتوی پر ہی عمل کرنا ہوگا۔ کیا ہر مسئلہ میں اعلیٰ حضرت کے فتوی کو ماننا ضروری ہے؟

وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ الجواب ھو الھادی الی الصواب

آپ کے لیئے حکم یہ ہے اگر کسی مسئلہ میں علم نہیں تو آپ کسی اہل علم سے مسئلہ معلوم کریں جو حکم وہ بتائے اس پر عمل کرے۔ رہا مسائل میں اختلاف تو جو مسائل ترجیح یافتہ ہوں انہی ہی پر عمل کرنا لازم ہے۔ چونکہ دور حاضر کے جدید مسائل غیر ترجیح یافتہ ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے ایک مددت سے اصحاب ترجیح کا وجود نہیں پایا گیا جس وجہ سے جدید مسائل غیر ترجیح ہیں تو آپ جس مفتی صاحب کے فتاویٰ پر عمل کریں یہ آپ کے لیئے کافی ہے ایسی کوئی شرط نہیں کے ایک ہی مفتی کے قول پر عمل کریں۔ ہم مقلد صرف امام اعظم رحمہ اللہ کے ہیں انہی کی تقلید ہم پر واجب باقی ترجیح یافتہ فتاوی پر عمل ہم پر لازم ۔ اور جب ترجیح یافتہ نہ ہوں جیسا کی آج کے جدید مسائل تو جس مفتی کے فتاوی پر چاہے عمل کریں۔ آپ کا اس پر عمل کرنا جائز ہے ۔ بہتر یہ ہے جو مفتی ماہر ہو علم و عمل میں زیادہ ہو تقوی دار ہو قابل اعتماد ہو اس کے فتاوی پر عمل کیا جائے۔۔

واللہ اعلم بالصواب

فقیر دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

(کیا اعلیٰ حضرت نے علمائے دیوبند کی تکفیر کی تھی)

السلام علیکم و رحمتہ اللہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کی کیا اعلی حضرت نے دیوبندیوں کے 4 پیشوا یعنی ۔تھانوی۔نانوتوی۔ گنگوہی امبیٹھوی کو کافر کہا ہے۔ اگر ہاں تو اعلی حضرت کی اس مبارک کتاب کا نام کیا ہے۔ اور اگر نہیں کہا تو پھر یہ بات عوام اہلسنت میں کیوں مشہور ہے اور کہاں سے یہ مشہور ہوئ برائے مہربانی راہنمائ فرمایئں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔،

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب
دیوبندیوں کے پیشاوئے اربعہ
اپنی عبارات کفریہ کی کی وجہ سے کافر ہیں انہیں عبارات کفریہ کی وجہ سے امام اہلسنت نے ان کی تکفیر کی ہے ساتھ ہی ساتھ علمائے عرب نے بھی تکفیر کی ہے کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ اس کی تفصیل امام اہلسنت کی کتب میں دیکھی جا سکتی ہے خاص طور سے حسام الحرمین کا مطالعہ مفید ہے۔،

واللہ اعلم بالصواب
فقیر دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

(کیا نبی علیہ السلام ہر مجلس میں تشریف لاتے ہیں)

حضرت کی بارگاہ میں ایک سوال عرض ہے کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجائی گئی ہر دینی مجلس میں تشریف لاتے ہیں ایسا کہنا درست ہے یا نہیں ؟

السلام علیکم ورحمتہ اللہ

الجواب ھو الھادی الی الصواب

اللہ تعالٰی نے ہمارے آقا علیہ السلام کو یہ طاقت و قوت دیں ہیں آپ جب چاہئیں جہاں چاہئیں جس وقت چاہئیں جا سکتے ہیں۔

اور جب محفل میلاد سجائی جاتی ہیں تو تشریف بھی لاتے ہیں۔ لیکن یہ کہنا صحیح نہیں کہ ہر مجلس میں تشریف لاتے ہیں ،جب جب محفل میلاد ہو گی تو تشریف لائیں گے۔

اللہ نے ہمارے آقا کو اختیارات ضرور دیئے ہیں یہ ان کے کرم کی بات ہے جس مجلس میں چاہئیں تشریف لائیں ۔ یہ کہنا کے ہر ہر مجلس میں تشریف لائیں گے جائز نہیں کہ اس سے حضور علیہ السلام کو پابند بنانا اور آپ کا مجلسوں میں آنا لازم قرار پاتا ہے اس لیئے یہ کہنا جائز نہیں۔

ہم غلاموں کے لیئے تو یہی بہت بڑی سعادت کی بات ہے ان کی مجلس سجاکر ان کا ذکر کرتے ہیں در حقیقت تو یہ ہے یہ منہ اس قابل کہاں کے اس سے اپنے کریم آقا کا ذکر کیا جائے۔، چہ جائے کے آپ علیہ السلام کو پابند بنایا جائے معاذ اللہ۔،

سرکار ہم کمینوں کے اطوار پر نہ جائیں

آقا اپنے کرم پر نظر کریں

واللہ اعلم بالصواب

فقیر دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

(غیر عالم کو تقریر کرنا کیسا)

السلام علیکم ۔کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ غیر عالم کو بیان کرنا کیسا ہے۔

وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ الجواب ھو الھادی الی الصواب

غیر عالم کو وعظ کہنا ناجائز ہے اور نہ ہی اس کا یہ منصب ہے اس کے اوپر جو علم دین سیکھنا فرض ہے اس کو حاصل کرے ورنہ خود بھی گمراہ ہو گا اور دوسروں کو بھی گمرای کرے گا۔

فتاوی رضویہ میں ہے۔

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اس زمانہ میں بہت لوگ اس قسم کے ہیں کہ تفسیر وحدیث بے خواندہ وبے اجازت اساتذہ برسربازار ومسجد وغیرہ بطور وعظ ونصائح کے بیان کرتے ہیں حالانکہ معنی ومطلب میں کچھ مس نہیں فقط اردو کتابیں دیکھ کے کہتے ہیں.،یہ کہنا اور بیان کرنا ان لوگوں کے لئے شرعاً جائزہے یانہیں؟ بیّنواتوجروا (بیانفرمایئے اجرپایئے)

الجواب:

حرام ہے،اور ایسا وعظ سننا بھی حرام،رسول اللہ صلی للہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من قال فی القراٰن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار، والعیاذباللہ العزیز الغفار،والحدیث رواہ الترمذی۔ وصححہ عن ابن عباس رضی للہ تعالٰی عنھما۔ وللہ تعالٰی اعلم۔

جس شخص نے قرآن مجید میں بغیر علم کچھ کہا اسے اپنا ٹھکانا دوزخ سمجھ لیناچاہئے، للہ تعالٰی کی پناہ جو سب پر غالب اور سب کچھ بخش دینے والاہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دے کر حضرت عبدللہ ابن عباس رضی للہ تعالٰی عنہما کے حوالہ سے ذکرفرمایا،

وللہ تعالٰی اعلم ۔فتاوی رضویہ جلد 23 صفحہ 733

مزید فرماتے ہیں۔

وعظ گوئی بھی گناہ ہے۔وعظ میں قرآن مجید کی تفسیر یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث یا شریعت کا مسئلہ اور جاہل کو ان میں کسی چیز کا بیان جائز نہیں،رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من قال فی القراٰن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ رواہ الترمذی

جو بے علم قرآن کی تفسیر بیان کرے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے (اس کو امام ترمذی نے روایت کیا)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

اور احادیث میں اسے صحیح وغلط وثابت وموضوع کی تمیز نہ ہوگی،اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من یقل علیّ مالم اقل فلیتبوأ مقعدہ من النار۔رواہ البخاری فی صحیحہ عن سلمة بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہ فرمائی وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے(امام بخاری نے اپنی صحیح میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اس کو روایت کیا)

افتوابغیر علم فضلوا واضلوا۔رواہ الائمة احمد والشیخان والترمذی وابن ماجة عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔

بے علم مسئلہ بیان کیا سو آپ بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا(ائمہ کرام مثلاً امام احمد،بخاری، مسلم،ترمذی اور ابن ماجہ نے اس کو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی

فتاوی رضویہ جلد 23 صفحہ 727

ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔
اگر عالم ہے تو اس کا یہ منصب ہے اور جاہل کو وعظ کہنے کی اجازت نہیں
وہ جتنا سنواریں گا اس سے زیادہ بگاڑے گا

(فتاوی رضویہ جلد 23 صفحہ 717)

خلاصہ کلام یہ ہے غیر عالم کو تقریر کرنا ناجائز ہے اور نہ ہی اس کا منصب ہے اور نہ ہی اس کو یہ منصب دینا چاہئے۔
ہاں اگر کوئ غیر عالم کسی
سنی صحیح العقیدہ عالم کی کتاب دیکھ کر سنائے اور اپنے پاس سے اس میں کچھ نہ ملائے تو صرف دیکھ کر پڑھ کر سنانے کی اجازت ہے۔

واللہ اعلم بالصواب
فقیر دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

(اللہ کو یار کہنا کیسا)

السلام علیکم و رحمتہ اللہ
کیا فرماتے ہیں علمائے کرام
اس بارے میں ایک امام صاحب نے تقریر میں اللہ کو یار کہا اور کہا اللہ کو غصہ آیا، سوال یہ ہے اس کا کہنا کیسا ہے۔

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ
الجواب ھو الھادی الیصواب
اللہ عزوجل کو اس کے ذاتی و صفاتی نام سے ہی یاد کیا جائے جن کا ذکر قران و احادیث یا امت سے ثابت ہو ۔ اللہ کو یار کہنا جائز نہیں ۔ اللہ کو غصہ آیا کہنے کے بجائے کہا جائے اللہ ناراض ہوا یا غضب وغیرہ الفاظ استعمال کیئے جائیں ۔

واللہ اعلم بالصواب
فقیر دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

(کیا حاصل کرلیا مسلمان ہو کر کہنا کیسا)

اس طرح کے کلمات کہنے والے پر کیا حکم شرع ہے۔
ہم نے کیا حاصل کرلیا ہندو یا مسلمان ہو کر۔ کیوں نہ انسان سے محبت کریں انسان ہو کر۔ (سائل ذیشان)

السلام علیکم و رحمتہ اللہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب
اس طرح کہنے والا توبہ و تجدید ایمان کرے ۔ یہی وہ کلمات ہیں جو الحاد کی طرف انسان کو لے جاتے ہیں۔ اس طرح کے کلمات میں بندہ اپنے آپ کو اپنے مذہب کو نہ مان نے اور نہ ہی کسی مذہب کا پابند ہونے کا اقرار کرتا ہے ۔اور اس کی منشیات یہ ہوتی ہیں مذہب وغیرہ بعد میں ہے اس کے احکامات پر عمل بعد میں ہے کسی کے حکم کے پابند ہم بعد میں ہیں اس سے پہلے ہم انسان ہیں مذہب پر عمل کرنے سے کیا حاصل ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ ان کلمات میں منشیات یہ ہوتی ہیں بندہ اپنے اپ کو ہر چیز سے لا تعلق قرار دیتا ہے اور یہی الحاد۔

واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال

(شیعوں کے سلام کا جواب دینا کیسا)

السلام علیکم
مولانا دانش حنفی صاحب
سوال یہ ہے شیعہ اگر سلام کرے تو کیا جواب دینا چاہئے کیا شیعہ میں بھی کچھ گمراہ ہیں یا کافر (سائل شانو)

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ
الجواب ھو الھادی الی الصواب
شیعوں کے سلام کا جواب دینا جائز نہیں شیعوں میں گمراہ و کافر دونوں ہی ہیں۔
وہ لوگ گمراہ ہیں جن کا عقیدہ کفریہ نہیں ہے۔ اور جن کا عقیدہ کفریہ ہے وہ کافر ہیں

واللہ اعلم بالصواب
دانش حنفی ہلدوانی نینیتال